فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُرِّ ثمین فارسی مُترجم

مترجمہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکردہ

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی

شائع کردہ

محمد احمد اکیڈمی - رام گلی نمبر ۳ - لاہور

طبع دوم ۱۹۶۷ء

تعداد ... ... ایک ہزار

طابع ... ... مبارک محمود پانی پتی

مطبع ... ... نقوش پریس، لاہور، مالک محمد طفیل

قیمت فی جلد ... ... چار روپے پچاس پیسے صرف

ناشرین

محمد احمد اکیڈمی

...ی نمبر ۳ - لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

دیباچہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ جیسے صوفی منش بزرگ تھے بہت ہی کم آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے موجودہ زمانہ میں سلف صالحین کا ایک بہت ہی عمدہ نمونہ تھے صحیح اور حقیقی معنوں میں وہ ایک ولی اللہ اور خدا شناس بزرگ تھے۔ اُن کی زبان اور قلم سے تصوف کے جو حقائق و معارف کے پھول جھڑا کرتے تھے اُس کی کیفیت وہی لوگ بتلا سکتے ہیں جنہیں اُن کی بابرکت اور بافیض صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ مجھے دل کی سچائی کے ساتھ یہ بات کہنے دیجئے کہ ایسے محترم اور مقدس بزرگ آسمان صدیوں چکر کھاتا ہے جب جا کر کہیں پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب وہ ایک دُنیا کو اپنے علم اپنی قابلیت اور اپنے بے نظیر اخلاق سے فیض یاب کر کے اس جہان سے سدھارتے ہیں تو اپنا کوئی قائم مقام چھوڑ کر نہیں جاتے وہ انسانیت کا فخر ہوتے ہیں اور اخلاق کا پیکر۔ وُہ دنیا کے لیے ایک شمع ہدایت ہوتے ہیں اور اپنے دوستوں کے لیے ابرِ رحمت۔ میرا تعلق ۱۹۱۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک جب اُن کی پاک روح اپنے مولائے حقیقی سے ملنے کے لیے ملاءِ اعلیٰ کو روانہ ہوگئی اُن سے رہا۔ خدا کی قسم میں نے اُن کو ہر لحاظ سے ایک بے نظیر انسان پایا۔ خدا کے عشق میں ہمیشہ اُن کو چُور دیکھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اُن کو ہمیشہ سرشار پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ

اُلفت اُن کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ قرآن کریم اور درِثمین کو ہمیشہ میں نے اُن کے سرہانے رکھا ہوا دیکھا۔ قرآن حکیم کے جو معارف وہ بیان کیا کرتے تھے اور جو الفضل میں شائع ہوا کرتے تھے وہ ایک دنیا پڑھتی تھی اور عش عش کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی جو پُر معارف اور دلآویز تفسیر وہ کیا کرتے تھے وہ عجیب رُوح پرور ہوا کرتی تھی۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے بڑے ہی شوق اور محبت کے جذبات کے ساتھ فارسی درثمین کا نہایت محنت سے اُردو میں ترجمہ کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی اشعار جس عشق و محبت، جذب و خلوص، معارف و حقایق اور شیرینی و حلاوت سے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ اہلِ ذوق حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ جو زورِ بیان اور شوکت الفاظ فارسی درثمین کے ہر صفحہ میں موجود ہے۔ بلا ریب متقدمین اور متاخرین کی تمام منظوم فارسی کتب اُس سے خالی ہیں۔ اسی بے نظیر اور لاثانی طرزِ کلام نے حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کو ان اشعار کے اردو ترجمہ پر راغب کیا تاکہ اُردو دان طبقہ بھی حضرت سلطان القلم کے روح پرور کلام سے بقدرِ استعداد فیض یاب ہو سکے۔

یہ ترجمہ عرصہ کی کاوش اور محنت کے بعد حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے، جون ۱۹۴۳ء کو ختم کیا۔ اور بہت چاہتے رہے کہ کسی طرح یہ کتاب چھپ جائے۔ ان کی ساری کتابیں میں ہی شائع کیا کرتا تھا جب مجھے حضرت میر صاحب نے یہ ترجمہ دکھایا تو میرا دل بے اختیار چاہا کہ فوراً یہ چھپ کر منظرِ عام پر آجائے مگر اپنی سُستی اور کاہلی اور شامتِ اعمال کے باعث باوجود شدید خواہش کے میرا ارادہ عمل کی شکل اختیار نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو حضرت میر صاحب ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔ وہ

وصیت کر گئے تھے کہ میرے سارے مسودات اسماعیل کو دے دیے جائیں۔ وزہ ثمین فارسی کا یہ ترجمہ اپنی زندگی ہی میں حضرت میر صاحب رضؓ نے میرے سپرد کر دیا تھا۔

حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کے سارے مسودات میں نے اپنی جان کے برابر رکھ چھوڑے تھے۔ اور جب مجھے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۷ء کو سلسلہ کے ایک ضروری کام کے لئے قادیان سے لاہور آنا پڑا تو میں اپنی عزیزہ حور بانو معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان کو تاکید کر آیا کہ اگر خدا نخواستہ تمہیں قادیان چھوڑنا پڑے تو میری کتابوں اور مال و اسباب میں سے صرف اُس ٹرنک کو بچانے کی کوشش کرنا جس میں میر صاحب کے مسودات ہیں باقی سب کچھ غارت ہو جائے اُس کی پروا نہ کرنا

میرے لاہور چلے آنے کے بعد قادیان پر جو کچھ گذری قلم میں طاقت نہیں کہ اُس کا بیان کر سکے۔ حور بانو نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر انتہائی کوشش کی کہ مسودات کا ٹرنک بچ سکے مگر تقدیر کے نوشتے پورے ہونے تھے۔ کچھ بھی نہ بچا اور سب کچھ تباہ ہو گیا۔

مجھے بے انتہا قلق اور رنج ان مسودات کے ضائع ہونے کا ہوا مگر خدائی تقدیر میں کیا چارہ تھا۔ ناچار صبر کی سل اپنی کمزور چھاتی پر رکھ کر خاموش ہو گیا مگر بار بار خیال آتا تھا کہ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے ان مسودات کو میرے حوالے فرمایا تھا مگر میں اُن کی مقدس امانت کی اپنی نالائقی کی وجہ سے حفاظت نہ کر سکا سب سے زیادہ میرا دل دُرِّثمین کے اس ترجمہ کے لئے لوٹتا تھا۔ مگر بے بس اور لاچار تھا۔ بظاہر کوئی شکل اُس کی دستیابی کی نہیں تھی۔ جب حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کا سارا مکان ہی لُٹ گیا جہاں میں رہا کرتا تھا تو یہ ترجمہ کس طرح محفوظ رہتا؟ اکثر خیال آتا تھا کہ نہ معلوم کس نے چند پیسوں

میں خریدا ہوگا یا کسی دکاندار کی پڑیاں اس میں بندھی ہوں گی۔ ماہ اور سال اسی سوچ میں گذر گئے۔ دل کو ہر چند صبر کی تلقین کرتا تھا۔ لیکن صبر نہ آتا تھا۔ مگر اندر سے کوئی کہتا تھا کہ یہ ترجمہ محفوظ ہے اور مل جائے گا۔ آخر برسوں کی دلی کوفت اور کشمکش کے بعد میں نے اپنے محترم دوست ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کو جو اس وقت قادیان میں ناظرِ تعلیم و تربیت تھے۔ خط لکھا کہ آپ کہیں تلاش تو کریں کسی شخص کے پاس۔ کسی کباڑی کے پاس۔ کسی کتب فروش کے پاس۔ کسی دکاندار کے پاس اس کا مسودہ مل جائے۔ تو میں اس کے لئے دو سو روپے تک دینے کو تیار ہوں۔ ملک صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ انہوں نے کمال ہمدردی کے ساتھ یہ مسودہ نہ معلوم کہاں سے تلاش کیا اور خود دا گہ تشریف لائے اور میرے حوالہ کر دیا۔ ملک صاحب کے اس احسان کا میں جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

مسودہ مل جانے کے بعد میں نے اس کی طباعت کی درخواست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں بھیج دی جہاں سے فوراً اجازت مل گئی۔ اور میں نے مسودہ کتابت کے لئے دے دیا۔ یہ جنوری ۱۹۵۴ء کی بات ہے۔ جلد ہی کتابت ختم ہوگئی اور میں نے کتاب شائع کر دی۔ یہ کتاب چھپتے ہی فوراً فروخت ہوگئی۔ اس پر مجھے دوسری اشاعت کی فکر ہوئی مگر اس تمام عرصہ میں حالات ایسے ناسازگار رہے کہ سخت خواہش کے باوجود اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

اس دوران میں بہت سے احباب کی طرف سے اس کی دوبارہ طباعت کا

شدید اصرار ہوتا رہا۔ سب سے زیادہ تڑپ اس کی اشاعت ثانی کی حضرت میاں بشیر احمد رضی اللہ عنہ کو تھی۔ انہوں نے مجھے یہ بھی لکھا کہ اگر مالی پریشانی راہ میں حائل ہے تو چار سو روپے سے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ مکرمی شیخ بشیر احمد صاحب جج ہائی کورٹ لاہور نے مجھ سے بار ہا فرمایا کہ تم کام شروع کرو میں ساری کتاب بلاکوں پر اپنے خرچ سے چھپوا دوں گا۔ انشر کے الاسلام والوں نے مجھے لکھا کہ اگر تم نہیں چھپواتے تو ہم چھپوا لیتے ہیں کیونکہ مانگ بیحد ہے اور برابر تقاضے کے خطوط آرہے ہیں ایک مقامی جماعت نے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو باقاعدہ درخواست بھی بھیج دی کہ ہمیں اس کی دوبارہ اشاعت کی اجازت دی جائے مگر دربار خلافت سے ان کو یہی جواب ملا کہ اسماعیل جس نے پہلی مرتبہ یہ کتاب شائع کی تھی۔ دوبارہ بھی وہی شائع کرے گا۔

اس پر میں نے اپنی انتہائی بے مائگی کے باوجود اس کی دوبارہ اشاعت کا ارادہ کر لیا۔ رقم نہ پہلی اشاعت کے وقت پاس تھی نہ دوسری اشاعت کے وقت۔ مگر میں نے توکل علی اللہ کام شروع کر دیا۔

اب سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ طبع اوّل میں کتابت کی جو غلطیاں رہ گئی تھیں ان کو درست کیا جائے تا کہ کتاب صحیح چھپے۔ اس ضمن میں مولوی عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم پروفیسر نصرت گرلز کالج ربوہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور حقیقت ہے کہ بہت ہی محنت کے ساتھ انہوں نے ساری کتاب کو دیکھا۔ پھر میں نے بزرگ محترم حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے

وعدہ فرمایا۔ لیکن پیرانہ سالی۔ عوارض اور علیم الفرصتی کے باعث کام میں بہت دیر لگ گئی۔ پھر میں نے فاضل جلیل محترمی شیخ محمد احمد صاحب مظہر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائل پور کی خدمت میں محترمی جناب شیخ بشیر احمد صاحب جج ہائی کورٹ لاہور کی معرفت اس کی تصحیح کے لئے عرض کی۔ شیخ محمد احمد صاحب نے نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھ باوجود سخت علیم الفرصتی کے اس کٹھن کام کی حامی بھر لی اور نہایت محنت کے ساتھ اس کی تصحیح کی۔ اور مجھے کتاب کی واپسی کے ساتھ اس کے متعلق مفصل ہدایات لکھ دیں جن کی روشنی میں میں یہ کتاب شائع کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے اور ان کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ اُن کے لیے میرے دل سے جو دعائیں نکل رہی ہیں خداوند کریم اپنے فضل سے ساری قبول فرمائے۔

اب کتابت کا بھاری پتھر تھا جس کا بار مکرمی جناب حکیم محمد شفیع صاحب خوشنویس نے نہایت خوشی کے ساتھ اپنے سارے کاموں کو روک کر اٹھا لیا اور نہایت عمدگی، پوری احتیاط اور بڑی محنت سے اسے سرانجام دیا۔

مکرمی و محبی ملک محمد طفیل صاحب مدیر رسالہ نقوش کی عنایت اور مہربانی کا میں جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے کہ موصوف نے پہلے تفسیر صغیر کی بہترین اور اعلیٰ ترین طباعت کا نہایت مشکل کام میری درخواست پر اپنے ذمہ لیا اور اُسے بڑی ہی محنت اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ کم سے کم وقت میں بہتر سے بہتر

طور پر انجام دیا۔ اور پھر درِ ثمین فارسی کی طباعت کے سلسلہ میں میری بیش قرار اعانت اور مدد فرمائی جب ہی میں اس کو جلد تر جلسہ سالانہ کے موقع پر شائع کر سکا اللہ تعالیٰ اُس پُر خلوص محبت کی جو ایڈیٹر صاحب "نقوش" نے آج اٹھارہ برس سے میرے ساتھ ملحوظ رکھی ہے بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے اور اُن کے کاموں اور اُن کے نیک عزائم میں زیادہ سے زیادہ برکت دے۔ آمین۔

میں اب بہت ہی زیادہ ضعیف، کمزور اور مضمحل ہو گیا ہوں۔ اور کوئی ضروری یا غیر ضروری کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ طباعت کی نگرانی، پھر کتابوں کی جلدیں بندھوانا ازاں بعد اشاعت کا انتظام کرنا، یہ سب کام برخوردار مبارک محمود نے بہت ہی انہماک۔ بڑے شوق اور نہایت مستعدی سے کیا۔ اور آخر وقت تک بہت مصروفیت کے ساتھ کام میں لگے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے بوڑھے۔ کمزور، علیل اور نہایت مضمحل باپ کی اس خدمت کا اجر عطا فرمائے۔ اگر میرا نہایت لائق اور فاضل فرزند محمد احمد آج زندہ ہوتا۔ تو وہ اس وقت اپنے بھائی کے اس دینی کام میں نہایت ہی دلی ذوق کے ساتھ حصہ لیتا۔ مرحوم کے دل میں دین کی خدمت کا ایک والہانہ جذبہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص مصلحتوں نے اس کو عین جوانی کے عالم میں ۹ جنوری ۱۹۶۲ء کو اپنے پاس بلا لیا۔ ع

بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میں آخر میں کرمی و محترمی جناب میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال

ربوہ کا نہایت درجہ شکریہ ادا کر کے اپنی تمہید کو ختم کرتا ہوں۔ رامہ صاحب نے پوری کتاب کی کاپیاں نہایت محنت۔ نہایت شوق اور نہایت توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی اشعار کو حضرت اقدسؑ کی کتابوں کے پہلے ایڈیشن سے مقابلہ کر کے درست کیا۔ حضرت میر محمدؐ اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے اردو ترجمہ کے ایک ایک لفظ پر غور کر کے اُسے اصل فارسی کے مطابق کیا۔ کتابت کی غلطیوں کی انتہائی احتیاط کے ساتھ تصحیح کی۔ غرض کوئی دقیقہ اس کتاب کی صحت اور درستی کا انہوں نے باقی نہیں چھوڑا۔ میں ان کی عنایت۔ نوازش اور مہربانی کا بے حد ممنون ہوں۔ اتنی محنت کوئی اپنی کتاب کے لئے بھی نہیں کرتا جتنی انہوں نے میرے لئے کی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس خلوص اور نیکی کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اُن کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے۔ آمین

۲۵ جنوری ۱۹۶۷ء

خاکسار محمد اسماعیل پانی پتی

رام گلی نمبر ۳۔ مکان نمبر ۱۸۔ لاہور

دُرِّ ثمین فارسی

مترجمہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہٗ

ہر دم از کاخ عالم آواز نیست | کہ یکیش بانی و بِنا ساز نیست

یہ نظام عالم اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس جہان کا کوئی بانی اور صانع ضرور ہے

نہ کس اورا شریک و انباز نیست | نے بکارش دخیل و ہمراز نیست

نہ کوئی اُس کا شریک ہے نہ ساجھی۔ نہ اُس کے کام میں کوئی دخیل ہے نہ کوئی اُس کا ہمراز ہے

این جہاں را عمارت انداز نیست | لیک از جہاں برتر است و ممتاز نیست

وہ اس جہان کا بنانے والا ہے۔ گر خود جہان سے بالاتر اور ممتاز ہے

وحدہٗ لاشریک حی و قدیر | لم یزل لایزال فرد و بصیر

وہ اکیلا لاشریک۔ زندہ اور قادر ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ یگانہ اور باخبر ہے

کارساز جہان و پاک و قدیم | خالق و رازق و کریم و رحیم

جہان کا کارساز۔ پاک اور قدیم ہے۔ پیدا کرنے والا۔ روزی پہنچانے والا۔ مہربان اور رحیم ہے

رہنما و معلّم رہِ دین | ہادی و مُلہمِ علومِ یقین

وہ رہنما اور معلّمِ دین ہے۔ وہ ہادی اور یقینی علوم کا الہام کرنے والا ہے

متصف با ہمہ صفاتِ کمال | برتر از احتیاجِ آل و عیال

وہ تمام صفات کاملہ سے متصف اور آل و اولاد کے جھگڑوں سے بے نیاز ہے

بہ یکے حال ہست و ہمہ حال | رہ نیابد بدو فنا و زوال

وہ ہر زمانہ میں ایک ہی حال پر قائم ہے۔ فنا اور زوال کا اس کے حضور گزر نہیں

نیست از حکمِ او بروں چیزے | نہ ز چیزیست او نہ چوں چیزے

کوئی شے اُس کے حکم سے باہر نہیں ہے، نہ وہ کسی سے نکلا ہے اور نہ کسی کی مانند ہے

نتواں گفت لامس اشیا ست | نے تواں گفتن اینکہ دور از ماست

نہیں کہہ سکتے کہ وہ چیزوں کو چھوتا ہے۔ نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہم سے دُور ہے

ذاتِ او گرچہ ہست بالاتر | نتواں گفت زیرِ اوست دگر

اُس کی ذات اگرچہ سب سے بالاتر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی اور چیز بھی ہے

ہرچہ آید بفہم و عقل و قیاس | ذاتِ او برترست زاں وسواس

جو کچھ فہم عقل اور قیاس میں آسکتا ہے اُس کی ذات ہر اُس خیال سے بالاتر ہے

ذاتِ بے چون و چند افتاد ست | وز حدود و قیود آزاد ست

اُس کی ذات بے مثل اور یکتا ہے اور حدود و قیود سے آزاد ہے

نہ وجودے بذاتِ او انباز | نہ کسے در صفاتِ او انباز

کوئی وجود اُس کا ہمسر نہیں نہ کوئی اُس کی صفات میں اُس کے برابر ہے

ہمہ پیدا ز دستِ قدرتِ او | کثرتِ شاں گواہِ وحدتِ او

سب کچھ اُس کی قدرت سے پیدا ہوا ہے اُن کی کثرت اُس کی وحدت پر گواہ ہے

گر شریکش بُدے زِ خلق دگر | گشتے ایں جملہ خلق زیر و زبر

اگر مخلوق میں سے کوئی اُس کا شریک ہوتا تو یہ تمام دنیا زیر و زبر ہو جاتی

ہر چہ از وصف خاکی و خاکست | ذاتِ بیچونِ او ازاں پاکست

خاک اور خاکی مخلوق کی جو صفات ہیں اُس کی بے مثل ذات اُن سے پاک ہے

بند بر پائے ہر وجود نہاد | خود ز ہر قید و بند ہست آزاد

ہر وجود کے لیے اُس نے کچھ پابندیاں لگا دی ہیں مگر خود ہر قید اور پابندی سے آزاد ہے

آدمی بندہ ہست و نفسش بند | در دو صد حرص و آز سر بکمند

آدمی غلام ہے اور اُس کا نفس مقید ہے صدہا خواہشوں اور لالچوں میں پھنسا ہوا ہے

ہمچنیں بندہ آفتاب و قمر | بند در سیر گاہِ خویش و مقر

اسی طرح سورج اور چاند بھی مجبور ہیں اپنے اپنے راستوں پر چلنے کے لیے لاچار ہیں

ماہ را نیست طاقتِ ایں کار | کہ بتابد بروز چوں احرار

چاند کو اس امر کی قدرت حاصل نہیں کہ وہ دن کو آزادانہ چمک سکے

نیز خورشید را نہ یارائے | کہ نہد بر سریرِ شب پائے

اسی طرح سورج کو بھی یہ قوت نہیں کہ وہ رات کے تخت پر قدم رکھ سکے

آب ہم بندہ ہست زینکہ مدام | بند در سردی است نے خود کام

پانی بھی مجبور ہے کیونکہ ہمیشہ سردی میں جم جاتا ہے۔ مرضی کا مالک نہیں

آتشے تیز نیز بندۂ اُو | در چنیں سوزشے فگندۂ اُو

تیز آگ بھی اُس کی تابعدار ہے اور ایسی جلن میں اُسی کی ڈالی ہوئی ہے

اگر برآری بہ پیش او فریاد ۔۔۔ گرمیش کم نہ گردد اے اُستاد

اگر تو اُس آگ سے التجا کرے تب بھی اے شخص! اُس کی گرمی کم نہ ہوگی

پائے اشجار در زمیں بند ست ۔۔۔ سخت در پا سلاسل افگند ست

درختوں کے تنے زمین میں پیوست ہیں۔ اُن کے پاؤں میں مضبوط زنجیریں ڈال دی ہیں

ایں ہمہ بستگانِ آں یکذات ۔۔۔ بر وجودش دلایل و آیات

یہ سب چیزیں اُسی ہستی سے وابستہ ہیں اور اُس کے وجود پر دلایل اور نشان ہیں

اے خداوندِ خلق و عالمیاں ۔۔۔ خلق و عالم ز قدرتت حیراں

اے جہانوں اور مخلوقات کے آقا! دنیا اور مخلوق تیری قدرت سے حیران ہے

چہ مہیب ست شان و شوکتِ تو ۔۔۔ چہ عجیب ست کار و صنعتِ تو

تیری شان و شوکت کس قدر باعظمت ہے تیری صنعت اور تیرا کام کتنا عجیب ہے

حمد را با تو نسبت از آغاز ۔۔۔ نے دراں کس شریک نے انباز

شروع ہی سے حمد کا تیرے ساتھ تعلق ہے اور اِس معاملہ میں نہ کوئی تیرا شریک ہے نہ ہمسر

تو وحیدی و بے نظیر و قدیم ۔۔۔ مُنزّہ ز ہر قسیم و سہیم

تو اکیلا بے مثل اور ازلی ہے اور ہر ساجھی اور شریک سے پاک

کس نظیرِ تو نیست در دو جہاں ۔۔۔ ہر دو عالم توئی خدائے یگاں

دونوں جہان میں تیرا کوئی نظیر نہیں۔ دونوں عالم میں تو اکیلا ہی خدا ہے

زورِ تو غالب ست بر ہمہ چیز ۔۔۔ ہمہ چیزے بر جنب تو ناچیز

ہر شے پر تیری طاقت غالب ہے اور ہر چیز تیرے مقابل پر ہیچ ہے

ترست ایمن کند ز ترس و خطر | ہر کہ عارف تر است ترساں تر

تیرا خوف ہر ڈر اور خطرہ سے محفوظ کر دیتا ہے جو تیری معرفت زیادہ رکھتا ہے وہی تجھ سے زیادہ ڈرتا ہے

خلق جوید پناہ و سایۂ کس | واں پناہِ ہمہ تو ہستی و بس

مخلوق کسی کی پناہ اور سایہ ڈھونڈتی ہے مگر سب کی پناہ صرف تیری ذات ہے

ہست یادت کلیدِ ہر کارے | خاطرے بے تو خاطر آزارے

تیری یاد ہر مشکل کی کلید ہے - تیرے بغیر ہر خیال دل کا دکھ ہے

ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز | بختِ گم کردہ را بیابد باز

جو تیرے حضور میں عاجزی سے روتا ہے وہ اپنی گم گشتہ قسمت کو دوبارہ پاتا ہے

لطفِ تو ترکِ طالباں نکند | کس بکارِ رہت زیاں نکند

تیری مہربانیاں طالبوں کو نہیں چھوڑتیں۔ کوئی تیرے معاملے میں نقصان نہیں اٹھاتا

ہر کہ با ذاتِ تو سرے دارد | پُشت بر روئے دیگرے دارد

شخص صرف تجھ سے تعلق رکھتا ہے وہ دوسرے کی طرف پیٹھ پھیر لیتا ہے

زانکہ چوں کار بر تو بگذارد | رو بہ اغیار از چہ رو آرد

کیونکہ جب وہ اپنا معاملہ تجھ پر چھوڑ دیتا ہے تو پھر کیوں غیروں کی طرف توجہ کرے؟

ذاتِ پاکت بس است یار یکے | دل یکے۔ جاں یکے۔ نگار یکے

تیری ذاتِ پاک کو ہمارے لیے دوست ہونا کافی ہے دل بھی ایک ہے جان بھی ایک ہے محبوب بھی ایک ہونا چاہیے

ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد | رحمتت آشکار بنوازد

جو پوشیدگی میں تجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ تیری رحمت کھلم کھلا اس پر مہربانی کرتی ہے

ہر کہ گیرد وردت بصدق و حضور | از در و بامِ او ببارد نور

جو صدق اور اخلاص سے تیری چوکھٹ پکڑتا ہے تو اُس کے در و بام سے نور کی بارش برساتا ہے

ہر کہ راہت گرفت کارش شد | صد امیدے بروزگارش شد

جو تیری راہ پر گامزن ہوا اُس کا کام بن گیا اور اُس کی کامیابی کی سو امیدیں بندھ گئیں

ہر کہ راہِ تو جُست یافتہ است | تافت آں رو کہ سر بتافتہ است

جس نے تیری راہ ڈھونڈی اس نے پا لیا۔ وہ چہرہ نورانی ہو گیا جس نے تجھ سے سرکشی نہ کی

وانکہ از ظلِّ قربتِ تو رمید | بر درِ ہر کہ رفت ذلّت دید

مگر جو تیرے قرب کے سایہ سے بھاگا وہ جس دروازہ پر بھی گیا ذلت دیکھی

اے خداوندِ من گناہم بخش | سوئے درگاہِ خویش راہم بخش

اے میرے خداوند! میرے گناہ بخش دے اور اپنی درگاہ کی طرف مجھے رستہ دکھا

روشنی بخش در دل و جانم | پاک کُن از گناہِ پنہانم

میری جان اور میرے دل میں روشنی دے اور مجھے میرے مخفی گناہوں سے پاک کر

دل ستانی و دلربائی کُن | بہ نگاہے گرہ کشائی کُن

دل ستانی کر اور دلربائی دکھا اپنی ایک نظرِ کرم سے میری مشکل کشائی کر

در دو عالم مرا عزیز توئی | و آنچہ می خواہم از تو نیز توئی

دونوں عالم میں تو ہی میرا پیارا ہے اور جو چیز میں تجھ سے چاہتا ہوں وہ بھی تو ہی ہے

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۱۴، مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

در دلم جوشد ثنائے سرورے | آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

میرے دل میں اُس سردارؐ کی تعریف جوش مار رہی ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا

آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل | آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے

وہ جس کی جان خدائے ازلی کی عاشق ہے وہ جس کی روح اُس دلبر میں واصل ہے

آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است | ہمچو طفلے پرورید در برے

وہ جو خدا کی مہربانیوں سے اُس کی طرف کھینچا گیا ہے اور خدا کی گود میں ایک بچہ کی مانند پلا ہے

آنکہ در بر و کرم بحرِ عظیم | آنکہ در لطفِ اتم یکتا دُرے

وہ جو نیکی اور بزرگی میں ایک بحرِ عظیم ہے اور کمال خوبی میں ایک نایاب موتی ہے

آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار | آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

وہ جو بخشش اور سخاوت میں ابرِ بہار ہے اور فیض و عطا میں ایک سورج ہے

آں رحیم و رحمِ حق را آیتے | آں کریم و جودِ حق را مظہرے

وہ رحیم ہے اور رحمتِ حق کا نشان ہے وہ کریم ہے اور بخششِ خداوندی کا مظہر ہے

آں رخِ فرخ کہ یک دیدارِ او | زشت رو را می کند خوش منظرے

اُس کا مبارک چہرہ ایسا ہے کہ اُس کا ایک ہی جلوہ بد صورت کو حسین بنا دیتا ہے

آں دلِ روشن کہ روشن کردہ است | صد درونِ تیرہ را چوں اخترے

وہ ایسا روشن ضمیر ہے جس نے روشن کر دیا سینکڑوں سیاہ دلوں کو ستاروں کی طرح

آں مبارک پے کہ آمد ذاتِ او | رحمتے زاں ذاتِ عالم پرورے

وہ ایسا مبارک قدم ہے کہ اس کی ذات خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمت بن کر آئی ہے

احمدِ آخر زماںؑ کز نورِ او　　شد دلِ مردم زخور تاباں ترے

اس احمدؐ آخر زماں کے نور سے لوگوں کے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئے

از بنی آدم فزوں تر در جمال　　وز لآلی پاک تر در گوہرے

وہ تمام بنی آدم سے بڑھ کر صاحب جمال ہے اور آب و تاب میں موتیوں سے بھی زیادہ حسین ہے

بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ　　در دلش پُر از معارف کوثرے

اس کے منہ سے حکمت کا چشمہ جاری ہے اور اُس کے دل میں معارف سے پُر ایک کوثر ہے

بہرِ حق داماں ز غیرش بر فشاند　　ثانئِ او نیست در بحر و برے

خدا کے لیے اس نے ہر وجود سے اپنا دامن جھاڑ دیا بحر و بر میں اس کا کوئی ثانی نہیں

آں چراغش داد حق کش تا ابد　　نے خطر نے غم ز بادِ صرصرے

حق نے اس کو ایسا چراغ دیا ہے کہ تا ابد اُسے ہوا کے تند سے کوئی خوف و خطر نہیں

پہلوانِ حضرتِ ربِّ جلیل　　بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے

وہ خدائے جلیل کی درگاہ کا پہلوان ہے اور اُس نے بڑی شان سے کمر میں خنجر باندھ رکھا ہے

تیرِ او تیزی بہر میداں نمود　　تیغِ او ہر جا نمودہ جوہرے

اُس کے تیر نے ہر میدان میں تیزی دکھائی ہے اور اُس کی تلوار نے ہر جگہ اپنا جوہر ظاہر کیا ہے

کرد ثابت بر جہاں عجزِ بتاں　　وا نمودہ زورِ آں یک قادرے

اُس نے دنیا پر بتوں کا عجز ثابت کر دیا اور خدائے واحد کی طاقت کھول کر دکھا دی

تا نماند بے خبر از زورِ حق　　بت مِنا و بت پرست و بت گرے

تا خدائی طاقت سے بے خبر نہ رہیں بت منا۔ بت پرست اور بُت گر

عاشقِ صدق وسداد و راستی | دشمنِ کذب وفساد و ہر شرے

وہ صدق۔ سچائی اور راستی کا عاشق ہے۔ گر کذب۔ فساد اور شر کا دشمن ہے

خواجۂ و مر عاجزاں را بندۂ | پادشاہ و بیکساں را چاکرے

وہ اگرچہ آقا ہے گر کمزوروں کا غلام ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ گر بیکسوں کا چاکر ہے

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید | کس ندیدہ در جہاں از مادرے

وہ مہربانیاں جو مخلوق نے اُس سے دیکھیں۔ وہ کسی نے اپنی ماں میں بھی نہیں پائیں

از شرابِ شوقِ جاناں بیخودے | در سرش بر خاک بنہادہ سرے

وہ محبوب کے عشق کی شراب میں بیخود ہے اُس کی محبت میں اُس نے اپنا سر خاک پر رکھا ہُوا ہے

روشنی از وے بہر قومے رسید | نورِ او رخشید بر ہر کشورے

اُس سے ہر قوم کو روشنی پہنچی۔ اُس کا نور ہر ملک پر چمکا

آیتِ رحماں برائے ہر بصیر | حجّتِ حق بہرِ ہر دیدہ ورے

وہ ہر صاحب بصیرت کے لئے آیت اللہ اور ہر اہل نظر کے لیے حجتِ حق ہے

ناتواناں را برحمت دستگیر | خستہ جاناں را بہ شفقت غمخورے

کمزوروں کا رحمت کے ساتھ ہاتھ پکڑنے والا اور ناامیدوں کا شفقت کے ساتھ غم خوار

حُسنِ رویش بہ زِ ماہ و آفتاب | خاکِ کویش بہ زِ مُشک و عنبرے

اُس کے چہرہ کا حسن شمس و قمر سے زیادہ ہے اور اُس کے کوچہ کی خاک مشک و عنبر سے بہتر ہے

آفتاب و مہ چہ مے مانند بدو | در دلش از نورِ حق صد نیّرے

سورج و چاند اُس سے کہاں مشابہت رکھ سکتے ہیں اُس کے دل میں تو خدائی نور سے سو سورج روشن ہیں

یک نظر بہتر ز عمرِ جاوداں	گر فتد کس را بر آں خوش پیکرے

ہمیشہ کی زندگی سے ایک نظر بہتر ہے اگر اُس پیکرِ حسن پر پڑ جائے

منکہ از حُسنش ہمے دارم خبر	جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

میں جو اُس کے حسن سے باخبر ہوں اُس پر اپنی جان قربان کرتا ہوں جبکہ دوسرا صرف دل دیتا ہے

یادِ آں صورت مرا از خود برد	ہر زماں مستم کند از ساغرے

اُس کی یاد مجھے بیخود بنا دیتی ہے۔ وہ ہر وقت مجھے ایک ساغر سے مست رکھتا ہے

مے پریدم سوئے کوئے او مدام	من اگر مے داشتم بال و پرے

میں ہمیشہ اُس کے کوچہ میں اُڑتا پھرتا اگر میں پر و بال رکھتا

لالہ و ریحاں چہ کار آید مرا	من سرے دارم بآں رُو و سرے

لالہ و ریحان میرے کس کام کے ہیں؟ میں تو اُس چہرہ و سر سے تعلّق رکھتا ہوں

خوبئ او دامنِ دل مے کشند	مُوکشانم مے بُرَد زور آورے

اُس کی خوبی دامنِ دل کو کھینچتی ہے اور ایک طاقتور ہستی مجھے کشاں کشاں لے جا رہی ہے

دیدہ ام کو ہست نورِ دیدہ ہا	در اثر مہرش چو مہرِ انورے

میں نے دیکھا کہ وہ آنکھوں کا نور ہے اُس کی محبت کا اثر چمکدار سورج کی مانند ہے

تافت آں روئے کزاں رو سر نتافت	یافت آں درماں کہ بگزید آں درے

وہ چہرہ روشن ہو گیا جس نے اُس سے روگردانی نہ کی۔ وہ کامیاب ہو گیا جس نے اس کا دروازہ پکڑ لیا

ہر کہ بے اُو زد قدم در بحرِ دیں	گرد در اوّل قدم گم معبرے

جس نے اُس کے بغیر دین کے سمندر میں قدم رکھا اس نے پہلے ہی قدم میں گھاٹ کو کھو دیا

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر — زیں چہ باشد حجّتے روشن ترے

وہ اُمّی ہے مگر علم و حکمت میں بے نظیر ہے اس سے زیادہ اُس کی صداقت پر اور کیا دلیل ہوگی؟

آں شرابِ معرفت دادش خدا — کہ ز شعاعش خیرہ شد ہر اخترے

خدا نے اُسے وہ شرابِ معرفت عطا فرمائی کہ اُس کی شعاعوں سے ہر ستارہ ماند پڑ گیا

شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم — جوہرِ انساں کہ بود آں مضمرے

اُس کے باعث پورے طور پر عیاں ہوگیا انسان کا وہ جوہر جو مخفی تھا

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال — لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

اس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہوگیا اس لیے اُس پر پیغمبروں کا خاتمہ ہوگیا

آفتابِ ہر زمین و ہر زماں — رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے

وہ ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے آفتاب ہے اور ہر اسود و احمر کا رہبر ہے

مجمع البحرینِ علم و معرفت — جامع الاسمین ابر و خاورے

وہ علم اور معرفت کا مجمع البحرین ہے۔ بادل اور آفتاب دونوں ناموں کا جامع ہے

چشمِ من بسیار گردید و ندید — چشمہ چوں دینِ او صافی ترے

میں نے بہت تلاش کیا مگر کہیں نہیں دیکھا اس کے دین کی مانند مصفّٰی چشمہ

سالکاں را نیست غیر از وے امام — رہرواں را نیست جز وے رہبرے

سالکوں کے لئے اس کے سوا کوئی امام نہیں۔ راہ حق کے متلاشیوں کے لیے اُس کے سوا کوئی رہبر نہیں

جائے او جائیکہ طیرِ قدس را — سوزد از انوار آں بال و پرے

اس کا مقام وہ ہے جہاں کے انوار سے جبریل کے بال و پر جلتے ہیں

آں خداوندش بداد آں شرع و دیں — کاں نگردد تا ابد متغیرے

اُس خدا نے اسے وہ شریعت اور دین عطا کیا۔ جو کبھی بھی تبدیل نہ ہوگا

تافت اوّل بر دیارِ تازیاں — تا زیانش را شود درماں گرے

پہلے وہ عرب کے ملک پر پڑیگا۔ تاکہ اُس ملک کی خرابیوں کا انسداد کرے

بعد زاں آں نورِ دین و شرعِ پاک — شد محیطِ عالمے چوں چنبرے

بعد ازاں وہ نور اور پاک شریعت تمام عالم پر آسمان کی طرح محیط ہوگئی

خلق را بخشید از حق کامِ جاں — وا رہانیدہ زِ کامِ اژدرے

مخلوق کو خدا کی طرف سے مقصدِ زندگی بخشا اور ایک اژدہے کے منہ سے اُسے رہائی دلائی

یک طرف حیراں اُزو شاہانِ وقت — یک طرف مبہوت ہر دانشورے

ایک طرف شاہانِ وقت اُس سے حیران تھے۔ دوسری طرف ہر عقلمند ششدر تھا

نے بعلمش کس رسیدہ نے بزور — در شکستہ کبرِ ہر متکبّرے

نہ اُس کے علم تک کوئی پہنچا نہ اُس کی طاقت تک۔ اُس نے ہر متکبّر کے تکبّر کو توڑ کر رکھ دیا

او چہ دارد بمدحِ کس نیاز — مدحِ او خود فخرِ ہر مدحت گرے

اُسے کسی کی تعریف کی کیا حاجت ہے اس کی مدح ہر مدحت گر کے لئے باعثِ فخر ہے

ہست او در روضۂ قدس و جلال — وز خیالِ مادحاں بالاترے

وہ پاکیزگی اور جلال کے گلستان میں متمکّن ہے اور تعریف کرنے والوں کے وہم سے بالاتر ہے

اے خدا بر وے سلامِ ما رساں — ہم برا خوانش ز ہر پیغمبرے

اے خدا ہمارا اسلام اُس تک پہنچا دے۔ نیز ہر پیغمبر پر جو اس کا بھائی ہے

ہر رسُولے آفتابِ صدق بود	ہر رسُولے بود مہرِ انورے

ہر رسول سچائی کا سورج تھا - ہر رسول نہایت روشن آفتاب تھا

ہر رسُولے بود ظلّے دیں پناہ	ہر رسُولے بود باغ مُثمرے

ہر رسُول دین کو پناہ دینے والا سایہ تھا اور ہر رسول ایک پھلدار باغ تھا

گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک	کارِ دیں ماندے سراسر ابترے

اگر یہ پاک جماعت دنیا میں نہ آتی تو دین کا کام بالکل ابتر رہ جاتا

ہر کہ شکرِ بعث شاں نارد بجا	ہست او آلائے حق را کافرے

جو اُن کی بعثت کا شکر بجا نہیں لاتا وہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا منکر ہے

آں ہمہ از یک صدف صد گوہر اند	متّحد در ذات و اصل و گوہرے

وہ سب ایک سیپی کے سو موتی ہیں - جو ذات اور اصل اور چمک میں یکساں ہیں

اُمّتے ہرگز نبودہ در جہاں	کاندراں نامد بوقتے مُنذرے

ایسی کوئی اُمّت بھی دنیا میں نہیں ہوئی جس میں کسی وقت ڈرانے والا نہ آیا ہو

اوّل آدمؑ آخر شاں احمدؐ ست	اے خنک آں کس کہ بیند آخرے

اُن میں پہلا آدمؑ اور آخری احمدؐ ہے - مبارک وہ جو آخری کو دیکھ پائے

انبیاء روشن گہر ہستند لیک	ہست احمدؐ زاں ہمہ روشن ترے

تمام نبی روشن فطرت رکھنے والے ہیں - مگر احمدؐ اُن سب سے زیادہ روشن ہے

آں ہمہ کان معارف بودہ اند	ہر یکے از راہِ مولا مخبرے

وہ سب معرفت کی کان تھے اور ہر ایک مولیٰ کے راستہ کی خبر دینے والا تھا

ہر کرا علمے ز توحیدِ حق است | ہست اصلِ علمش از پیغمبرے

جس کسی کو توحیدِ حق کا کچھ علم ہے اُس کے علم کی اصل کسی پیغمبر سے ہے

آں رسیدش از رہِ تعلیم ہا | گو شود اکنوں ز نخوت منکرے

وہ علم اُسے اُن کی تعلیم سے ہی پہنچا ہے خواہ اب وہ تکبر سے منکر ہو جائے

ہست قومے کج رو و ناپاک رائے | آنکہ زیں پاکاں ہمے پیچد سرے

ایک گمراہ اور ناپاک قوم ایسی بھی ہے جو ان پاک لوگوں کا انکار کرتی ہے

دیدۂ شاں روئے حق ہرگز ندید | زیں سیہ کردند روئے دفترے

ان کی آنکھوں نے حق کا منہ کبھی نہیں دیکھا اس لیے اس بحث میں انہوں نے دفتر سیاہ کر ڈالے

شور بختی ہائے بختِ شاں بہ بیں | ناز بر چشم و گریزاں از خورے

اُن کی قسمت کی بدبختی کو دیکھ کہ اپنی آنکھ پر فخر کرتے ہیں اور سورج سے بھاگتے ہیں

چشم گر بودے غنی از آفتاب | کس نبودے تیز بیں چوں شپرے

اگر آنکھ آفتاب سے بے نیاز ہوتی تو کوئی بھی چمگادڑ سے زیادہ تیز نظر نہ ہوتا

ہر کہ کور است و برہ اش صد مغاک | وائے بروے گر ندارد رہبرے

جو کہ اندھا ہے اور اُس کے راستے میں سو گڑھے ہیں اُس پر افسوس اگر اُس کا کوئی رہبر نہیں

قومِ دیگر را چنیں رائے رکیک | در نشستہ از جہالت در سرے

ایک اور قوم کی ایسی ہی کمزور رائے ہے جو جہالت سے اُس کے سر میں سما گئی ہے

کاں خدا ملکے دگر اندر جہاں | از دیارِ شاں ندیدہ خوشترے

وہ یہ کہ خدا نے دُنیا میں کسی اور ملک کو اُن کے ملک سے زیادہ اچھا نہیں بنایا

ہم دگر روئے چو روئے خوبِ شاں | نامدش مرغوبِ طبع و خاطرے

زان کے خوبصورت چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ اُس کی طبیعت اور دل کو پسند نہیں آیا

لاجرم از ابتدا ایش تا ابد | ماند و خواہد ماند آنجا بسترے

اس لیے ازل سے ابد تک اُس کا مقام اسی ملک میں رہا اور رہے گا

ملکِ دیگر گرچہ میرد در ضلال | مے نگردد زد گہے مستفسرے

کوئی دوسرا ملک خواہ گمراہی میں مرجائے لیکن وہ کبھی اس کو نہیں پوچھتا

داد مر یک ذرہ قومے را کتاب | ترک کردہ صد ہزاراں معشرے

صرف ایک چھوٹی سی قوم کو کتاب دے دی اور لاکھوں گروہوں کو اُس نے چھوڑ دیا

چون بروزِ ابتدا تقسیم کرد | ق | در میانِ خلق از خیر و شرے

جب ازل میں اُس نے خلقت کے درمیان نیکی اور بدی کو تقسیم کیا

راستی در حصۂ اوشاں فتاد | دیگراں را کذب شد آبشخورے

تو راستی ان لوگوں کے حصہ میں آئی اور دوسروں کی قسمت میں جھوٹ ہی آیا

قولِ شاں نیست کاندر غیرِ شاں | آمدہ صد کاذب و حیلت گرے

اُن کا قول یہ ہے کہ اُن کے سوا اوروں میں سینکڑوں جھوٹے اور مکار آئے ہیں

لیک نامد نزدِ شاں یک نیز ہم | آنکہ بودے از خدا دیں گسترے

اور اُن کے پاس ایک بھی ایسا نہیں آیا جو خدا کی طرف سے دین کی اشاعت کرنے والا ہوتا

آنکہ ایشاں را نمودے راہِ حق | ور نمودے کذبِ ہر کذب آورے

اور اُن کو خدا کا راستہ دکھاتا اور ہر جھوٹے کا جھوٹ کھول کر رکھ دیتا

تا نشدے داد ار را حجت تمام | بر سرِ ہر مسلم و متنصرے

بتا کر منصفِ خدا کی حجت پوری ہو جاتی ہر مسلمان اور ہر عیسائی پر

الغرض نزدیکِ شاں داد ارِ پاک | ہست ظالم تر ز ہر ظالم ترے

الغرض اِن کے نزدیک خدا تعالیٰ ہر بڑے ظالم سے بھی زیادہ ظالم ہے

کو گذارد عالمے را در ضلال | مبتلا در پنجۂ ہر ماکرے

کیونکہ وہ ایک جہان کو گمراہی کی حالت میں ہر مکار کے پنجہ میں گرفتار چھوڑ دیتا ہے

خود ہمے دارد بیک قومے مدام | ہمچو شیدائے کسے میل و سرے

اور وہ خود کسی عاشق کی طرح صرف ایک ہی قوم سے ہمیشہ محبت اور تعلق رکھتا ہے

اینچنیں پُر حمق رائے ایں قوم را | حمقِ دیگر اینکہ بروے د رے

اس قوم کی اس قسم کی احمقانہ رائے ہے دوسری حماقت یہ کہ اس احمقانہ رائے پر فخر کرتی ہے

عاقبت ایں رائے زشت و بد خیال | کرد ایشاں را عجب کور و کرے

آخرکار اس بری رائے اور بُرے خیال نے ان کو عجیب طرح کا اندھا اور بہرہ بنا دیا

چشم پوشیدند از صد چشمۂ | سرنگوں گشتند بر یک آخورے

انھوں نے سو چشموں سے تو اپنی آنکھ بند کر لی اور ایک کھرلی پر گر پڑے

سخت در زیدند کیں با انبیاء | الاماں از کینِ ہر متکبرے

انھوں نے نبیوں سے سخت دشمنی اختیار کی۔ ایسے ہر متکبر کی دشمنی سے خدا کی پناہ

آنچہ کینِ شاں بپاکاں ثابت ست | از شیاطیں کس ندارد باورے

پاکبازوں سے جس قدر اُن کی دشمنی ثابت ہے اتنی دشمنی کی تو کوئی شیطانوں سے بھی امید نہیں رکھتا

خر بود اندر حماقت بے نظیر | لیکن ایشاں را بہر مو صد خرے

گدھا بے وقوفی میں بے مثل ہے. لیکن اُن کے ایک ایک بال میں سو سو گدھے ہیں

نے سر تحقیق دارند و ثبوت | نے زنند از صدق پا بر معبرے

نہ تو اُن کو تحقیق اور ثبوت سے کوئی غرض ہے نہ وہ سچے دل سے کشتی پر چڑھتے ہیں

نے دوائے را شناسند از اثر | نے درختے را شناسند از برے

نہ وہ دوا کو اُس کے اثر سے شناخت کرتے ہیں نہ وہ درخت کو اُس کے پھل سے پہچانتے ہیں

نے زکس پرسند از روئے نیاز | نے بصرفِ فکرِ خود متفکرے

نہ خاکساری سے کسی اور سے پوچھتے ہیں اور نہ خود اپنے فکر سے کام لیتے ہیں

نے بدل پروائے ایں تفتیش ہا | کز ہمہ دیں ہا کدامیں بہترے

نہ دل میں اس تحقیقات کی پروا رکھتے ہیں کہ سب دینوں میں کون سا دین بہتر ہے

بر یکے مایل عدوِ صد ہزار | فارغ از فرقِ اقل و اکثرے

صرف ایک (دین) پر مائل اور لاکھوں کے مخالف ہیں قلت اور کثرت میں فرق سے بے فکر ہیں

نے بدل خوف خدائے کردگار | نے بخاطر بیمِ روزِ محشرے

نہ ان کے دل میں خدا کا خوف ہے نہ قیامت کا ڈر

تیرہ جاناں دیدہ ہا را دوختہ | سوختہ در کیں وری چوں اژدرے

ان سیاہ دل والوں نے اپنی آنکھوں کو سی لیا ہے کینہ اور تعصب سے اژدہے کی طرح جل بھُن رہے ہیں

دیدہ و دانستہ از حق قاصر اند | دل نہادہ در جہانِ غادرے

جان بوجھ کر سچائی سے رو گرداں ہیں اور جب دنا دُنیا سے دل لگایا ہُوا ہے

از برائے حق تراشیدہ ز جہل | دائماً در خانۂ خود منبرے

حقایق و معارف کی یا سچائیوں کا وعظ کرنے کے لیے اپنی جہالت سے اپنے ہی گھر میں ایک مستقل منبر بنا لیا ہے

آں خدائے شاں عجب باشد خدا | کو تغافل داشت از ہر کشورے

اُن کا خدا بھی عجب خدا ہے جسے ہر ملک سے لاپروائی رہی

بہرِ الہام آمدش دائم پسند | ایک زباں یک خطۂ کوتہ ترے

اُسے ہمیشہ اپنے الہام کے لیے پسند آئے ایک زبان اور ایک چھوٹا سا مُلک

ایں چنیں رائے کجا باشد درست | کے خرد گردد بسویش رہبرے

ایسی رائے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے؟ اور عقل کس طرح اس کی طرف رہنمائی کر سکتی ہے؟

کے گمانِ بد کند بر نیکواں | آنکہ باشد نیک و نیکو محضرے

ایسا شخص نیکوں پر بدگمانی کیونکر کر سکتا ہے جبکہ وہ خود نیک اور نیک خو ہو

ماہ را گفتن کہ چیزے غیرت ایں | ہست دشنامے نہ زیں افزوں ترے

چاند کی نسبت یہ کہنا کہ یہ کچھ بھی نہیں اس سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں

کور گر گوید کجا ہست آفتاب | مے شود در کوریٔ خود رسوا ترے

اگر اندھا کہے کہ سورج کہاں ہے تو وہ اپنے اندھے پن میں زیادہ رسوا ہوگا

در خورِ تاباں مکن شک و گماں | تا ملامت را نہ گردی درخورے

چمکتے ہوئے سورج کے متعلق شک و شبہ نہ کر۔ تاکہ تو ملامت کے لائق نہ ٹھہرے

گر خدا خواہی چرا کج مے روی | چوں نمے ترسی ز قہرِ قاہرے

اگر تو خدا کا طالب ہے تو کج روی نہ کر۔ اُس قاہر خدا کے غضب سے کیوں نہیں ڈرتا

چوں نمے ترسی ز روزِ باز پرس ٭ چوں نمی ترسی از حضورِ داورے

تو روزِ قیامت سے کیوں نہیں ڈرتا۔ انصاف کرنے والے خدا سے کیوں خوف نہیں کھاتا

افترائے شاں چساں گشتت یقیں ٭ یا خدایت وانمودہ دفترے

اور کے اس افترا پر تجھے کس طرح اعتبار آگیا یا خدا نے ہی تیرے سامنے کوئی دفتر کھول دیا ہے

نورِ شاں یک عالمے را در گرفت ٭ تو ہنوز اے کور در شور و شرے

ان (نبیوں) کے نور نے ایک جہان کو گھیر لیا لیکن اے اندھے تو ابھی غل و شور میں مبتلا ہے

لعلِ تاباں را اگر گوئی کثیف ٭ زیں چہ کاہد قدرِ روشن جوہرے

چمکدار لعل کو اگر تو خراب کہہ دے تو اس سے آبدار ہیرے کی قیمت کیونکر گھٹ سکتی ہے

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود ٭ خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

پاکوں پر طعنہ زنی کبھی پاک لوگوں پر نہیں پڑتی بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ تو خود فاجر ہے

بغض با مردانِ حق نامردی است ٭ آں بشر باشد کہ باشد بے شرے

مردانِ خدا سے عداوت کرنا نامردی ہے بشر تو وہ ہوتا ہے جو بے شر ہو

وانکہ در کین و کراہت سوخت است ٭ نفسِ دوں را ہست صیدِ لاغرے

اور جو دشمنی اور نفرت سے جلتا ہے وہ اپنے نفسِ دنی کے لیے ایک دبلا شکار ہے

صد مراتب بہ ز چشمِ اہلِ کیں ٭ چشمِ نابینا و کور و اعورے

کینہ رکھنے والوں کی آنکھ سے ہزار درجہ اچھی ہیں وہ آنکھیں جو اندھی، نابینا اور کانی ہوں

بر سرِ کین و تعصب خاک باد ٭ ہم بفرقِ کیں وراں خاکسترے

عداوت اور تعصب پر لعنت بھیج اور کینہ وروں کے سر پر دھول ڈال

جز بپابندیٔ حق بندِ دگر ۔۔۔ ور نہ گیرد با خدائے اکبرے !

پابندی حق کے سوا کوئی دوسرا بندھن خدائے بزرگ سے نہیں ملاتا

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم ! ۔۔۔ ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

ہم تو سب پیغمبروں کے غلام ہیں اور خاک کی طرح اُن کے دروازہ پر پڑے ہیں

ہر رسولے کو طریقِ حق نمود ۔۔۔ جانِ ما قرباں برآں حق پرورے

ہر وہ رسول جس نے خدا کا راستہ دکھایا ہماری جان اُس راستباز پر قربان ہے

اے خداوندم بہ خیلِ انبیا ۔۔۔ کش فرستادی بہ فضلِ اوفرے

اے میرے خدا ان انبیاء کے گروہ کے طفیل جن کو تو نے بڑے بھاری فضلوں کے ساتھ بھیجا ہے

معرفت ہم دہ چو بخشیدی دلم ۔۔۔ مے بدہ زاں ساں کہ دادی ساغرے !

مجھے معرفت عطا فرما جب تو نے دل دیا ہے شراب بھی عطا کر جبکہ تو نے جام دیا ہے

اے خداوندم بنامِ مصطفےٰ ۔۔۔ کش شدی در ہر مقامے ناصرے

اے میرے خدا۔ مصطفےٰ کے نام پر جس کا تو ہر جگہ مددگار رہا ہے

دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم ۔۔۔ در مہم باش یار و یاورے

اپنے لطف و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ اور میرے کاموں میں میرا دوست اور مددگار بن جا

تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من ۔۔۔ ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے !

میں تیری قوت پر بھروسہ رکھتا ہوں اگرچہ میں خاک کی طرح ہوں بلکہ اس سے بھی کم تر

دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ ۸ تا ۱۶

مطبوعہ ۱۸۸۰ء

کہ بکِ پروانہ را چوں موت مے آید فراز — می فتد بر شمع سوزاں از رہِ شوخی وناز

پروانہ کی جب موت آتی ہے۔ تو وہ شمع سوزاں پر شوخی وناز سے گرتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ دوم ٹائیٹل پیج مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

پناہم آں توانائیست ہر آں — ز بُخلِ ناتوانانم مترساں

میری پناہ ہر آن وہ طاقتور ہستی ہے۔ تو مجھے ناتوانوں کے بخل سے مت ڈرا

(براہین احمدیہ حصہ دوم مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبانِ حق — نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم

وہ درد جو میں طالبانِ حق کے لیے اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ اُس درد کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا

دل وجانم چناں مستغرق اندر فکرِ اوشاں است — کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم

میری جان و دل ان لوگوں کی فکر میں اس قدر مستغرق ہے کہ مجھے نہ اپنے دل کی خبر ہے نہ اپنی جان کا ہوش ہے

بدیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم — ازیں در لذتم کز درد مے خیزد زِ دل آہم

میں تو اس پر خوش ہوں کہ مخلوقِ خدا کا غم رکھتا ہوں اور اس کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے اس میں مگن ہوں

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است — ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

میرا مقصود اور میری خواہش خدمتِ خلق ہے یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے۔ یہی میرا فریضہ ہے

نہ من از خود نہم در کوچہ پند و نصیحت پا — کہ ہمدردی برد آنجا بجبر و زور و اکراہم

میں نے اپنی مرضی سے وعظ و نصیحت کے کوچہ میں قدم نہیں رکھا بلکہ مخلوق کی ہمدردی مجھے زبردستی کھینچے لیے جا رہی ہے

غمِ خلقِ خدا صرف از زباں خوردن چہ کاراست ایں | گرش صد جاں بپاریزم ہنوزش عذر می خواہم

صرف زبان سے خلقِ خدا کے غم کھانے کا کیا فائدہ اگر اس کے لیے سو جانیں بھی فدا کروں تب بھی معذرت کرتا ہوں

چو شامِ پُر غبار و تیرہ حالِ عالمے بینم | خدا بروے فرود آرد دعا ہائے سحرگاہم

جب دنیا کی تباہی کو دیکھتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ خدا اُس پر میری پچھلی رات کی دعاؤں کو (کی قبولیت) نازل کرے

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۸۵ و ۸۶)

خاکساریم و سخن از رہِ غربت گوئیم | یَعْلَمُ اللہُ کہ بکس نیست غبارے مارا

ہم تو خاکسار ہیں اور فروتنی سے بات کرتے ہیں۔ خدا شاہد ہے کہ ہمیں کسی سے عداوت نہیں

نا نہ بیہودہ پئے ایں ہمہ کارے بردیم | جلوۂ حسن کشد جانبِ یارے مارا

ہم فضول اس مقصد کے پیچھے نہیں پڑے ہوئے بلکہ تجلی حسن ہمیں محبوب کی طرف کھینچے لیے جا رہی ہے

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۸۵)

بیا اے طلب گارِ صدق و صواب | بخواں از سرِ خوض و فکر ایں کتاب

اے سچائی اور حق کے ڈھونڈنے والے ذرا غور اور فکر سے اس کتاب کو پڑھ

اگرت بر کتابم فتد یک نگاہ | بدانی کہ تا جنت ایں است راہ

اگر میری کتاب پر تیری ایک نظر پڑ جائے تو تُو جان لے گا کہ جنت کا راستہ یہی ہے

مگر شرطِ انصاف و حق پروری ست | کہ انصاف مفتاحِ دانشوری ست

مگر عدل و انصاف شرط ہے۔ کیونکہ انصاف عقلمندی کی کنجی ہے

دو چیز است چو پانِ دُنیا و دیں
دلِ رَوشن و دیدۂ دُور بیں

دو چیزیں دنیا اور دین کی پاسبان ہیں ایک تو روشن دل دوسرے دُور بین آنکھ

کسے کو خرد دارد و نیز داد
نخواہد مگر راہِ صدق و سداد

وہ شخص جو عقل اور انصاف رکھتا ہے وہ سوائے سچائی اور راستی کے اور کچھ نہیں چاہتا

نہ پیچد سر از آنچہ پاکست و راست
نتابد رُخ از آنچہ حق و بجاست

وہ اس چیز سے انکار نہیں کرتا جو پاک اور سچی ہے نہ اُس بات سے منہ موڑتا ہے جو درست اور بجا ہے

چو بیند سخن را زِ حق پروری
دگر در سخن کم کند داوری

جب وہ انصاف کی رُو سے بات کو دیکھتا ہے۔ تو وہ ناحق ہٹ دھرمی نہیں کرتا

الا اے کہ خواہی نجات از خدا
بقصرِ نجات از درِ حق درآ

اے وہ شخص جو خدا سے نجات چاہتا ہے تو نجات کے محل میں راستبازی کے دروازے سے آ

بحق گرد و حق را بخاطر نشاں
منہ دل بباطل چو کژ خاطراں

حق کے ساتھ رہ اور حق کو ہی دل میں بٹھا، بد باطنوں کی طرح جھوٹ سے دل نہ لگا

مشو عاشقِ زشت رُو زینہار
وگر خوب گُم گردد از روزگار

ہرگز کسی بدشکل کا عاشق نہ ہو۔ خواہ زمانہ سے حُسن نابود بھی ہو جائے

زمیں از زراعت تہی داشتن
بہ از تخم خار و خسک کاشتن

زمین کو کاشت سے خالی رکھنا اس سے بہتر ہے کہ کانٹوں اور گوکھرو کا بیج اس میں بویا جائے

اگر گرددت دیدۂ عقل باز
بجوئی رہِ حق زِ عجز و نیاز

اگر تیری عقل کی آنکھ کھل جائے تو تو خدا کے راستے کو عاجزی اور خاکساری سے ڈھونڈے

طلب گار گردی بہ صدقِ دلی | بخواب اندر اندیشہ ہم نگسلی!

سچے دل سے اس کا طلب گار ہو جائے اور خواب میں بھی اس سے غافل نہ رہے

نگیری دمے استراحت ازاں | مگر چوں زِ حق بازیابی نشاں!

اس کے بغیر تو ایک دم بھی چین نہ پائے یہاں تک کہ خدا کا نشان پا لیوے

اجل بر سرت ہستی ات چوں حباب | تو زیں سان سر اندر نہادہ بخواب

موت تیرے سر پر ہے اور تیری ہستی حباب کی مانند ہے مگر تو اسی طرح نیند میں مدہوش ہے

با آباؤ اجداد پیشیں نگر | کہ چوں در گذشتند زیں رہگذر

اپنے پچھلے باپ دادوں کو دیکھ کہ وہ کس طرح اس دنیا سے گذر گئے

بیادت نماند است انجامِ شاں | فراموش کردی در اندک زماں

ان کا انجام تجھے یاد نہیں رہا اور تو نے تھوڑے ہی دنوں میں اُسے بھی بھلا دیا

خودت با اجل چیست از مکر و بند | چہ دیوار داری کشیدہ بلند

موت کے مقابلہ میں تیرے پاس کیا حیلے حوالے ہیں کیا تو نے کوئی دیوار اس کے روکنے کے لئے بنائی ہے

چو ناگہ نہنگ اجل در کشد | چرا آدمی ایں چنیں سر کشد

جب اچانک موت کا گرمچھ (انسان کو) کھینچ لے جاتا ہے تو پھر آدمی اتنا تکبر کیوں کرے

بدنیائے دوں دل مبند اے جواں | تماشائے آں بگذرد ناگہاں

اے جوان! اس ذلیل دنیا سے دل نہ لگا کیونکہ چٹ پٹ اس کا تماشا ختم ہو جاتا ہے

بدنیا کسے جاوداں نہ نماند | بہ یک رنگ وضعِ زمانہ نماند

دنیا میں کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہا۔ اور زمانہ کا حال ایک جیسا نہیں رہتا

بدستِ خود از حالتِ دردناک | سپردیم بسیار کس را بہ خاک
ہم نے درد بھرے دل کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے بکثرت لوگوں کو خاک کے سپرد کیا ہے

چو خود دفن کردیم خلقے کثیر | چرا یاد ناریم روزِ اخیر
جب ہم نے خود بہت سی مخلوق کو دفن کیا ہے۔ تو پھر کیوں نہ ہم اپنی موت کا دن یاد رکھیں

ز خاطر چرا یادِ شاں افگنیم | نہ ما آہنیں جسم و روئیں تنیم
اپنے دل سے اُن کی یاد کیوں بُھلا دیں ہم فولاد تن اور کانسی کے بنے ہوئے تو نہیں ہیں

بترس اے معاند ز قہرِ خُدا | کہ سخت ست قہرِ خداوندِ ما
اے مخالف! خدا کے غضب سے ڈر کہ ہمارے خدا کا قہر بہت سخت ہے

بہ نا کردنِ ترسِ پروردگار | بسا شہر ویراں شدند و دیار
پروردگار کا خوف نہ کرنے کی وجہ سے بہت سے شہر اور ملک برباد ہو گئے

ازاں بے ہراساں نشانے نماند | نشانے چہ یک اُستخوانے نماند
اُن بیباک لوگوں کا نشان تک نہ رہا۔ نشان تو کیا ایک ہڈی بھی باقی نہ رہی

ہمہ زیرکی در ہراسیدن ست | وگرنہ بلا بر بلا دیدن ست
عقلمندی یہی ہے کہ انسان ڈرتا رہے ورنہ پھر مصیبت پر مصیبت دیکھنی پڑے گی

بہ ناپاکی و خبث ہا زیستن | برآں ایں چنیں نہ بست نازیستن
ناپاکی اور گندگی میں زندگی بسر کرنا۔ ایسی زندگی سے تو مرنا بہتر ہے

بیا و بنہ سوئے انصاف گام | ز کیں توبہ کردن چرا شد حرام
آ اور انصاف کی راہ پر قدم رکھ۔ عداوت کی وجہ سے توبہ کرنا کیوں حرام ہو گیا؟

یقیں داں کہ قولم زحق پرور یست | نہ لاف و گزاف ست و نے سرسریست

یقین کر لے کہ میری یہ بات انصاف پر مبنی ہے سرسری اور لاف و گزاف نہیں

بہر مذہبے غور کردم بسے ! | شنیدم بدل حجّتِ ہر کسے

میں نے ہر مذہب پر خوب غور کیا اور ہر شخص کی دلیل کو توجہ سے سُنا

بخواندم ز ہر ملتے دفترے | بدیدم ز ہر قوم دانشورے

میں نے ہر مذہب کی بہت سی کتابوں کو پڑھا اور ہر قوم کے عقلمندوں کو دیکھا

ہم از کودکی سوئے ایں تاختم | دریں شغل خود را بینداختم !

بچپن سے ہی میں نے اس (راہ) کی طرف توجہ کی اور اپنے تئیں اسی شغل میں ڈال دیا

جوانی ہمہ اندریں باختم | دل از غیرِ ایں کار پرداختم !

اپنی جوانی بھی میں نے اسی میں خرچ کی اور دل کو اور کاموں سے فارغ کر دیا

بماندم دریں غم زمانِ دراز | نخفتم ز فکرش شبانِ دراز

میں ایک لمبا عرصہ اسی غم میں مبتلا رہا اور اس بات کی فکر میں راتوں نہیں سویا

نگہ کردم از روئے صدق و سداد | بترسِ خدا و بعدل و بداد

میں نے حق اور راستی کو مدنظر رکھ کر اور خدا کا خوف کر کے عدل و انصاف کے ساتھ خوب غور کیا

بچو اسلام دینے قوی و متیں | ندیدم کہ بر منبعش آفریں

تو میں نے اسلام کی مانند قوی اور مضبوط دین اور کوئی نہیں پایا اس کے منبع پر آفریں ہو

چناں دارد ایں دیں صفا بیش بیش | کہ حاسد بہ بیند درو روئے خویش

یہ دین اس قدر اعلیٰ صفائی رکھتا ہے کہ حاسد کو اس میں اپنا چہرہ نظر آ جاتا ہے

نماید ازاں گونہ راہِ صفا | کہ گردد بصدقش خرد رہنما

یہ دین، اس طرح پاکیزگی کا راستہ دکھاتا ہے کہ عقل اس کے صدق پر گواہی دیتی ہے

ہمہ حکمت آموزد و عقل و داد | رہاند ز ہر نوعِ جہل و فساد

یہ سراسر حکمت، عقل اور انصاف سکھاتا ہے اور ہر قسم کی جہالت اور فساد سے بچاتا ہے

ندارد دگر مثلِ خود در بلاد | خلافش طریقے کہ مثلش مباد

اس جیسا مذہب دنیا میں اور کوئی نہیں اس کے مخالف جو بھی طریقہ ہے خدا کرے وہ نابود ہو جائے

اصولش کہ ہست آں مدارِ نجات | چو خورشید تابد بصدق و ثبات

اس کے اصول جو مدار نجات ہیں وہ سچائی اور مضبوطی میں سورج کی طرح چمکتے ہیں

اُصولِ دگر کیش ہا ہم عیاں | نہ چیزیکہ پوشیدنش مے تواں

دیگر مذاہب کے اصول بھی ظاہر ہیں کوئی کوشش ان کو چھپا نہیں سکتی

اگر نامسلماں خبر داشتے | بجاں جنسِ اسلام نگذاشتے

اگر غیر مسلم عقل رکھتا تو جان دے دیتا مگر جنسِ اسلام کو نہ چھوڑتا

محمدؐ مہیں نقشِ نورِ خدا ست | کہ ہرگز چنو در گیتی نخاست

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور کا سب سے بڑا نقش ہیں۔ ان جیسا انسان دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوا

تہی بود از راستی ہر دیار | بکردار آں شب کہ تاریک و تار

ہر ملک سچائی سے خالی تھا۔ اُس رات کی طرح جو بالکل اندھیری ہو

خدایش فرستاد و حق گستریدہ | زمیں را بدال مقدمے جاں دمید

خدا نے اُسے بھیجا اور اُس نے حق کو پھیلایا۔ زمین میں اُس کے آنے سے جان پڑ گئی

| انبیاء لیست از باغِ قدس و کمال | ہمہ آل او بچو گل ہائے آل |

وُہ پاکیزگی اور کمال کے باغ کا ایک درخت ہے اور اُس کی سب آل گلاب کے پھولوں کی طرح ہے

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۹۳ تا ۹۶)

| اگر نبودے در مقابل روئے مکروہ وسیہ | کس چہ دانستے جمالِ شاہدِ گلفام را |

اگر مقابلہ میں بدشکل اور سیاہ رو نہ ہوتا۔ تو کیونکر کوئی گل اندام معشوق کا حسن پہچان سکتا

| اگر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد | کے شدے جوہر عیاں شمشیر خوں آشام را |

اگر دشمن سے لڑائی اور جنگ واقع نہ ہوتی تو خون پینے والی تلوار کا جوہر کیونکر ظاہر ہوتا

| روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی | وز جہالت ہاست عزّ و وقر عقل تام را |

اندھیرے کی وجہ سے ہی روشنی کی قدر ہے اور جہالت کی وجہ سے ہی عقل کی عزت قائم ہے

| حجّتِ صادق ز نقص و قدح روشن تر شود | عذرِ نامعقول ثابت می کند الزام را |

سچی دلیل عیب گیری اور بحث کی وجہ سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے اور بیہودہ بہانہ تو الزام ہی کو ثابت کرتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۹۸)

| ہر کہ تف افگند بہ مہر منیر | ہم بروئیش فتد تفِ تحقیر |

جو شخص روشن سورج پر تھوکتا ہے تو ذلّت کا تھوک اُس کے ہی منہ پر پڑتا ہے

| تا قیامت تُف است بر رویش | قدسیاں دُور تر ز بد بویش |

[illegible]ں کے منہ پر قیامت کے دن تک لعنت ہے پاک ہستیاں اس کی بد بو سے بہت دور رہتی ہیں

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۱۰۲)

عیش دُنیائے دوں دمے چند ست | آخرش کار با خداوند ست

اس ذلیل دُنیا کا عیش چند روزہ ہے بالآخر خدا تعالےٰ سے ہی کام پڑتا ہے

ایں سرائے زوال و موت و فناست | ہر کہ بنشست اندریں برخاست

یہ دُنیا زوال موت اور فنا کی سرائے ہے جو بھی یہاں رہا وہ آخر رخصت ہوا

یکدمے رُو بسوئے گورستاں | واز خموشانِ آں بپرس نشاں

تھوڑی دیر کے لیے قبرستان میں جا اور وہاں کے مُردوں سے حال پُوچھ

کہ مآلِ جہانِ دُنیا چیست | ہر کہ پیدا شدست تا کے زیست

کہ دُنیاوی زندگی کا انجام کیا ہے - اور جو پیدا ہوا وہ کب تک جیا ہے

ترک کُن کین و کبر و ناز و دلال | تا نہ کارت کشد بسوئے ضلال

کینہ ، تکبّر ، فخر اور ناز چھوڑ دے تا کہ تیرا خاتمہ گمراہی پر نہ ہو

چوں ازیں کارگہ بہ بندی بار | باز نائی دریں بلاد و دیار

جب تو اس دنیا سے اپنا سامان باندھ لے گا تو پھر ان شہروں اور ملکوں میں واپس نہیں آئے گا

اے ز دیں بے خبر بخور غمِ دیں | کہ نجاتت معلّق است بدیں

اے دین سے بے خبر! دین کا غم کھا - کیونکہ تیری نجات دین سے ہی وابستہ ہے

ہاں تغافل مکن ازیں غمِ خویش | کہ تُرا کارِ مشکل است بہ پیش

خبردار اپنے اس غم سے غفلت نہ کیجو کیونکہ تجھے مشکل کام در پیش ہے

دل ازیں درد و غم فگار بکن | دل چہ جاں نیز ہم نثار بکن

اپنے دل کو اس درد و غم سے زخمی کر - دل کیا بلکہ جان بھی قربان کر دے

هست کارت همه باں یکذات	چوں صبوری کنی ازو هیهات

تیرا سارا واسطہ تو اسی ایک ذات سے ہے افسوس ہے کہ پھر اس کے بغیر کیونکر تجھے صبر آتا ہے

بخت گردد چو زو بگردی باز	دولت آید نه آمدن به نیاز

جب تو اس سے برگشتہ ہوتا ہے تو تیری قسمت خراب ہوتی ہے اور عجز کے ساتھ اس کے حضور آنے سے دولت ملتی ہے

چوں ببری ز ایں چنیں یارے	چوں بدیں ابلهی کنی کارے

کس طرح تو ایسے دوست سے تعلق قطع کر سکتا ہے اور کس طرح ایسی بیوقوفی کا کام کر سکتا ہے

ایں جہان ست مثل مردارے	چوں سگے ہر طرف طلبگارے

یہ دنیا تو مردار کی طرح ہے اور اس کے طلبگار کتوں کی طرح اس سے چمٹے ہوئے ہیں

خنک آں مرد کو ازیں مردار	روئے آرد بسوئے آں دادار

وہ شخص خوش قسمت ہے جو اس مردار سے بچ کر اپنا منہ خدا کی طرف پھیرتا ہے

چشم بندد ز غیر و داد دہد	در سر یار سر بباد دہد

غیر کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اور انصاف کرتا ہے اور دوست کے جنجالی میں اپنا سر قربان کر دیتا ہے

ایں ہمہ جوش حرص و آز و ہوا	ہست تا ہست مرد نابینا

حرص۔ لالچ اور طمع کا یہ سب طوفان اسی وقت تک ہے جب تک کہ آدمی اندھا ہے

چشم دل اندکے چو گردد باز	سرد گردد بمرد آدمی ہمہ آز

لیکن جب دل کی آنکھ تھوڑی سی بھی کھل جائے تو آدمی کی تمام حرص ٹھنڈی پڑ جاتی ہے

اے رسن ہائے آز کردہ دراز	زیں ہوس ہا چرا نیائی باز

اے وہ کہ جس نے لالچ کی رسیاں لمبی کر رکھی ہیں کیوں تو ان ہوس پرستیوں سے باز نہیں آتا

دولتِ عمر دم بدم بزوال	تو پریشاں بفکرِ دولت و مال

عمر کی دولت ہر گھڑی گھٹتے ہیں ہے لیکن تو مال و دولت کی فکر میں پریشاں ہے

خویش و قوم و قبیلہ پُر ز دغا	تو بریدہ برائے شاں ز خدا

رشتہ دار، قوم اور کنبہ سب دھوکے باز ہیں لیکن تو نے اُن کی خاطر خدا سے تعلق توڑ رکھا ہے

ایں ہمہ را بکشتنت آہنگ	گہ بصلحت کشند و گاہ بجنگ

ان سب کا ارادہ تیرے قتل کرنے کا ہے کبھی تو یہ صلح سے مارتے ہیں اور کبھی لڑ کر

خاک بر رشتۂ کہ پیوندت	بگسلاند ز یارِ دل بندت

اس رشتہ پر لعنت ہے جو تیرے پیوند کو تیرے دلی دوست سے تڑوا دے

ہست آخر بآں خدا کارت	نہ تو یارِ کسے نہ کس یارت

آخر اُسی خدا سے تجھے کام پڑے گا (ورنہ) نہ تو تُو کسی کا یار ہے اور نہ کوئی تیرا یار ہے

قدم خود بنہ بخوفِ اتم	تا روی از جہاں بصدقِ قدم

اپنا قدم نہایت خوف کے ساتھ رکھ تاکہ تو اس دُنیا سے صدقِ قدم کے ساتھ جائے

تا خُدا ات محبِ خود سازد	نظرِ لطف بر تو اندازد

تاکہ خُدا تجھے اپنا دوست بنا لے اور تجھ پر مہربانی کی نظر ڈالے

بادہ نوشی ز عشق و زاں بادہ	مست باشی و بیخود اُفتادہ

اور تو عشق کی شراب پئے اور اس شراب سے مست اور مدہوش پڑا رہے

نیست ایں جائے گہ مقامِ مدام	ہوش کن تا نہ بد شود انجام

یہ جگہ ہمیشہ رہنے کا مقام نہیں ہے۔ خبردار ہو جا۔ تا خاتمہ بُرا نہ ہو

| مِہرِ آں زندہ نورت افزاید | مِہرِ ایں مُردگان چہ کار آید |

اُس زندہ کی محبّت تیرے نور کو بڑھائے گی۔ ان مُردوں کی محبّت بھلا کس کام آئے گی

| لقمہ و معدہ و سر و دستار | سر بسر ہست بخششِ دادار |

کھانا۔ معدہ۔ سر اور دستار سب خدا کی بخششیں ہیں!

| حقِ باری شناس و شرم بدار | پیش زاں کز جہاں بر بندی بار |

خالق کا حق پہچان اور شرم کر اس سے پہلے کہ تو دُنیا سے رخصت ہو

| رو از و از چہ رو بگردانی! | سگ وفا مے کند تو انسانی |

کیوں تو اس سے منہ پھیرتا ہے۔ کتا بھی وفا کرتا ہے تُو تو آدمی ہے

| ترس باید ز قادرے اکبر! | ہر کہ عارف تر ست ترساں تر |

قدرت والے خدائے برتر سے خوف چاہیئے۔ جو زیادہ خدا شناس ہے وہی زیادہ ڈرتا ہے

| فاسقاں در سیاہ کاری اند | عارفاں در دُعا و زاری اند |

بدکار لوگ بُرے کاموں میں مشغول ہیں عارف لوگ دُعا اور زاری میں مصروف ہیں

| اے خنک دیدہ کہ گریانش | اے ہمایوں دلے کہ بریانش |

ٹھنڈی رہے وہ آنکھ جو اُس کے لیے روتی ہے مبارک ہے وہ دل جو اُس کے لیے جلتا ہے

| اے مبارک کسے کہ طالب اوست | فارغ از عمرو زید بارُخِ دوست |

بابرکت ہے وہ جو اُس کا طالب ہے۔ اور عمرو زید کے خیال سے الگ ہو کر اُس کے حضور میں رہتا ہے

| ہر کہ گیرد رہِ خدائے یگاں! | آں خدایش بس ست در دو جہاں |

جو بھی خدائے واحد کا راستہ اختیار کریگا اُس کے لیے خدا تعالیٰ دونوں جہانوں میں کافی ہے

لاجرم طالبِ رضائے خُدا | بگسلد از ہمہ برائے خُدا

یہ پکی بات ہے کہ خدا کی رضا کا طالب خدا کے لیے ہر ایک سے قطع تعلق کر لیتا ہے

شیوہ اش مے شود فدا گشتن | ق | بہرِ حق ہم ز جاں جُدا گشتن

اُس کا مذہب تو یار پر قربان ہو جانا اور خُدا کے لیے اپنی جان سے جدا ہونا ہے

در رضائے خُدا شدن چوں خاک | نیستی و فنا و استہلاک

خُدا کی رضا میں خاک ہو جانا اور نیستی اور فنا اور ہلاکت کا طالب ہونا

دل نہادن در آنچہ مرضیِ یار | صبر زیرِ مجاریِ اقدار

جو یار کی مرضی ہو اُس پر راضی ہونا اور جاری شدہ قضا و قدر پر صبر کرنا

تو بحق نیز دیگرے خواہی | ایں خیال ست اصلِ گمراہی

تو خُدا کے ساتھ اوروں کو بھی چاہتا ہے۔ بس یہی خیال گمراہی کی جڑ ہے

اگر دہندت بصیرت و مردی | از ہمہ خلق سوئے حق گردی

اگر تجھ میں عقل اور دلیری ہو تو تو صرف خدا ہی کی طرف متوجہ رہے

در حقیقت بس است یار یکے | دل یکے جاں یکے نگار یکے

درحقیقت محبوب ایک ہی کافی ہے کیونکہ دل بھی ایک ہوتا ہے اور جان بھی ایک اس لئے محبوب بھی ایک ہونا چاہیئے

ہر کہ او عاشق یکے باشد | ترکِ جاں پیشش اندکے باشد

جو ایک ہی ہستی کا عاشق ہوگا جان دینا اُس کے لیے معمولی بات ہوگی!

کوئے او باشدش ز بستاں بہ | ق | روئے او باشدش ز ریحاں بہ

اُس کا کوچہ اُسے باغ سے زیادہ اچھا لگتا ہے اور اُس کا منہ پھول سے زیادہ اُسے پسند ہوتا ہے

ہر چہ دلبر بدو کند آں بہ	دیدنِ دلبرش ز صد جاں بہ

معشوق جو بھی سلوک اُس کے ساتھ کرے وہی بہتر ہوتا ہے اپنے دلبر کا دیکھنا اُسے سو جان سے بڑھ کر ہوتا ہے

پا بہ زنجیر پیشِ دلدارے!	بہ ز ہجران و سیرِ گلزارے

اپنے دلدار کے سامنے پا بہ زنجیر ہونا اُس کے لیے اس جدائی سے بہتر ہے جس میں گلزار کی سیر ہو

ہر کہ دارد یکے دلآرامے!	جز بوصلش نیابد آرامے

جس شخص کا ایک ہی دلآرام ہے تو اُسے سوائے اُس کے وصل کے آرام ہی نہیں آتا

شب بہ بستر تپاں ز فرقتِ یار	ہمہ عالم بخواب و او بیدار

رات بھر وہ دوست کی جدائی میں بستر پر تڑپتا ہے سب دنیا سوتی ہے وہ جاگ رہا ہوتا ہے

تا نہ بیند صبوری اش ناید	ہر دمش سیلِ عشق برباید

جب تک اُسے نہ دیکھ لے اُسے صبر نہیں آتا ہر لحظہ محبت کا سیلاب اُسے بہائے لیے جاتا ہے

در دلِ عاشقاں قرار کجا	توبہ کردن ز روئے یار کجا

عاشقوں کے دل کو بھلا آرام کہاں! یار کے دیدار سے توبہ کرنا چہ معنی دارد!

حسنِ جاناں بگوشِ خاطرِ شاں	گفت رازیکہ گفتنش نتواں

محبوب کے حُسن نے اُن کے دل کے کان میں ایک ایسا راز کہہ دیا ہے جو بیان نہیں ہو سکتا

ہمچنیں ست سیرتِ عشّاق	صدق ورزاں بایزدِ خلّاق

عاشقوں کی سیرت ایسی ہوا کرتی ہے کہ وہ خدا کے ساتھ سچائی کا معاملہ رکھتے ہیں

جاں منور بہ شمعِ صدق و یقیں	نورِ حق تافتہ بلوحِ جبیں

اُن کی جان سچائی کی شمع سے روشن ہوتی ہے اور نورِ حق اُن کی پیشانی سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتا ہے

کامیاباں ودیں جہاں ناکام ۔۔۔ زیرکاں دور تر پریدہ ز دام
یہ بامراد ہیں مگر دنیا سے نامراد بہت عقلمند ہیں کیونکہ دنیا کے جال سے اڑ کر دور چلے گئے ہیں

از خود و نفسِ خود خلاص شدہ ۔۔۔ مہبطِ فیضِ نورِ خاص شدہ
اپنے آپ سے اور اپنے نفس سے رہائی پا گئے اور خاص نور کے فیضان کا مقام بن گئے

در خداوندِ خویش دل بستہ ۔۔۔ باطن از غیرِ یار بگسستہ
اپنے خدا سے دل لگا لیا اور ماسوا اللہ سے دِل چھڑا لیا

پاک از دخلِ غیر منزلِ دل ۔۔۔ یار کردہ بجان و دل منزل
غیر کی مداخلت سے ان کا دل پاک ہے دوست نے اُن کے دل و جان میں اپنا ٹھکانا بنا لیا ہے

دین و دُنیا بکارِ او کردند ۔۔۔ بر درش اوفتادہ چوں گردند
انھوں نے اپنے دین و دُنیا دوست کے لیے وقف کر دیے اور اُس کے دروازہ پر خاک کی طرح پڑے ہوئے ہیں

ریزہ ریزہ شد آبگینۂ شاں ۔۔۔ بوئے دلبر دمد ز سینۂ شاں
اُن کا شیشہ چور چور ہو گیا اور اُن کے سینہ سے دلبر کی خوشبو نکل رہی ہے

نقشِ ہستی بشست جلوۂ یار ۔۔۔ سر زد آخر ز جیبِ دل دلدار
یار کی تجلّی نے اُن کی ہستی کا نقش دھو ڈالا آخر دل کے گریبان سے دلدار نے سر نکالا

اگر بر آرند شعلہ ہائے دروں ۔۔۔ دود خیزد ز تربتِ مجنوں
اگر اپنے اندرونی شعلوں کو ظاہر کر دیں تو مجنوں کی قبر سے دھواں نکلنے لگے

نے ز سر ہوش نے ز پا خبرے ۔۔۔ در سرِ دلستاں بخاک سرے
انھیں اپنے سر پیر کا ہوش نہیں معشوق کے خیال میں خاک پر سر رکھے ہوئے ہیں

ہر کسے را بخود سروکارے | کارِ دلدادگاں بدلدارے

ہر شخص کو اپنے کام سے کام ہوتا ہے۔ مگر عاشقوں کو صرف دلدار سے غرض ہوتی ہے

ہر کسے را بعزّتِ خود کار | فکرِ ایشاں ہمہ بعزّتِ یار!

ہر شخص کو اپنی عزّت کا خیال رہتا ہے۔ مگر ان کا سب فکر یار کی عزت کے لیے ہے

تو سرِ خویش تافتہ از دیں | حاصلِ روزگارِ تو ہمہ کیں

تونے اپنا سر دین کی طرف سے پھیر لیا ہے۔ تیری زندگی کا ماحصل صرف عداوت ہے

در عناد و فساد اُفتادہ! | دادِ دانش بدستِ خود دادہ

تُو تو جھگڑے اور فساد میں پڑا ہُوا ہے اور انصاف اور عقل کو جواب دے رکھا ہے

سر کشیدہ بناز و کبر و ریا | و از تدیّن نہادہ بیروں پا

فخر اور تکبّر اور ریا سے اکڑ رہا ہے اور دینداری کی حد سے باہر نکل گیا ہے

چوں خدات نداد نورِ دروں | عقل و ہوشِ تو جملہ گشت نگوں

چونکہ خدا نے تجھے دل کا نور نہیں دیا اس لیے تیرے عقل و ہوش سب اُلٹے ہو گئے

کفر گوئی عبادت انگاری | فسق ورزی ثواب پنداری

تو کفر کہنے کو عبادت سمجھتا ہے۔ اور بدکاری کو ثواب جانتا ہے

صد حجابت بچشمِ خویش فرا | باز گوئی کہ آفتاب کجا

تیری آنکھ کے سامنے سو پردے پڑے ہیں پھر پوچھتا ہے کہ سورج کہاں ہے

پردہ بردار تا بہ بینی پیش | جان ما سوختی بکوریِ خویش

پردہ اُٹھا تا کہ تجھے سامنے کی چیز نظر آئے تونے اپنے اندھے پن سے ہمارا دل جلا دیا

آنافتی سر ز منعم و منّاں | ایں بود شکرِ نعمت اے ناداں

منعم اور منّانِ خدا سے تونے سر پھیر لیا اے بیوقوف کیا اسی کا نام شکرِ نعمت ہے؟

دل نہادن دریں سراچۂ دوں | عاقبت مے کند ز دیں بیروں

اس ذلیل سرائے سے دل لگانا آخرکار آدمی کو دین سے خارج کر دیتا ہے

ترکِ کوئے حق از وفا دور ہست | دل بہ غیرے مدہ کہ غیور ہست

خدا کے کوچہ کو چھوڑ دینا وفاداری سے بعید ہے غیر سے دل نہ لگا کیونکہ خدا بڑا غیرت مند ہے

دانی و باز سرکشی از وے | ایں چہ بر خود ستم کنی ہے ہے

تو جان بوجھ کر اس سے سرکشی کرتا ہے ہائے افسوس تو اپنے اوپر کیا ظلم کر رہا ہے

ہر چہ غیرے خدا بخاطرِ تست | آں بتِ تست اے بایماں سُست

خدا کے سوا جو بھی تیرے دل میں ہے اے کمزور ایمان والے وہی تو تیرا بُت ہے

پُر حذر باش زیں بُتانِ نہاں | دامنِ دل ز دستِ شاں برہاں

اِن مخفی بتوں سے ڈرتا رہ اور اُن کے ہاتھ سے اپنے دل کا دامن چھڑا لے

چیست قدرِ کسیکہ شرکش کار | چوں زنِ زانیہ ہزارش یار

اس شخص کی کیا قدر ہے جس کا کام شرک ہو اور بدکار عورت کی طرح اس کے ہزاروں یار ہوں

صدق مے ورز و صدق پیشہ بگیر | جانبِ صدق را ہمیشہ بگیر

صدق اختیار کر اور صدق کو اپنا پیشہ بنالے اور ہمیشہ صدق کا پہلو اختیار کر

دیدۂ تو بہ صدق بکشاید | یارِ رفتہ بہ صدق باز آید

راستبازی کے باعث تیری آنکھ کھل جائے گی اور گمشدہ دوست صدق کی بدولت واپس آئے گا

صادق آں ست کو بقلب سلیم | اگزد آں دیں کہ ہست پاک و قویم

سچا وہ ہے جو نیک دل کے ساتھ اُس دین کو اختیار کرتا ہے جو پاک اور مضبوط ہو

دینِ پاک ست ملّتِ اسلام | از خدائیکہ ہست علمش تام

پاک دین صرف اسلام کا دین ہے اور یہ اُس خدا کی طرف سے ہے جس کا علم کامل ہے

زیں کہ دیں از برائے آں باشد | کہ ز باطل بحق کشاں باشد

چونکہ دین اس لیے ہوتا ہے کہ باطل سے چھڑا کر حق کی طرف کھینچ کر لے جائے

ویں صفت ہست خاصۂ فرقاں | ہر اصولش موثق از برہاں

تو یہ بات قرآن کا خاصہ ہے اور اُس کا ہر اُصول دلیل سے ثابت ہے

با براہینِ روشن و تاباں | مے نماید رہ خدائے یگاں

وہ روشن اور چمکدار دلائل کے ساتھ خدائے واحد کا راستہ دکھاتا ہے

من گر امروز سیم داشتمے | آں براہین بزر نگاشتمے

اگر آج میرے پاس روپیہ ہوتا تو اُن دلائل کو سونے (کے پانی) سے لکھتا

واللہ اللہ چہ پاک دین ست ایں | رحمتِ ربّ عالمین ست ایں

اللہ اللہ یہ کیسا پاک مذہب ہے جو سراسر ربّ العالمین کی رحمت ہے

آفتابِ رہِ صواب است ایں | بخدا بہ ز آفتاب ست ایں

یہ راہ راست کا سورج ہے۔ خدا کی قسم یہ دین سورج سے بھی بہتر ہے

مے برآرد ز جہل و تاریکی | سوئے انوارِ قرب و نزدیکی

جہالت اور اندھیرے سے نکال کر قرب و وصل کے انوار کی طرف لاتا ہے

می نماید بہ طالبان رہِ راست | راستی موجبِ رضائے خداست

طالبوں کو راہ راست دکھاتا ہے اور راستی خدا کی رضا کا موجب ہے

اگرت ہست بیمِ آں دادار | بپذیرش و ز خلق بیم مدار!

اگر تجھے خدا کا خوف ہے تو مذہب اسلام کو قبول کر اور لوگوں سے مت ڈر

چوں بود بر تو رحمتِ آں پاک | دیگر از لعن و طعنِ خلق چہ باک

جب اُس خدائے پاک کی رحمت تجھ پر ہو تو پھر تجھے مخلوق کی لعنت اور طعنوں سے کیا ڈر ہے

لعنتِ خلق سہل و آسان ست | لعنت آں ست کو ز رحمان ست

خلقت کی لعنت آسان اور سہل ہے دراصل لعنت وہ ہے جو خدا کی طرف سے پڑتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۵)
مطبوعہ ۱۸۸۰ء

ہست فرقاں آفتابِ علم و دیں | تا بَرَدت از گماں سوئے یقیں

قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے اور وہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائیگا

ہست فرقاں از خدا حبل المتیں | تا کشندت سوئے ربّ العالمیں

قرآن خدا کی مضبوط رسی ہے اور وہ تجھے رب العالمین کی طرف کھینچ کرلے جائیگی

ہست فرقاں روزِ روشن از خدا | تا دہندت روشنئ دیدہ ہا

قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دن ہے تاکہ تجھے (روحانی) آنکھوں کی روشنی بخشے

حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال | تا رسی در حضرتِ قدس و جلال

خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لیے بھیجا ہے تاکہ تو اس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے

دارُوئے شکّ ہست الہامِ خدا	کاں نماید قدرتِ تامِ خدا

خدا تعالیٰ کا الہام شک کی دوا ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کی کامل قدرت کو ظاہر کرتا ہے

ہر کہ روئے خود ز فرقاں در کشید	جانِ او روئے یقیں ہرگز ندید

جس نے قرآن سے روگردانی اختیار کی اُس نے یقین کا منہ ہرگز نہیں دیکھا

جانِ خود را اے کنی در خود روی	باز میمانی ہماں گول و غوی!

تو خودرائی کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاک کرتا ہے مگر پھر بھی ویسا ہی احمق اور گمراہ رہتا ہے

کاش جانت میلِ عرفاں داشتے	کاش سعیت تخمِ حق را کاشتے

کاش تیرا دل معرفت الٰہی حاصل کرنے کی رغبت رکھتا کاش تیری کوشش سچائی کا بیج بوتی

خود نگہ کن از سرِ انصاف و دیں	از گمانہا کے شود کارِ یقیں!

تو آپ انصاف و عدل سے غور کر کہ گمان کس طرح یقین کا کام دے سکتا ہے!

ہر کہ را سویش درے بکشودہ است	از یقیں نے از گمانہا بودہ است

جس کا دروازہ خدا کی طرف کُھل گیا وہ یقین کی وجہ سے کھلا ہے نہ کہ شبہات کی وجہ سے

قدرِ فرقاں نزدِ تو اے غدّار نیست	ایں ندانی کت جز او یار نیست

اے غدّار! تو قرآن کی قدر کو نہیں جانتا تجھے کیا پتہ کہ اس جیسا تیرا کوئی اور مونس نہیں

وحیِ فرقاں مُردگاں را جاں دہد	صد خبر از کوچۂ عرفاں دہد

قرآن کی وحی مُردوں میں جان ڈالتی ہے اور معرفت الٰہی کی سینکڑوں باتیں بتاتی ہے

از یقیں ہا می نماید عالمے!	کاں نہ بیند کس بصد عالم ہمے

اور یقینی علوم کا ایسا جہان دکھاتی ہے جو کوئی سو جہانوں میں بھی نہیں دیکھ سکتا

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

ای در انکار ماندہ از الہام | کرد عقلِ تو عقل را بدنام

اے وہ شخص جو الہام کا منکر ہے تیری سمجھ نے تو عقل و دانش کو بھی بدنام کر دیا

از خدا رو بخویش آوردی | این چہ آئین و کیش آوردی

خدا کو چھوڑ کر تو نفس پرستی میں مبتلا ہو گیا ۔ بھلا یہ کونسا مذہب اور طریقہ ہے

تا نہ کس سر ز خویشتن تابد | رازِ توحید را چہ سان یابد!

جب تک، کوئی شخص تکبر کو نہیں چھوڑتا تب تک، وہ توحید کا راز کس طرح پا سکتا ہے

تا نہ بر فرقِ نفس پا بزنی | کے بہ پاک و پلید فرق کُنی

جب تک، تو اپنے نفس کو کچل نہیں دیتا تب تک پاک اور ناپاک میں کس طرح فرق کر سکتا ہے

ہر کہ شد تابعِ کلامِ خُدا | رَست از اتباعِ حرص و ہوا

جو شخص خدا کے کلام کا فرمانبردار ہو گیا ۔ وہ حرص و ہوا کی پیروی سے آزاد ہو گیا

از خود و نفسِ خود خلاص شدہ | مہبطِ فیضِ نورِ خاص شدہ

اپنے آپ اور اپنے نفس سے اُس نے رہائی پائی اور نورِ خداوندی کے فیض کا مظہر بن گیا

برتر از رنگِ این جہاں گشتہ | آں چہ ناید بوہم آں گشتہ

وہ اِس دُنیا کے رنگ سے اونچا ہو گیا اور ایسا بن گیا کہ اُس کا درجہ خیال میں بھی نہیں آ سکتا

ما اسیرانِ نفسِ امّارہ | بے خدائیم سخت ناکارہ

ہم جو نفسِ امّارہ کے قیدی ہیں خدا کے بغیر ہم بالکل ہی ناکارہ ہیں

تا عیاں بست وحیِ حق بہ رَشاد | اے بسا عقدہائے ما کہ کشاد

جب سے خدا کی وحی ہماری ہدایت کے لیے تیار ہوئی ہمارے بہت سے عقدے حل ہو گئے

نہ شود از تو کارِ ربّانی | آسیائے تہی چہ گردانی!

جو خدا کا کام ہے وہ تجھ سے نہیں ہو سکتا۔ خالی چکّی تو کیا گھما رہا ہے

تو و علم تو ما و علمِ خدا | فرق بیں از کجاست تا بہ کجا

تو اور تیرا علم ایک طرف ہے ہم اور خدا کا علم ایک طرف اب دیکھ لے کہ دونوں میں کیا فرق ہے

آں یکے را نگارِ خویش بہ بر | دیگرے چشمِ انتظار بہ در

ایک۔ وہ ہے جس کا معشوق اُس کی بغل میں ہے۔ دوسرا وہ ہے جس کی آنکھ انتظار میں دروازے پر لگی ہوئی ہے

آں یکے ہم نشیں بمہ روئے | دیگرے ہرزہ گرد در کوئے

ایک وہ شخص ہے جو اپنے محبوب کے پاس بیٹھا ہے دوسرا وہ ہے جو گلی میں آوارہ پھر رہا ہے

آں یکے کام یافتہ بہ تمام | دیگرے سوختہ بفکرتِ کام!

ایک۔ وہ ہے جس نے اپنا مقصد پا لیا۔ دوسرا وہ ہے جو اپنا مقصد پانے کی فکر میں جل رہا ہے

عارت آید ز عالمِ اسرار | خود زخود دم زنی زہے پندار

تجھے عالمِ اسرار سے شرم آنی چاہیئے۔ تو اپنی عقل پر فخر کرتا ہے۔ تیرے تکبر پر افسوس

ہمہ کارِ تو ناتمام افتاد | وہ چہ کارت بعقل خام افتاد

تیرا سارا کام نامکمل رہ گیا۔ ناقص عقل کے ساتھ تجھے کیسا بُرا واسطہ پڑا

(براہین احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۱۵۷
مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

ترا عقلِ تو ہر دم پائے بندِ کبر مے دارد | برو عقلے طلب کُن کت زخود بینی بروں آرد

تیری عقل ہر وقت تجھے کبر میں گرفتار رکھتی ہے جا اور ایسی عقل تلاش کر جو تجھے خود بینی سے نجات دے

ہماں بہتر کہ ما آں علم حق از حق بیاموزیم | کہ ایں علمیکہ ما داریم صد سہو و خطا دارد

یہی بہتر ہے کہ ہم خدا کے علم کو خدا سے ہی سیکھیں کیونکہ جو علم ہمارے پاس ہے اس میں سینکڑوں غلطیاں ہیں

کہ گوید بہتر از قولش گر او خاموش بنشیند | کہ گیرد دست اے ناداں گر او دستِ تو بگذارد

اگر خدا خاموش رہے تو اس سے بہتر بات کون کہہ سکتا ہے اگر وہ تجھے چھوڑ دے تو پھر کون تیری دستگیری کر سکتا ہے

برو قدرش ببیں از حجت بے اصل دم درکش | کہ ایں حجت کہ می آری بلاہا بر سرت آرد

جا اور اس کی قدر پہچان اور حجت بازی کو چھوڑ دے کیونکہ جو بات تو پیش کرتا ہے وہ تیرے سر پر مصیبتیں لائے گی

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

حاجتِ نورے بود ہر چشم را | ایں چنیں افتاد قانونِ خدا

ہر آنکھ کو روشنی کی ضرورت ہے ۔ خدا کا قانون ایسا ہی ہے

چشمِ بینا بے خورِ تاباں کہ دید | کے چنیں چشمے خداوند آفرید

بغیر سورج دیکھنے والی آنکھ کس نے دیکھی ؟ خدا نے ایسی آنکھ کب بنائی ؟

چوں تو خود قانونِ قدرت بشکنی | پس چرا بر دیگراں سر مے زنی

جب تو خود ہی قانونِ قدرت کو توڑتا ہے ۔ تو پھر تو دوسروں پر کیوں اعتراض کرتا ہے ؟

آنکہ در ہر کار شد حاجت روا | چوں روا داری کہ نبود رہنما

وہ خدا جس نے انسان کی ہر ضرورت کو پورا کیا کیا وہ مذہب کے بارے میں تیری رہنمائی نہ کرتا ؟

آنکہ اسپ و گاؤ و خر را آفرید | تا رہد پشت تو از بارِ شدید

وہ جس نے گھوڑے گائے اور گدھے کو پیدا کیا ۔ تا کہ تیری پیٹھ کو سخت بوجھ سے نجات دے

چوں ترا حیراں گذارد در معاد ॥ اے عجب تو غافل وایں اعتقاد

وہ تجھ کو آخرت کے معاملہ میں کیوں پریشان چھوڑ دے تعجب ہے کہ عقلمند ہو کر تو یہ اعتقاد رکھتا ہے

چوں دو چشمت دادہ اند اے بے خبر ॥ پس چرا پوشی یکے وقتِ نظر

اے بے خبر جب تجھے دو آنکھیں دی گئی ہیں پھر دیکھنے کے وقت ایک کو کیوں بند کر لیتا ہے

آنکہ زد ہر قدرتے گشتہ عیاں ॥ قدرتِ گفتار چوں ماندے نہاں

وہ ذات جس سے ہر قسم کی قدرت ظاہر ہوئی۔ تو بولنے کی قوت کس طرح مخفی رہ سکتی تھی

آنکہ شد ہر وصفِ پاکش جلوہ گر ॥ پس چرا ایں وصف ماندے مستتر

وہ ہستی جس کی ہر پاک صفت ظاہر ہوگئی پھر اس کی یہ صفت کیونکر چھپی رہ سکتی تھی

ہر کہ او غافل بود از یادِ دوست ॥ چارہ سازِ غفلتش پیغامِ اوست

ہر شخص جو خدا کی یاد سے غافل ہو۔ تو خدا کا پیغام ہی اس کی غفلت کا چارہ ساز ہوتا ہے

تو عجب داری ز پیغامِ خدا ॥ ایں چہ عقل و فکرِ تست اے خود نما

تو خدا کے پیغام پر تعجب کرتا ہے۔ اے متکبر یہ تیری عقل اور سمجھ کیسی ہے

لطفِ او چوں خاکیاں را عشق داد ॥ عاشقاں را چوں بیفگندے زیاد

اس کی مہربانی نے جب مٹی کے پتلے کو عشق بخشا۔ تو وہ اپنے عاشقوں کو کیونکر بھلا سکتا

عشق چوں بخشید از لطفِ اتم ॥ چوں نہ بخشیدے دوائے ایں الم

جب کمال مہربانی سے اس نے محبت دی۔ تو پھر کیوں اس درد کی دوا نہ بخشتا

خود چو کرد از عشقِ خود دلہا کباب ॥ چوں نہ کردے از سرِ رحمت خطاب

جب خود ہی اس نے اپنے عشق سے ہمارے دل کو کباب کر دیا۔ تو پھر رحمت کے ساتھ ہم سے کلام کیوں نہ کرتا

دل نیارامد بجز گفتارِ یار	اگرچہ پیش دید ہا باشد نگار

دل کو محبوب کے کلام کے سوا آرام نہیں ملتا۔ خواہ محبوب آنکھوں کے سامنے ہی ہو

پس چو خود دلبر بود اندر حجاب	کے تواں کردن صبوری از خطاب

لیکن جب محبوب خود ہی پردے میں ہو۔ تو کلام کے بغیر صبر کس طرح آسکتا ہے

لیک آں داند کہ او دلدادہ است	در طریقِ عاشقی افتادہ است

مگر ان باتوں کو صرف وہ عاشق ہی جانتا ہے۔ جو راہِ محبت کا واقف ہے

حسن را با عاشقاں باشد سرے	بے نظر در کے بود خوش منظرے

حسن کا عاشقوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور کوئی حسین بغیر قدردان کے نہیں ہوتا

عاشق آں باشد کہ او گم از خودست	در طریقِ عشق خود بینی بدست

عاشق وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو بھول جائے۔ طریقِ عشق میں آپ کو کچھ سمجھنا بُرا ہے

لیکن استیصالِ ایں کبر و خودی	نیست ممکن جز بہ وحیِ ایزدی

لیکن اس تکبر اور خودی کا استیصال۔ خدا تعالیٰ کی وحی کے بغیر ممکن نہیں

ہر کہ ذوقِ یارِ جانی یافتست	از وحیِ آسمانی یافتست

جس نے اس دلی دوست کے وصل کا لطف اٹھایا۔ اس نے صرف آسمانی وحی کی بدولت اٹھایا

عشق از الہام آمد در جہاں	درد از الہام شد آتش فشاں

عشق الہام ہی کی وجہ سے دنیا میں آیا اور درد نے بھی الہام ہی کی وجہ سے آتش فشانی کی

شوق و اُنس و الفت و مہر و وفا	جملہ از الہام می دارد ضیا

شوق اُنس الفت اور مہر و وفا۔ ان سب کی رونق الہام کی وجہ سے ہے

ہر کہ حق را یافت از الہام یافت | ہر رُخے کو تافت از الہام تافت

جس کسی نے خدا کو پایا الہام سے پایا۔ ہر ایک چہرہ جو چمکا وہ الہام سے چمکا

تو ز اہلِ محبت زیں سبب! | از کلامِ یار مے داری عجب!

تو محبت کے کوچہ کا واقف نہیں اس لیے کلامِ یار پر تعجب کرتا ہے

عشق مے خواہد کلامِ یار را | رَو بپُرس از عاشق ایں اسرار را

عشق تو دوست کے کلام کو چاہتا ہے۔ جا اور عاشق سے اس راز کو پوچھ

ایں مگو کز درگہش دوریم ما! | ربط او با مُشتِ خاکِ ما کجا

یہ نہ کہہ کہ چونکہ ہم اس کی درگاہ سے دور ہیں اس لیے اس کا تعلق ہماری مشتِ خاک سے نہیں ہوسکتا

داند آں مردیکہ روشن جاں بود | کیں طلب در فطرتِ انساں بود

اس بات کو وہی جانتا ہے جو روشن ضمیر ہے کہ خدا کی طلب انسان کی فطرت میں داخل ہے

دل نمے گیرد تسلّی جز خدا | ایں چنیں افتاد فطرت زابتلا

خدا کے بغیر انسان کا دل تسلّی نہیں پاتا۔ ابتدا سے آدمی کی یہی فطرت ہے

دل ندارد صبر از قولِ نگار! | کاشتند ایں تخم از آغازِ کار

محبوب کے کلام کے سوا دل کو صبر نہیں آتا دل سے خدا نے یہ بیج اس کی فطرت میں بویا ہے

آنکہ انساں را چنیں فطرت بداد | چوں کمالِ فطرتش دادے بباد

وہ خدا جس نے انسان کو ایسی فطرت دی وہ کس طرح اس کی فطرت کے اس کمال کو برباد کر دیتا

کارِ حق کے از بشر گردد ادا | کے شود از کرمکے کارِ خدا

خدا کا کام انسان سے کیونکر ادا ہو سکتا ہے۔ ایک کیڑے سے خدائی کام کب ہو سکتے ہیں

ما ہمہ جاہلیم و او دانائے راز | ما ہمہ کوریم و او را دیدہ باز

ہم سب جہل محض ہیں۔ اور وہی واقفِ اسرار ہے۔ ہم سب اندھے ہیں اور وہی ایک بینا ہے

با خدا ہم دعوئ فرزانگی | سخت جہل است و رگِ دیوانگی

خدا کے مقابل پر عقلمندی کا دعویٰ کرنا۔ سخت جہالت اور دیوانہ پن ہے

تافتن رو از خورِ تاباں کہ من | خود برآرم روشنی از خویشتن

روشن سورج سے منہ پھیر لینا اس خیال سے کہ میں اپنے اندر سے آپ ہی روشنی نکال لوں گا

عالمے را کور کردست ایں خیال | سرنگوں افگندہ در چاہِ ضلال

اس خیال نے ایک دنیا کو اندھا اور بہرا کر دیا ہے۔ اور انہیں گمراہی کے کنوئیں میں ڈال دیا ہے

ناز بر فطنت مکن گر فطنتے ست | در رہِ تو ایں خردمندی بتے ست

اگر کچھ عقل ہے تو اس عقل پر ناز نہ کر۔ تیرے راستے میں یہ عقل ایک بت ہے

عقل کاں با کبر میدارند خلق | ہست حمق و عقل پندارند خلق

تکبر سے ملی ہوئی وہ عقل جو لوگ رکھتے ہیں محض بیوقوفی ہے۔ پھر بھی لوگ اسے عقل سمجھتے ہیں

کبر شہرِ عقل را ویراں کند | عاقلاں را گمرہ و ناداں کند

تکبّر عقل کے شہر کو ویرانہ کر دیتا ہے اور عقلمندوں کو گمراہ اور بیوقوف بنا دیتا ہے

آنچہ افزاید غرور و معجبی | چوں رساند تا خدایت اے غوی

جو چیز غرور اور تکبّر کو بڑھاتی ہے اے گمراہ! وہ تجھے خدا تک کیونکر پہنچا سکتی ہے

خودروی در شرک اندازد ترا | توبہ کن از خودروی اے خودنما

خود روی تجھے شرک میں ڈال دے گی۔ اے ریاکار! خود روی سے توبہ کر

هست مشرک از سعادت دور تر | واز فیوضِ سرمدی مهجور تر

مشرک سعادت سے بہت دور ہے۔ اور خدا کی دائمی رحمتوں سے پرے پھینکا گیا ہے

از خدا باشد خدا را یافتن | نے بہ مکر و حیله و تدبیر و فن

خدا کی مدد سے ہی خدا کو پا سکتے ہیں۔ نہ کہ چالاکی حیلہ اور مکر و فریب کے ساتھ

تا نیائی پیشِ حق چوں طفلِ خورد | هست جامِ تو سراسر پُر ز دُرد

جب تک تو چھوٹے بچے کی طرح خدا کے سامنے نہ آئیگا تب تک تیرا جام صرف تلچھٹ سے ہی بھرا رہیگا

شرطِ فیضِ حق بود عجز و نیاز | کس ندیده آب بر جائے فراز

خدا کے فیضان کے لیے عجز و نیاز شرط ہے۔ کسی نے پانی کو اونچی جگہ ٹھیرتے نہیں دیکھا

حق نیاز ے جوید انجا ناز نیست | از پرِ خود تا درش پرواز نیست

خدا کو عاجزی پسند ہے وہاں فخر کام نہیں آتا۔ اپنے پروں سے اُس تک اُڑ کر نہیں پہنچ سکتے

عاجزاں را پرورد ذاتِ اجل | سرکشاں محروم و مردود و ذلل

وہ بزرگ ذات عاجزوں کی پرورش کرتی ہے۔ اور سرکش ہمیشہ محروم و مردود رہتے ہیں

چوں نیائی زیرِ تابِ آفتاب | کے فتد بر تو شعاعے در حجاب

جب تک تُو سورج کی روشنی کے سامنے نہیں آتا تو پردہ کے پیچھے تجھ پر اُس کی روشنی کیونکر پڑ سکتی ہے

آبِ شور اندر کفت هست اے عزیز! | ناز ہا کم کُن اگر داری تمیز!

اے عزیز! تیری ہتھیلی میں تو کھاری پانی ہے۔ اگر کچھ تمیز ہے تو اس پر فخر نہ کر

آبِ جاں بخشے ز جاناں آیدت | رو طلب مے کُن اگر جاں بایدت

زندگی بخش پانی تو محبوب سے ملے گا۔ اگر زندگی درکار ہے تو جا اور اُس سے مانگ

ہست آں آبِ بقا بس ناپدید ۔۔۔ کس بجز مصباحِ حق راہش ندید

وہ آبِ حیات بالکل مخفی ہے۔ اور اس کا راستہ خدائی چراغ کے بغیر کسی نے نہیں دیکھا

آں خیالاتے کہ بینی از خرد ۔۔۔ پرتوِ آں ہم ز وحیِ حق رسد

وہ خیالات جو تو اپنی عقل سے معلوم کر لیتا ہے۔ اُن کی روشنی بھی خدا کی وحی سے مِلتی ہے

لیک چشمِ دیدنت چوں باز نیست ۔۔۔ ویں دلِ تو محرمِ ایں راز نیست

لیکن چونکہ تیری روحانی آنکھ کھلی ہوئی نہیں۔ اس لیے تیرا دل اس راز سے واقف نہیں

سرکشی از حق کہ من دانا دلم! ۔۔۔ حاجتِ وحیش ندارم عاقلم!

تو خدا کا نافرمان ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ میں دانا ہوں اور اس کی وحی کی مجھے ضرورت نہیں میں عقل رکھتا ہوں

لغزشِ تو حاجتے پیدا کند ۔۔۔ در دمے عقلِ ترا رسوا کند

مگر تیری لغزش تجھے حاجتمند بنا دے گی۔ اور دم بھر میں تیری عقل کی قلعی کھول دے گی

عقلِ تو گورے مجصص از بروں ۔۔۔ واندرونش چیست یک لاشے زبوں

تیری عقل باہر سے پختہ مقبرہ کی مانند خوشنما ہے۔ مگر اس کے اندر کیا ہے؟ ایک گندی لاش!

منتہائے عقل تعلیمِ خداست ۔۔۔ ہر صداقت را ظہور از انبیاست

خدا کی تعلیم ہی عقل کے کمال کو پہنچتی ہے۔ اور انبیاء سے ہی ہر صداقت کا ظہور ہوتا ہے

ہر کہ علمے یافت از تعلیم یافت ۔۔۔ تافت آں روئے کزو روئے نتافت

جس نے کچھ حاصل کیا وہ تعلیم سے حاصل کیا وہ منور روشن ہو گیا جس نے خدا سے رُخ نہ پھیرا

با زبانِ حال گوید روزگار ۔۔۔ اے قصیر العمر گیر آموزگار!

وقت زبانِ حال سے کہہ رہا ہے۔ کہ اے تھوڑی عمر والے انسان! استاد پکڑ

طبع‌ِ او ناقصاں ہم ناقص ست	گر ترا گوشے بود حرفے بس ست

ناقصوں کے خیالات بھی ناقص ہی ہوتے ہیں اگر تیرے کان ہیں تو بھی ایک لفظ نصیحت کے لیے کافی ہے

حق منزّہ از خطا تو پُر خطا	داوری ہا کم کن و بر حق بپا

خدا غلطی سے پاک اور تو غلطیوں کی پوٹ ہے۔ جھگڑا نہ کر بلکہ حق پر قائم رہ

عقلِ تو مغلوب صد حرص و ہواست	تکیہ بر مغلوب کارِ اشقیاست

تیری عقل حرص و ہوا کی مغلوب ہے۔ اور مغلوب پہ بھروسہ کرنا بدبختوں کا کام ہے

از کس و ناکس بیاموزی فنوں	عار داری زاں حکیمِ بے چگوں

تو ہر کس و ناکس سے علم سیکھتا رہتا ہے، مگر اُس لاثانی حکیم سے سیکھنے میں تجھے شرم آتی ہے

از تکبّر راہِ حق بگذاشتی	اینچہ کردی اینچہ تخمے کاشتی

تو نے تکبّر کی وجہ سے حق کا راستہ چھوڑ دیا۔ یہ تُو نے کیا کیا، یہ تو نے کیسا بیج بویا!

اے ستمگر ایں ہمہ مولائے ماست	کز عطیاتش ہمہ ارض و سماست

اے ظالم یہی تو وہ ہمارا آقا ہے جس کی عطا سے یہ سب آسمان اور زمین (کی نعمتیں) ہیں

ابر و باران و مہ و مہر آفرید	گرد تابستان و سرما را پدید

جس نے بادل، بارش، چاند اور سورج پیدا کیے۔ اور گرمی سردی کو ظاہر کیا

تا بفضلِ او غذائے خود خوریم	زندہ مانیم و تنِ خود پروریم

تا کہ ہم اُس کے فضل سے اپنی خوراک کھاتے رہیں۔ اور زندہ رہیں اور اپنی پرورش کریں

آنکہ بر تن کرد ایں لطفِ اتم	کے کند محروم جاں را از کرم!

جس نے ہمارے بدن پر کمال درجہ کی مہربانی کی ہے وہ ہماری جان کو کب اپنے کرم سے محروم کر سکتا ہے

وحیِ قرآں ہست جذبِ ایزدی | تا بَرَدت از خودی در بے خودی

قرآن کی وحی خدا کی ایک کشش ہے۔ تاکہ وہ تجھے نفسانیت سے روحانیت کی طرف لے جائے

ہست قرآں دافعِ شرکِ نہاں | تا مراد اہم از وے یابی نشاں!

قرآن اندرونی شرک کو دُور کرتا ہے۔ تاکہ تو خدا کا نشان خدا کی طرف سے ہی پائے

تا رہی از کبر و خود بینی و ناز | تا شوی ممنونِ فضلِ کارساز

تاکہ تو تکبر خود بینی اور فخر سے نجات پائے اور اُس کارساز کے فضل کا ہی ممنون ہو

دُور شو از کبر تا رحم آیدش | بندگی کُن بندگی مے بایدش

کبر سے دُور ہو کہ اُسے تجھ پر رحم آئے۔ بندگی کر کیونکہ اُسے تو بندگی درکار ہے

زندگی در مُردن و عجز و بکاست | ہر کہ اُفتاد است او آخر بخاست

زندگی تو مرنے عاجزی اور رونے سے ہے جو اس کے آگے، گر گیا وہی نجات پائے گا

ہست جامِ نیستی آبِ حیات | ہر کہ نوشیدہ ست او رست از ممات

نیستی کا جام ہی دراصل میں آبِ حیات ہے۔ جس نے وہ پی لیا وہ موت سے خلاصی پا گیا

عاقل آں باشد کہ جوید یار را | وز تذلّل ہا بر آرد کار را

عقلمند وہ ہے جو خدا کو تلاش کرتا ہے اور اپنا سارا معاملہ عجز و نیاز سے نکالتا ہے

ابلہی بہتر ازاں عقل و خرد | کت بچاہِ کبر و نخوت افگند

اُس عقل و دانش سے بیوقوفی اچھی۔ جو تجھے کبر و نخوت کے کنوئیں میں ڈال دے

طالبِ حق باش و بیروں از خود آ | خود روی ہا ترک کُن بہرِ خُدا

خُدا کا طالب ہو اور خودی سے باہر آ۔ اور خدا کے لیے خود روی کو ترک کر

من ندانم اینچہ ایمان است و دیں	دم زدن در جنب رب العالمیں

نہیں تمہیں جاننا کہ یہ کونسا دین و ایمان ہے کہ ناپاک انسان خدا کے مقابلے میں دعوے کرے

تو کجا و آں قادرِ مطلق کجا!	توبہ کن ایں ابلہی ہا کم نما

تو کہاں اور وہ قادر مطلق کہاں! توبہ کر اور ایسی بیوقوفیاں ظاہر نہ کر

یکدمے گر رشحِ فیضش کم شود	ایں ہمہ خلق و جہاں برہم شود

اگر خدا کے فیض کا چھینٹا ایک لمحہ کے لیے کم ہو جائے۔ تو یہ تمام خلقت اور جہان زیر و زبر ہو جائے

پست ہستی لافِ استعلا مزن	وز گلیمِ خویشتن بیروں پا مزن

تو ایک حقیر سی ہستی ہے بڑائی کی لاف نہ مار۔ اور اپنی چادر سے پاؤں باہر نہ نکال

عابد آں باشد کہ پیشش فانی است	عارف آں کو گویدش لاثانی است

بندہ وہ ہے جو خدا کے سامنے ہیچ ہے عارف وہ ہے جو اُسے لاثانی کہتا ہے

خویشتن را نیک اندیشیدۂ	اے ہداک اللہ چہ بد فہمیدۂ

تو نے اپنے تئیں نیک خیال کر لیا ہے خدا تجھے ہدایت دے۔ کیسا غلط سمجھا ہے

ایں چنیں بالا نہ بالا چوں پری	یا مگر زاں ذاتِ بیچوں منکری

تُو اتنا اونچا اونچا کیوں اڑتا ہے؟ شاید تو اُس بے مثل ذات کا منکر ہے

کاخِ دُنیا را چہ دیدستی بنا	کت خوش افتاد ست ایں فانی سرا

دنیائے ہستی کی بنیاد کو تو نے کیا سمجھا ہے؟ کیا تجھے یہ سرائے فانی اچھی لگنے لگی

دل چرا عاقل بہ بند داندر ایں	ناگہاں باید شدن بیروں ازیں

عاقل اس سے کیوں دل لگائے۔ جب کہ اچانک اس سے نکلنا پڑے گا

از پئے دُنیا بُریدن از خُدا | بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا

دُنیا کے لیے خدا سے تعلق توڑنا۔ یہی بدبختوں کی علامت ہے

چوں شود بخشایشِ حق بر کسے | دل نمے ماند بدُنیایش بسے

جب خدا کی کسی پر مہربانی ہوتی ہے۔ تو اُس کا دل دُنیا سے اُکھڑ جاتا ہے

ہوش کن کیں جاگہ جائے فناست | باخدا مے باش چوں آخر خداست

خبردار ہو کہ یہ دنیا تو سرائے فانی ہے۔ باخدا بن جا کیونکہ آخر کو خدا سے ہی معاملہ پڑیگا

زہرِ قاتل گر بدستِ خود خوری | من چساں دانم کہ تو دانشوری

اگر تو اپنے ہاتھ سے ہی زہرِ قاتل کھالے تو میں کیونکر سمجھوں کہ تو عقلمند ہے

اں گروہے ہیں کہ از خود فانی اند | جاں فشاں بر گفتۂ ربانی اند

اُن لوگوں کو دیکھ جو فانی ہیں۔ اور خدا کے کلام پر جان چھڑکتے ہیں

فارغ افتادہ ز نام عزّت و جاہ | دل ز کف دادہ فرق افتادہ کلاہ

نام، عزت اور وجاہت سے فارغ ہو گئے۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور ٹوپی سر سے گر گئی

دُور تر از خود بہ یار آمیختہ | آبرو از بہرِ روئے ریختہ

خودی سے دور ہو کر یار سے واصل ہو گئے۔ اور اُس حسین چہرہ کی خاطر عزت و آبرو کی پروا نہ کی

دیدن شاں می دہد یاد از خدا | صدق ورزاں در جنابِ کبریا

ان کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ کیونکہ وہ خدائے کبریا کی جناب میں راستباز ہیں

تو نہ اشکبار سر بر آسماں | پا نہادہ بیروں ز راہِ بندگاں

تیرا تو سرِ تکبر سے آسمان تک پہنچا ہے اور بندوں کے راستہ کو تو نے چھوڑ دیا ہے

تا نہ گردد عجز در نفست عیاں | نورِ حقّانی چساں تابد بر آں

جب تک تیرے نفس میں عاجزی پیدا نہ ہو گی تب تک خدائی نُور اُس پر کیونکر روشنی ڈالے گا

تا نہ میرد دانہ اندر زمیں | کے زیک صد مے شود تو خود ببیں

جب تک دانہ زمین میں داخل ہو کر مرے گا نہیں۔ تب تک ایک سے سَو کیونکر بنے گا

نیست شو تا بر تو فیضانے رسد | جاں بفشاں تا دگر جانے رسد

نیست ہو جا تا کہ تجھ پر فیضان نازل ہو۔ جان قربان کر تا کہ دوسری زندگی ملے

تا تو زار و عاجز و مضطر نہ | لائقِ فیضانِ آں رہبر نہ

جب تک تو کمزور عاجز اور مضطر نہیں تب تک اُس رہبر کے فیضان کے قابل بھی نہیں

چیست ایماں وحدہ پنداشتن | کارِ حق را با خدا بگذاشتن

ایمان کیا ہے؟ خدا کو ایک یقین کرنا۔ اور خدا کے کام کو خدا ہی کے سپرد کرنا

چوں ز آموزش خرد را یافتی | پس ز تعلیمش چرا سر تافتی

جب تُو نے اُسی کے سکھائے علم سے عقل کو پایا۔ پھر اُس کی تعلیم سے کیوں رُو گردان ہے

اندرونِ خویش را روشن مداں | آنچہ مے تابد بتابد ز آسماں

اپنے سینہ کو روشن نہ سمجھ۔ جو کچھ بھی روشن ہے وہ آسمان ہی کی بدولت ہے

کور ہست آں دیدہ کش ایں نور نیست | گور ہست آں سینہ کز شک دُور نیست

وہ آنکھ نابینا ہے جس میں یہ نور نہیں۔ اور وہ سینہ قبر ہے جو شک سے خالی نہیں

صالحین و صادقین و اتقیا | جملہ رہ دیدند از وحیِ خُدا

صالح۔ صادق اور متقی ان سب لوگوں نے خدا کی وحی سے ہی سیدھا راستہ پایا

اُس کجا عقلے کہ از خود داندش	فہم آں شخصے کہ او فہماندش

وہ کونسی عقل ہے جو خود اس کی معرفت رکھتی ہے۔ یہ وُہی سمجھ سکتا ہے جسے خدا خود سمجھائے

عقل بے وحیش بُتے داری براہ	بُت پرستی ہا کنی شام و پگاہ

اس کی وحی کے بغیر عقل تیرے راستے میں ایک بُت کی طرح ہے اور تو صبح و شام بُت پرستی کر رہا ہے

پیشِ چشمت گر شدے ایں بُت عیاں	از سرشکِ تو شدے جوئے رواں

اگر تیری آنکھوں کے سامنے یہ بُت ظاہر ہو جاتا۔ تو تیری آنکھوں سے آنسوؤں کی نہر جاری ہو جاتی

لیک از بد قسمتی چشمت نماند	بُت پرستی آخرت چوں بُت نشاند

لیکن بد قسمتی ہے کہ تیری آنکھ ہی نہ رہی۔ اور بُت پرستی نے آخر کار تجھے بھی بُت کی طرح بٹھا دیا

عقل بود اسرارِ حق لیس نارساست	آنچہ گہ گہ مے رسد ہم از خداست

خدائی اسرار سمجھنے میں عقل بہت کمزور ہے جو بات گاہ گاہ اُسے مل جاتی ہے وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے

گر خرد پاکیزہ رائے آورد	آں نہ از خود ہم زجائے آورد

اگر عقل (کبھی) کوئی عمدہ رائے دیتی بھی ہے تو وہ اس کی اپنی خوبی نہیں۔ بلکہ وہیں سے لاتی ہے

تو بہ عقلِ خویش در کبرِ شدید	ما فدائے آنکہ او عقل آفرید

تو اپنی عقل پر نازاں ہو کر سخت متکبر ہو گیا ہے اور ہم اس پر فدا ہیں جس نے خود عقل کو پیدا کیا

در قیاسات تہی جانت اسیر	جانِ ما قربانِ علمِ آں بصیر

تیری جان خالی خولی قیاسوں میں گرفتار ہے۔ مگر ہماری جان اُس بینا خدا کے علم پر قربان ہے

نیک دل با نیکواں دارد سرے	بد گہر لُف مے زند بر گوہرے

نیک دل انسان نیکوں سے تعلق رکھتا ہے اور بد گوہر آدمی موتی پر تھوکتا ہے

ہست بر اسرار اسرارِ دگر | تا کجا تازد خرِ فکر و نظر

ان بھیدوں پر اور بھید چھائے ہوئے ہیں۔ عقل و فکر کا گدھا کہاں تک دوڑے گا

ایں چراغِ مردہ از نورِ ہوا | چوں رہِ باریک بنماید ترا

حرص کی شدت سے یہ ٹمٹماتا ہوا چراغ کس طرح تجھے باریک راہ دکھا سکتا ہے!

وحیِ یزدانی ز رہ آگہ کند | تا بمنزل نور را ہمرہ کند

خدا کی وحی تجھے راستے سے آگاہ کرتی ہے اور منزل پر پہنچنے تک نور کو تیرے ساتھ کر دیتی ہے

ما فتادہ بے ہنر در جسم و جاں | حمق باشد دم زنی با آں یگاں

ہمارے جسم اور جان میں کوئی ہنر نہیں ہے اس لاشریک کے مقابلہ پر دم مارنا حماقت ہے

چیست دیں خود را فنا انگاشتن | وز سرِ ہستی قدم برداشتن

دین کیا ہے؛ اپنے تئیں فنا سمجھنا۔ اور اپنی ہستی سے بالکل الگ ہو جانا

چوں بیفتی با دو صد درد و نفیر | کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر

جب تو گر پڑتا ہے اور چیختا اور چلاتا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی ضرور اٹھتا ہے تاکہ تیرا ہاتھ پکڑے

باخبر را دل تپد بر بے خبر | رحم بر کورے کند اہلِ بصر

نادان کے لیے دانا کا دل تڑپتا ہے۔ اور آنکھوں والا اندھے پر رحم کرتا ہے

ہمچنیں قانونِ قدرت اوفتاد | مر ضعیفاں را قوی آرد بیاد

قانونِ قدرت اسی طرح واقع ہوا ہے۔ کہ طاقتور کمزوروں کا دھیان رکھتے ہیں

چوں ازیں قانوں شود رحماں بروں | رحم یزداں از ہمہ باید فزوں

تو رحمان اس قانون سے باہر کیونکر رہ سکتا ہے۔ خدا کا رحم تو سب سے زیادہ ہونا چاہیئے

آنکه او ہر بارِ ما بر داشت ست | ہیچ رحمت را فرو نگذاشت است

وہ خدا جس نے ہمارے سب بوجھ اٹھا رکھے ہیں۔ اور کسی رحمت کی ہمارے لیے کمی نہیں رکھی

چون ز ما غافل شود در امرِ دیں | شرم بادت از چنیں انکار و کیں

وہ دین کے معاملے میں ہم سے کیونکر غافل ہو گا تجھے اس انکار اور بغض سے شرم آنی چاہیے

دِل منہ در خاکدانِ بے وفا | یاد کُن آخر وفا ہائے خُدا

بے وفا دنیا سے دل مت لگا۔ کبھی تو خدا تعالےٰ کی وفاداریاں بھی یاد کر

بارہا شد بر تو ثابت کایں عقول | مبتلا ہستند در سہو و ذہول

تجھ پر بارہا ثابت ہو چکا ہے کہ یہ عقلیں بھول چوک میں مبتلا رہتی ہیں

بارہا دیدی بعقلِ خود فساد | بارہا زیں عقل ماندی بے مُراد

بارہا تو نے اپنی عقل کی خرابی دیکھی ہے اور بارہا تو اس عقل کی وجہ سے نامراد رہا ہے

باز نخوت مے کنی بر عقلِ خویش | وز دلیری مے روی نادیدہ پیش

پھر بھی تو اپنی عقل پر فخر کرتا ہے اور بے سوچے سمجھے دلیری کے ساتھ آگے بڑھا جاتا ہے

نفسِ خُود را پاک کُن از ہر فضول | ترکِ خُود کن تا کند رحمت نزول

اپنے نفس کو ہر غیر ضروری چیز سے پاک کر اور بے نفسی اختیار کر تا کہ خدا کی رحمت نازل ہو

لیک ترکِ نفس کے آساں بود | مُردن و از خود شدن یکساں بُود

لیکن نفس کو ترک کرنا کونسا آسان کام ہے۔ مرنا اور نفس کو مارنا دونوں برابر ہیں

ایں چنیں دل کم بود در سینۂ | کاں بود پاک از غرور و کینۂ

ایسا دل شاذ و نادر ہی کسی سینہ میں ہوتا ہے۔ جو غرور اور کینہ سے پاک ہو

در حقیقت مردمِ معنی کم اند | گو ہمہ از روئے صورت مردم اند

اصل بات یہ ہے کہ حقیقت شناس لوگ کم ہیں ۔ اگرچہ شکل کے لحاظ سے سب آدمی ہی ہیں

ہوش کن اے در چہے افتادہ | عقل و دیں از دستِ خود در دادہ

اے وہ جو کنوئیں میں پڑا ہوا ہے اور عقل اور دین دونوں کھو بیٹھا ہے ۔ خبردار ہو

غیر محدود دے بمحدودے مجو | کارِ نورِ محض از دودے مجو

غیر محدود (خدا) کو محدود (عقل) کے ذریعہ تلاش نہ کر اور مصفّیٰ نور کا کام دھوئیں سے نہ لے

آنچہ باید جُست با عجز و نیاز | تو مجو با کبر و خود بینی و ناز

جو بات کہ عجز و نیاز کے ساتھ ڈھونڈنی چاہیئے اُسے تکبر، خود بینی اور فخر کے ساتھ نہ ڈھونڈ

وہ چہ خوب ستا ایں اُصولِ رہروی | یادگارِ مولوی در مثنوی

واہ واسلوک کا یہ اصول کیسا عمدہ ہے جو مثنوی میں مولوی رومی کی یادگار ہے

زیرکی ضدِ شکست است و نیاز | زیرکی بگذار و با گولی بساز

عقلمندی کمزوری اور عاجزی کی ضد ہے تو عقلمندی کو چھوڑ اور عاجزی اختیار کر

زانکہ طفلِ خورد را مادر نہار | دست و پا بانشد نہادہ در کنار

جس طرح چھوٹے بچے کو ماں دن بھر اپنی گود میں لیے پھرتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۴

مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز | اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

خدا کا پاک کلام عرفان کے سو جام دیتا ہے جو اس شراب سے بے خبر ہے وہ کمالِ ایمان کا مزہ جانتا ہے

نہ چشم است آنکہ در کوری ہمہ عمرے بسر کردست | نہ گوش است آنکہ نشنیدست گاہے قولِ جاناں را

وہ آنکھ نہیں کہنا چاہیئے جو ساری عمر اندھی رہی ہو نہ وہ کان کان ہے جس نے کبھی محبوب کی بات نہ سنی ہو

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۰۳)

الا اے کمر بستہ بر افترا | مکش خویشتن را بہ ترکِ حیا

اے وہ جس نے افترا پر کمر باندھ رکھی ہے خبردار ہو جا اپنے تئیں بے حیا بن کر ہلاک نہ کر

بخاصانِ حق کینہ ات تا کجا | گہے شرمت آید ز گیہان خدا

خدا کے خاص بندوں سے کب تک تو دشمنی کرتا رہے گا کبھی تو تجھے اس جہان کے پروردگار سے شرم آنی چاہیئے

چو چیزے بود روشن اندر بہی | برو ہر چہ بندی بود ابلہی

اگر کوئی چیز اپنی خوبی کی وجہ سے اعلیٰ ہو تو جو بھی اس پر الزام لگائے گا تو بیوقوف ہی کہلائے گا

چو بر نیک گوہر گمان بد بری | بدانند مردم کہ بد گوہری

جب تو کسی نیک آدمی پر بدگمانی کرے گا تو لوگ سمجھ لیں گے کہ تو خود بد اصل ہے

چو گوئی دُرِ پاک را پُر غبار | بغبارِ دو چشمت شود آشکار

جب تو روشن موتی کو دھندلا کہے گا تو اس سے تیری آنکھوں کا دھندلا پن ظاہر ہوگا۔

سخنہائے پُر خبث و بے مغز و خام | بود بر خبیثاں نشانے تمام

گندی۔ بے معنی اور بے ہودہ باتیں خبیثوں کی خباثت کو ہی ظاہر کرتی ہیں

ندانید گفتن سخن جز دروغ | برِ حق ندارد دروغے فروغ

تم سوائے جھوٹ کے اور کچھ کہنا نہیں جانتے مگر سچ کے سامنے جھوٹ فروغ نہیں پا سکتا

نیارید یاد از حق بے چگوں | پسند او فتاد ست دُنیائے دُوں
تم خدائے بیچگوں کو یاد نہیں کرتے اور یہ ذلیل دُنیا تم کو پسند آگئی ہے

بہ دُنیا کسے دل بہ بندد چرا | کہ ناگاہ باید شُدن زیں سرا
کوئی اس دنیا سے کیوں دل لگائے جبکہ اچانک ایک دن اس سرائے سے کوچ کرنا ہے

سرانجامِ ایں خانہ رنج ست و درد | بہ پیچش نیایند مردانِ مرد
اِس گھر کا انجام رنج و درد ہے۔ مرد لوگ اس کے داؤ میں نہیں آتے

بدیں گِل میالائے دل چوں خسے | کہ عہد بقایش نماند بسے
اس کیچڑ سے کمینوں کی طرح دل کو آلودہ نہ کر کہ اس کے ٹھہرنے کا زمانہ دیر تک نہیں رہتا

زمانِ مکافات آید فراز | تو بر عیشِ دُنیا بدیں ساں مناز
جزا کا دن آ رہا ہے۔ پس تو دُنیا کی زندگی پر ناز نہ کر

فریبے مخور از زر و سیم و مال | کہ ہر مال را آخر آید زوال
سونے، چاندی اور مال سے دھوکا نہ کھا۔ کیونکہ آخر ہر مال پر زوال آجاتا ہے

نہ آوردہ ایم و نہ با خود بریم | تہی آمدیم و تہی بگذریم
نہ ہم کچھ ساتھ لائے اور نہ ساتھ لے جائیں گے خالی ہاتھ آئے تھے اور خالی ہاتھ چلے جائیں گے

الا تا نہ تابی سر از روئے دوست | جہانے نیرزد بیک موئے دوست
خبردار! دوست کی طرف سے منہ نہ موڑ۔ سارا جہان دوست کے ایک بال کی برابری نہیں کرسکتا

خدائیکہ جاں بر رہ او فدا | نیابی رہش جز پئے مصطفٰےؐ
وہ خدا جس کی راہ میں ہماری جان قربان ہے اُس کا راستہ تجھے مصطفٰےؐ کی پیروی کے بغیر نہیں مل سکتا

ابوالقاسمؐ آں آفتابِ جہاں | کہ روشن شد از وے زمین و زماں

ابوالقاسمؐ وہ آفتاب عالمتاب ہے جس کی وجہ سے زمین و زمان روشن ہو گئے

بشر کے بُدے از ملک نیک تر | نبودے اگر چوں محمدؐ بشر

انسان فرشتہ سے بہتر کیونکر ثابت ہوتا۔ اگر محمد صلعم کی طرح کا انسان پیدا نہ ہوتا

نباید ترا شرم از کردگار | ق | کہ اہلِ خرد باشی و باوقار

کیا تجھے خدا تعالےٰ سے شرم نہیں آتی کہ عقلمند اور معزز ہونے کے باوجود

پس آنگہ شوی منکر آں رسولؐ | کہ یابد ازو نور چشمِ عقول

پھر بھی تو اس رسول کا منکر ہے جس سے خود عقل کی آنکھیں نور حاصل کرتی ہیں

ز سہو و ز غفلت رہیدہ نہٗ | ز طورِ بشر پا کشیدہ نہٗ

تجھے سہو و غفلت سے خلاصی۔ اصل نہیں ہوئی اور انسانی خصائل سے آزاد ہے

نیاید ز تو کارِ ربّ العباد | مکن داوری ہا ز جہل و عناد

تجھ سے ربّ العباد کا کام نہیں ہو سکتا اس سے تو جہل و عناد کے باعث جھگڑا نہ کر

مداں ناقص و انجمش چوں جماد | کمالِ خدا را میفگن زِ یاد

خدا کو جمادات کی طرح ناقص اور گونگا خیال نہ کر اور اس کے کمال کو بھول مت

تو خود ناقصی و دنی الصفات | منہ تہمت نقص بر پاک ذات

تو تو آپ ناقص ہے اور دنی الصفات ہے اس لیے پاک خدا کی پاک ذات پر ناقص ہونے کا عیب مت لگا

خیالات بیہودہ کردت تباہ | خود از پائے خود او فتادی بچاہ

بیہودہ خیالات نے تجھے برباد کر دیا۔ اور خود اپنے پیروں سے چل کر تو کنوئیں میں جا پڑا

خیالت شبے ہست تاریک و تار | فرو ریزد بر آں شب زکیں صد غبار

تیرے خیالات رات کی طرح تاریک و تار ہیں جس پر تیرے کینے کی وجہ سے سینکڑوں گرد پڑ گئے ہیں

نہ دل را چو دزداں بشب شاد کُن | بترس و ز روزِ سزا یاد کُن

چوروں کی طرح اپنے دل کو رات میں پُرخوش نہ کر بلکہ ڈر اور سزا کے دن کو یاد کر

اگر در ہوا ہم چو مُرغاں پَری | وگر بر سرِ آب ہا بگذری

اگر تو پرندوں کی طرح ہوا میں اُڑے - اور اسی طرح پانیوں پر چلے

وگر ز آتش آئی سلامت بروں | وگر خاک را زر کُنی از فسوں

اور آگ میں سے بھی سلامت نکل آئے - اور جادو سے مٹی کو سونا بھی بنا دے

نیاری کہ حق را کُنی زیر و پست | مکن شاد از خامی چو مجنون و مست

پھر بھی یہ ممکن نہیں کہ تو حق کو تباہ کر سکے بس دیوانوں اور مدہوشوں کی طرح بکواس نہ کر

خدا ہر کہ را کرد مہرِ مُنیر | نہ گردد ز دستِ تو خاکِ حقیر

جس کو خدا نے چمکدار سورج بنایا ہے وہ تیرے ہاتھوں حقیر مٹی نہیں بن سکتا

دلِ خود بہرزہ مسوز اے دنی | نہ کاہد ز مکرِ تو افزودنی

اے ذلیل انسان اپنے دل کو بے فائدہ نہ جلا بڑھنے والی چیز تیری چالاکیوں سے گھٹ نہیں سکتی

بہارست و بادِ صبا در چمن | کند ناز ہا با گل و یاسمن

موسم بہار ہے اور بادِ صبا چمن میں گلاب اور چنبیلی کے ساتھ ناز کر رہی ہے

ز نسرین و گل ہائے فصلِ بہار | نسیمِ صبا مے وزد عطر بار

سیوتی اور فصل بہار کے پھولوں سے مہکتی ہوئی ہوا خوشبو اڑاتی ہوئی چل رہی ہے

تو اے ابلہ افتادہ اندر خزاں | ہمہ برگ افشاندہ چوں مفلساں

لیکن اے بیوقوف تو خزاں میں پڑا ہوا ہے اور مفلسوں کی طرح تیرے سب پتے جھڑ گئے ہیں

بہ قرآں چرا بر سر کیں دوی | نہ دیدی نہ قرآں مگر نیکوئی

قرآن پر دشمنی سے کیوں حملہ کرتا ہے تو نے شاید قرآن میں سوائے نیکی کے اور کچھ بھی نہیں دیکھا

اگر نامدے در جہاں ایں کلام | نماندے بہ دنیا ز توحید نام

اگر جہان میں یہ کلام نہ آتا۔ تو دنیا میں توحید کا نام بھی باقی نہ رہتا

جہاں بود افتادہ تاریک و تار | ازو شد منور رخِ ہر دیار

دنیا تاریک و تار ہوتی۔ اس کی وجہ سے ہر ملک روشن ہوگیا

بہ توحید راہے ازو شد عیاں | ترا ہم خبر شد کہ ہست آں یگاں

اس کی وجہ سے توحید کا راستہ ظاہر ہوگیا۔ اور تجھے بھی پتہ لگ گیا کہ خدا ہے

دگر نہ ببیں حالِ آبائے خویش | بہ انصاف بنگر دراں دین و کیش

نہیں تو پھر اپنے ہی بزرگوں کا حال دیکھ لے اور انصاف کے ساتھ ان کے دین و مذہب پر نظر ڈال

بود آں فرومایہ بدگوہرے | کہ از منعمِ خود بتابد سرے

وہ شخص ذلیل اور بد اصل ہوتا ہے جو اپنے محسن سے بغاوت کرے

ز اندازہ خویش برتر مپر | پزشکی مکن چوں ندانی ہنر

تو اپنی بساط سے زیادہ نہ اڑ۔ اگر تجھے علم نہیں ہے تو طبابت نہ کر

یقیں داں کہ ایں کار یزدانی است | نہ از دخل و تدبیر انسانی است

یقین کر کہ یہ مذہب خدا کی طرف سے ہے اور انسانی تدبیر کا اس میں کوئی دخل نہیں

شد ایں دیں بفضلِ خدا ارجمند | نہ کارِ فریب است و سالوس و بند

یہ دینِ اسلام خدا کے فضل سے معزز ہے۔ فریب چرب زبانی اور پھانسنا اِس کا کام نہیں

درخشند درو نور چوں آفتاب | تو کوری نمے بینی اش زیں حجاب

اس پر آفتاب کی طرح کا نور چمکتا ہے چونکہ تو اندھا ہے اس لیے وہ تجھے دکھائی نہیں دیتا

بہ ناپاکیٔ دِل مشو بد گماں | وگر حجّتے است بنما عیاں

اپنی گندہ دلی کی وجہ سے تو اس سے بدگمان نہ ہو۔ ہاں اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کر

بشوقِ دل آویختن را بساز | پس آنگہ ببیں قدرتِ کارساز

دلی شوق سے اس کے ساتھ تعلق پیدا کر۔ پھر خدائے کارساز کی قدرت دیکھ

گزیں کُن ز قومت یکے انجمن | کہ با یک تن از ما کند یک سخن

تو اپنی قوم میں سے ایک مجلس کا انتخاب کرتا کہ وہ سب مل کر ہم سے ایک فیصلہ کرلیں

بما ہست فضلِ خداوندِ پاک | ز باطل پرستاں ندارم باک

ہم پر خدائے پاک کا احسان ہے۔ ہم باطل پرستوں سے نہیں ڈرا کرتے

بجوش است فیضِ احد در دلم | کہ تا بندِ ہر طالبے بگسلم

خدائے واحد کا فیضان میرے دل میں جوش پر ہے تاکہ میں ہر طالب کی زنجیروں کو توڑ دوں

خدا را در لُطف ہا ہست باز | نسیمِ عنایات در اہتزاز

خدا تعالےٰ کے لطف کے دروازے کھلے ہیں اور مہربانیوں کی ہوا چل رہی ہے

کسے کو بتابد سر از عدل و داد | کجا دم زند پیش صدق و سداد

جو شخص عدل وانصاف سے روگردانی کرتا ہے وہ حق اور راستی کے سامنے کب دم مار سکتا ہے

کلامِ خدا ہر دم از عزّ و جاہ   کند روئے نا شرمسارش سیاہ

خدا کا کلام ہر وقت بڑے جاہ و جلال کے ساتھ اُس کے بے شرم منہ کو کالا کرتا رہتا ہے

چساں رائے شخصے بگردد بلند   کہ طغیانِ نفسش بگردن فگند

اُس شخص کی رائے کیونکر قابلِ عزت ہوگی جس کو اُس کے اپنے نفس کے جوشوں نے پچھاڑ رکھا ہو

دلِ پاک و جولانِ فکر و نظر   دو جوہر بود لازمِ یک دگر

پاک دل اور غور و فکر کی تیزی یہ دو باتیں لازم و ملزوم ہیں

چو صوفِ صفا در دل آویختند   مداد از سوادِ عیون ریختند

جب لوگ پاکیزگیٔ دل کا صوف دل کی دوات میں ڈال لیتے ہیں تو آنکھوں کی سیاہی کی روشنائی اُس میں ڈالتے ہیں

خدا آفریدت ز یک مشتِ خاک   خورت داد ناں تا نگردی ہلاک

خدا نے تجھے خاک کی ایک مُٹھی سے پیدا کیا اور خود ہی تجھے روٹی دی تا کہ تو ہلاک نہ ہو جائے

ہر حاجتت گشت حاجت روا   کشود از ترحم دو دستِ عطا

تیری ہر ضرورت کا وہ خود متکفّل ہوا اور رحم کر کے اپنی سخاوت کے ہاتھ تیرے لیے کھول دیئے

چہ پاداشِ جودش چنیں مے دہی   کہ در علم خود را نظیرش نہی

پھر اُس کی عطا کا بدلہ کیا تو یہی دے رہا ہے کہ علم میں خود اُس کا ہمسر بنا پھرتا ہے

چہ خود را برابر کنی با خدائے   تفو بر چنیں عقل و ادراک و رائے

کیا تو خدا کے ساتھ اپنے تئیں برابر سمجھتا ہے ایسی عقل سمجھ اور رائے پہ ہزار افسوس

خدا چوں دلے را بہ پستی فگند   بہ کوشش نیاریم کردن بلند

جب خدا کسی دل کو قعرِ ذلت میں گراتا ہے تو پھر ہم اُس کو اپنی کوشش سے بلند نہیں کر سکتے

بکوشیم و انجامِ کار آں بود
کہ آں خواہش ورائے یزداں بود

ہم تو صرف سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر نتیجہ وہی ہوتا ہے جو خدا کی مرضی اور رائے ہو

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۰۶ و ۲۰۸
مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

از نورِ پاکِ قرآں صبحِ صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ

قرآن کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہو گئی اور دلوں کے غنچوں پر بادِ صبا چلنے لگی

ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
وایں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ

ایسی روشنی اور چمک تو دوپہر کے سورج میں بھی نہیں اور ایسی کشش اور حُسن تو کسی چاندنی میں بھی نہیں

یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا
وایں یوسفے کہ تن ہا از چاہ بر کشیدہ

یوسف تو ایک کنوئیں کی تہ میں اکیلا گرا تھا مگر اس یوسف نے بہت سے لوگوں کو کنوئیں میں سے نکالا ہے

از مشرقِ معانی صدہا دقائق آورد
قدِ ہلالِ نازک زاں نازکی خمیدہ

مشرقِ حقائق سے یہ سینکڑوں حقائق اپنے ہمراہ لایا ہے۔ ہلالِ نازک کی کمر ان حقائق سے جھک گئی ہے

کیفیتِ علومش دانی چہ شان دارد
شہدیست آسمانی از وحیِ حق چکیدہ

تجھے کیا پتہ کہ اس کے علوم کی حقیقت کس شان کی ہے بلکہ وہ آسمانی شہد ہے جو خدا کی وحی سے ٹپکا ہے

آں نیّرِ صداقت چوں رو بعالم آورد
ہر بومِ شب پرستے در کنجِ خود خزیدہ

یہ سچائی کا سورج جب اس دنیا میں ظاہر ہوا تو رات کے پُجاری اُلّو اپنے کونوں میں بھاگ گئے

روئے یقیں نہ بیند ہرگز کسے بدنیا
الّا کسے کہ باشد بارویش آرمیدہ

دنیا میں کسی کو یقین کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ مگر اسی شخص کو جو اس کے منہ سے محبت رکھتا ہے

آنکس کہ عالمش شد شد مخزنِ معارف | واں بےخبر ز عالم کیں عالمے ندیدہ

جو اس کا عالم ہو گیا وہ خود معرفت کا خزانہ بن گیا اور جس نے اس عالم کو نہیں دیکھا اُسے دنیا کی کچھ خبر ہی نہیں

بارانِ فضلِ رحماں آمد بمقدمِ او | بدقسمت آنکہ از وے سوئے دگر دویدہ

رحمان کے فضل کی بارش ایسے شخص کی پیشوائی کو آتی ہے بدقسمت وہ ہے جو اسے چھوڑ کر دوسری طرف بھاگا

میلِ بدی نباشد الا رگے ز شیطاں | آں را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

بدی کی طرف رغبت ایک شیطانی رگ ہے میں تو اُسے بشر سمجھتا ہوں جو ہر شر سے نجات پائے

اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی | تو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریدہ

اے کانِ حُسن میں جانتا ہوں کہ تو کس سے تعلق رکھتی ہے تُو تو اُس خدا کا نور ہے جس نے یہ مخلوقات پیدا کی

میلم نماند باکس محبوبِ من توئی بس | زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بما رسیدہ

مجھے کسی سے تعلق نہ رہا اب تو ہی میرا محبوب ہے کیونکہ اُس خدائے فریاد رس کی طرف سے تیرا نور ہم کو پہنچا ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۷۴
مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

از وحیِ خدا صبحِ صداقت بدمیدہ | چشمیکہ ندید آں صحفِ پاک چہ دیدہ

خدا کی وحی سے صبحِ صداقت روشن ہو گئی جس آنکھ نے یہ صحفِ پاک نہیں دیکھے اُس نے کچھ بھی نہیں دیکھا

کاخِ دلِ ما شد زہماں نافہ معطّر | واں یار بیامد کہ ز ما بود رمیدہ

ہمارا دل اُس نافہ سے معطر ہے اور وہ یار جو ہم سے بھاگا ہوا تھا پھر آ گیا

آں دیدہ کہ نورے نگرفت ست ز فرقاں | حقا کہ ہمہ عمر ز کوری نہ رہیدہ

وہ آنکھ جس نے قرآن سے نور اخذ نہیں کیا خدا کی قسم وہ ساری عمر اندھے پن سے خلاصی نہ پائے گی

آں دل کہ جُدا زِ رُوئے گُلِ گلزارِ خدا جست ‖ سوگند تواں خورد کہ بویش نشمیدہ

وہ دل جس نے اُسے چھوڑ کر گل گلزار خدا ڈھونڈا۔ خدا کی قسم کہ اس شخص نے اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھی

با خور ندہم نسبتِ آں نور کہ بینم ‖ صد خور کہ بہ پیرامن او حلقہ کشیدہ

میں سورج سے اس نور کو تشبیہ نہیں دے سکتا کیونکہ دیکھتا ہوں کہ اس کے گرد سینکڑوں آفتاب حلقہ باندھے کھڑے ہیں

بے دولت و بدبخت کسانیکہ ازاں نور ‖ سر تافتہ از نخوت و پیوند بریدہ

وہ لوگ بدقسمت اور بدنصیب ہیں جنہوں نے اس نور سے تکبر کی وجہ سے رُوگردانی کی اور تعلق توڑ لیا

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

اے سرِ خود کشیدہ از فرقاں ‖ پا نہادہ بہ لجۂ طغیاں

اے وہ جس نے قرآن کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔ اور سرکشی کے گڑھے میں پاؤں رکھا ہے

بانگ کم کُن بہ پیشِ نورِ ہُدیٰ ‖ توبہ کُن از فسوس و بازیہا

نورِ ہدایت کے سامنے اتنی شیخی نہ مار۔ اور تمسخر اور کھیل سے توبہ کر

ایں چہ چشمے ست کور و سخت کبود ‖ کافتابے دروچو ذرّہ نمود

یہ آنکھ کیسی اندھی اور منحوس ہے۔ جس میں آفتاب ذرّہ کے برابر نظر آتا ہے

تانگیری کنارہ زیں رہ و خو ‖ ہست دُور از کنار کشتیٔ تو

جب تک تو اس طریقہ اور عادت کو نہیں چھوڑتا تب تک تیری کشتی کنارے سے دور رہے گی

با خدایت عناد و کیں تا چند ‖ خندہ و بازیت بدیں تا چند

کب تک تو اپنے خدا سے دشمنی اور کینہ رکھے گا اور دین سے تیری ہنسی ٹھٹھا کب تک جاری رہے گا

خویشتن را مکش بہ ترکِ حیا   بجائے گریہ مشو باستہزا

بے شرم بن کر اپنے آپ کو ہلاک نہ کر اور تمسخر کر کے تو رونے کا مقام نہ بن

مہرِ تاباں چو بر فلک رخشید   چوں توانی بخاک و خس پوشید

جب آسمان پر چمکتا ہوا سورج نکل آیا پھر تو کس طرح اسے مٹی اور گھاس سے چھپا سکتا ہے

شب تواں کرد صد فریب نہاں   لیک در روزِ روشن ایں نتواں

رات کے وقت تو سَو فریب چھپ سکتے ہیں۔ لیکن روز روشن میں ایسا ممکن نہیں

نورِ فرقاں نہ تافت است چناں   کو بماندے نہاں ز دیدہ وراں

قرآن کا نور ایسا نہیں چمکتا ہے کہ دیکھنے والوں کی نظر سے مخفی رہ سکے

آں چراغِ ہدیٰ ست دُنیا را   رہبر و رہنما ست دُنیا را

وہ تو تمام دنیا کے لیے ہدایت کا چراغ ہے اور جہان بھر کے لیے رہبر اور رہنما

رحمتے از خدا ست دُنیا را   نعمتے از سما ست دُنیا را

وہ خدا کی طرف سے دنیا کے لیے ایک رحمت ہے اور آسمان سے اہل جہان کے لیے ایک نعمت

مخزنِ رازہائے ربّانی   از خدا آلۂ خدا دانی

وہ خداوند کے اسرار کا خزانہ ہے۔ اور خدا کی طرف سے خداشناسی کا آلہ

برتر از پایۂ بشر بکمال   دستگیرِ قیاس و استدلال

وہ اپنے کمالات میں انسان کے مرتبہ سے بالاتر ہے اور قیاس اور استدلال کی دستگیری کرتا ہے

کار سازِ اتم بعلم و عمل   حجتش اعظم و اثرہ اکمل

وہ علم و عمل میں ہمارے لیے کامل کارساز ہے اُس کی دلیل پختہ اور اس کا اثر نہایت کامل ہے

ہر کہ بر عظمتش نظر بکشاد　　بے توقف خدایش آمد یاد

جو اس کی عظمت کو دیکھ لیتا ہے۔ اُسے فوراً خدا یاد آجاتا ہے

وانکہ از کبر و کیں ندید آں نور　　کور ماند وز نورِ حق مہجور!

اور جو تکبر اور دشمنی سے اُس روشنی کو نہیں دیکھتا۔ وہ اندھا اور خدا کے نُور سے دور رہتا ہے

وہ چہ دارد ازاں یگاں اسرار　　دل و جانم فدائے آں اسرار

واہ واہ اس خدا کی طرف سے اُس کے پاس کیسے کیسے اسرار ہیں میرے جان و دل اُن اسرار پر قربان ہوں

پر ز نورِ جلالِ حضرتِ پاک　　خورِ تاباں ز اوجِ حق بر خاک

وہ اُس پاک ذات کے جلالی انوار سے پُر ہے چمکدار سورج بھی اس کے سامنے خاک ہے

وہ چہ دارد خزائنِ اسرار　　دل و جانم فدائے آں انوار

مرحبا وہ کیا کیا خزانے اسرارِ الہی کے رکھتا ہے میرے جان و دل ان انوار پر قربان ہوں

ہست آئینہ بہرِ روئے خُدا　　عالمے را کشید سُوئے خُدا

قرآن خدا کے چہرہ کا آئینہ ہے اور اس نے ایک جہان کو خدا کی طرف کھینچا ہے

بے زباناں ازو فصیح شدند　　زشت رویاں ازو صبیح شدند

گونگے اس کی وجہ سے فصیح بن گئے اور بدشکل آدمی اس کے سبب سے خوبصورت ہو گئے

میوہ از روضۂ فنا خوردند　　واز خود و آرزوئے خود مردند

انھوں نے باغِ فنا کا پھل کھایا اور اپنی نفسانیت اور خواہشات کی طرف سے مرگئے

دستِ غیبے کشید دامنِ دل　　پا بر آورد جذبِ یار زِ گِل!

ایک غیبی ہاتھ نے ان کے دل کا دامن کھینچا اور یار کی کشش نے دلدل سے ان کا پیر نکال لیا

بود آں جذبۂ کلامِ خدا | کہ دلِ شاں ربود از دنیا

یہ کلامِ الٰہی کی کشش ہی تو تھی جس نے اُن کے دلوں کو دنیا کی طرف سے ہٹا دیا

سینۂ شاں زغیرِ حق پرداخت | واز مئے عشقِ آں یگاں پُرساخت

اُن کے سینہ کو غیر اللہ سے خالی کر دیا۔ اور اُس یگانہ کی محبت کی شراب سے بھر دیا

چوں شد آں نورِ پاک شاملِ شاں | تافت از پردہ بدرِ کاملِ شاں

جب وہ پاک نُور ان میں رچ گیا۔ تو پردہ میں سے بدرِ کامل چمکا

دُور شد ہر حجابِ ظلمانی | شد سراسر وجودِ نورانی

وہ ظلمت کے حجابوں سے دور ہو گیا اور سراسر نورانی وجود بن گیا

خاطرِ شاں بجذبِ پنہانی | کرد مائل بہ عشقِ ربّانی

اُن کے دل کو ایک مخفی کشش سے خدا کے عشق کی طرف مائل کر دیا

آنچناں عشق تیز مرکب راند | کہ ازاں مُشتِ خاک ہیچ نماند

عشق نے اتنا تیز گھوڑا دوڑایا کہ اس مشتِ خاک کا کچھ بھی باقی نہ رہا

نے خودی ماند نے ہوا و ہوس | اوفتادہ بخاک وخوں سرِ کس

نہ خودی رہی نہ حرص و ہوا ہی رہی۔ گویا کسی کا سر خاک اور خون میں پڑا ہو

عاشقانِ جلالِ روئے خدا | طالبانِ زلالِ جوئے خدا

وہ خدا کے جلال کے عاشق ہیں۔ اور خدا کی نہر کے مصفّٰی پانی کے طالب

پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے | کشت وز ایشاں نخاست آوازے

عشق سے بھر گئے اور ہر لالچ سے خالی ہو گئے۔ عشق نے ان کو قتل کر دیا اور اُن کی آواز بھی نہ نکلی

پاک گشتہ ز لوثِ ہستیِ خویش | رستہ از بندِ خود پرستیِ خویش

اپنے وجود کی آلودگی سے پاک ہو گئے اور اپنی خود پرستی کی قید سے آزاد

آں چناں یار در کمند انداخت | کہ ندانند با دگر پرداخت

یار نے ان کو اس طرح اپنی کمند میں جکڑ لیا کہ اور کسی سے اُن کا تعلق نہیں رہا

قدمِ خود زدہ براہِ عدم! | گم بیادش ز فرق تا بقدم!

نیستی کی راہ پر چل پڑے اور خدا کی یاد میں سر سے پیر تک غرق ہو گئے

ذکرِ دلبر غذائے نغزِ حیات | حاصلِ روزگار و مغزِ حیات

محبوب کا ذکر اُن کی زندگی کی لطیف غذا ہے یہی اُن کی زندگی کا مقصود اور حیات کا خلاصہ ہے

سوختہ ہر غرض بجز دلدار | دوختہ چشمِ خود ز غیرِ نگار

سوائے دلدار کے انھوں نے ہر غرض کو جلا ڈالا اور محبوب کے سوا ہر طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں

دل و جاں بر رُخے فدا کردہ | وصلِ او اصلِ مدّعا کردہ

ایک ہی صورت پر اپنا دل و جان تصدق کر دیا اور اُسی کے وصل کو اپنا اصلی مقصد بنا لیا

مُردہ و خویشتن فنا کردہ | عشق جوشیدہ و کارہا کردہ

مر گئے اور اپنے تئیں فنا کر دیا۔ عشق جوش میں آیا اور اس نے بڑے بڑے کام کئے

از دیارِ خودی شدند جُدا | سیلِ پُر زور بود و برد از جا

خودی کے مقام سے جدا ہو گئے۔ محبت کی رَو زور کی تھی۔ بہا کر لے گئی

لاجرم یافتند نورِ خُدا | چوں خودی رفت شد ظہورِ خدا

نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے خدا کے نور کو پا لیا۔ جب خودی چلی گئی تو خدا ظاہر ہو گیا

تن چو فرسود دلستاں آمد   دل چو از دوست رفت جاں آمد

جب جسم کمزور ہوگیا تو محبوب آگیا جب دل ہاتھ سے نکل گیا تو جان یعنی محبوب مِل گیا

عشقِ دلبر بروئے شاں بارید   ابرِ رحمت بکوئے شاں بارید

دلبر کی محبت ان کے چہرے پر ظاہر ہوگئی۔ اور رحمت کا ابر اُن کے گلی کوچوں میں برسا

ہست ایں قومِ پاک را جاہے   کہ ندارد جہاں بدو راہے

اِس پاک قوم کی وہ عزت ہے کہ ساری دنیا بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی

دست بہرِ دُعا چو بردارند   موردِ فیض ہائے دادارند

جب وہ دُعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ تو خدائی فیوض کے مورد بن جاتے ہیں

کشفِ رازے گر از خدا خواہند   ملہم از حضرتِ شہنشاہ اند

اگر خدا سے کسی راز کا کشف چاہتے ہیں۔ تو حضورِ خداوندی سے الہام کیے جاتے ہیں

کس بسرِ وقتِ شاں ندارد راہ   کہ نہاں اند در قباب اللہ

کوئی ان کے حال پر واقفیت نہیں پاتا۔ کیونکہ وہ اللہ کے گنبدوں میں مخفی ہیں

گر نماید خدا یکے زاناں   برکابش دوند سلطاناں

اگر خدا تعالیٰ ان میں سے کسی کو ظاہر کردے تو اس کے جلو میں بادشاہ دوڑتے ہوئے چلیں

ایں ہمہ عاشقانِ آں یکتا   نور یابند از کلامِ خدا

یہ سب خدائے لاشریک کے عاشق خدا کے کلام سے ہی نور حاصل کرتے ہیں

گرچہ ہستند از جہاں پنہاں   باز گہ گہ ہمے شوند عیاں

اگرچہ عموماً دُنیا سے پوشیدہ ہیں۔ تاہم کبھی کبھی ظاہر بھی ہو جاتے ہیں

ہمچو خورشید و مہ بروں آیند | غیر را چہرہ نیز بنمایند

سورج اور چاند کی طرح باہر نکلتے ہیں۔ اور غیروں کو بھی اپنا چہرہ دکھا دیتے ہیں

بالخصوص آں زماں کہ بادِ خزاں | باغِ مہر و وفا کند ویراں

خاص کر اُس وقت کہ موسمِ خزاں کی ہوا۔ محبت اور وفا کے باغ کو ویران کر دے

دل بہ بندد جہاں بدارِ فنا | لب کشاید بمدحتِ دُنیا

اہلِ جہاں دنیائے فانی سے دل لگا لیں اور اس کی تعریفیں کرنے لگیں

جیفہ را کنند مدح و ثنا | واز خداوندِ جُود استغنا

ایک سڑی ہوئی لاش کی تو مدح و ثنا کریں مگر خدائے کریم کی طرف سے لاپروائی برتیں

عاشقِ زر شوند و دولت و جاہ | سرد گردد محبتِ آں شاہ

مال و دولت اور عزت و جاہ کے عاشق بن جائیں اور اُس بادشاہ کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے

شوکت و شانِ ایں سرائے زوال | خوش نماید بدیدۂ جُہّال

اس سرائے فانی کی شان و شوکت بیوقوفوں کی نظر میں اچھی لگنے لگے

بر زبانہا شود مقامِ خدا | اندروں پُر شود ز حرص و ہوا

صرف زبانوں پر خدا کا ذکر رہ جائے اور اُن کا اندرونہ حرص و ہوا سے بھر جائے

اندریں روزہائے چوں شبِ تار | دست گیرد عنایتِ دادار

ایسے دنوں میں جو اندھیری رات کی طرح ہوتے ہیں خدائے عادل کی مہربانی لوگوں کا ہاتھ پکڑتی ہے

مے فرستد بخلق صاحبِ نور | تا شود تیرگی ز نورش دُور

وہ خلقت کی طرف ایک نُورانی وجود بھیجتا ہے تا کہ اس کے نور سے اندھیرا دُور ہو

تا ز شور و فغانِ عاشقِ زار | خلق گردد ز خوابِ خود بیدار

تا کہ اس عاشقِ زار کے شور و فغاں سے مخلوق اپنی نیند سے جاگ اُٹھے

تا شناسند مردماں رہِ راست | تا بدانند منکراں کہ خداست

تا کہ لوگ سیدھے راستے کو پہچانیں۔ اور منکر جان لیں کہ خُدا موجود ہے

ایں چنیں کس چو رو نہد بہ جہاں | بر جہاں عظمتش کند عیاں!

ایسا شخص جب دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ تو خُدا اس کی عظمت کو جہان پر ظاہر کر دیتا ہے

چوں بیاید بہار باز آید | موسمِ لالہ زار باز آید

جب وہ آتا ہے تو موسم بہار پھر آ جاتا ہے اور گلزار کا موسم لوٹ آتا ہے

وقتِ دیدارِ یار باز آید | بے دلاں را قرار باز آید

یار کے دیدار کا وقت لوٹ آتا ہے۔ اور عاشقوں کو قرار آ جاتا ہے

ماہِ روئے نگار باز آید | خور بہ نصف النہار باز آید

معشوق کا چاند سا چہرہ نظر آنے لگتا ہے اور سُورج نصف النہار پر واپس آ جاتا ہے

باز خندد بناز لالہ و گُل | باز خیزد ز بلبلاں غلغل

لالہ اور گلاب پھر ہنسنے لگتے ہیں۔ اور بُلبلیں پھر چہچہانے لگتی ہیں

دستِ غیبش بپرورد ز کرم | صبحِ صدقش کند ظہورِ اتم

خدا کا غیبی ہاتھ مہربانی سے پرورش کرتا ہے اور اس کی سچائی کی صبح کامل طور پر ظاہر ہوتی ہے

نورِ الہام ہمچو بادِ صبا | نزدش آرد ز غیب خوشبوہا

الہام کا نور بادِ صبا کی طرح غیب سے اس کے پاس خوشبوئیں لاتا ہے

مے شود ملہم از امورِ نہاں	زاں سرائر کہ خاصۂ یزداں

وہ مخفی باتوں کا ملہم ہو جاتا ہے یعنی ان رازوں کا جو صرف خدا کا خاصّہ ہیں

تا نماید عیاں حقیقتِ کار	تا زند سنگ بر سرِ انکار

تا کہ اصل حقیقت کو نمایاں کر کے دکھا دے اور تا کہ منکروں کو ہلاک کر دے

ہمچنیں آں کریم و پاک و قدیر	مے کند روشنش چو مہرِ منیر

اس طرح وہ کریم پاک اور قادر خدا اس شخص کو روشن آفتاب کی طرح منوّر کر دیتا ہے

دیدہا مے کند بدو بینا	گوش ہا مے کند بدو شنوا

مخلوق کی آنکھوں کو اس وجہ سے بینا بناتا ہے اور ان کے کانوں کو اس کے ذریعہ شنوا کر دیتا ہے

ھر کہ آید بدو بصدق و صفا	یابد از وے شفا بحکمِ خدا

جو شخص اس کے پاس صدق و صفا کے ساتھ آتا ہے وہ خدا کے حکم سے شفا پاتا ہے

گفت پیغمبرِ ستودہ صفات	از خدائے علیم مخفیّات

ستودہ صفات پیغمبر نے۔ غیب داں علیم خدا سے علم پاکر کہا ہے

بر سرِ ہر صدی بروں آید	آنکہ ایں کار را ہمے شاید

کہ ہر صدی کے سر پر ایسا شخص ظاہر ہوتا ہے جو اس کام کے لائق ہوتا ہے

تا شود پاک ملّت از بدعات	تا بیابند خلق زو برکات

تا کہ مذہب بدعات سے پاک ہو جائے۔ اور مخلوق اس سے برکتیں حاصل کرے

الغرض ذاتِ اولیائے کرام	ہست مخصوصِ ملّتِ اسلام

خلاصۂ کلام یہ کہ اولیائے کرام کی ذات مذہب اسلام کے ساتھ مخصوص ہے

ایں مگو کیں گزاف و لغو و خطاست	تو طلب کن ثبوت آں بر ماست

تُو یہ نہ کہہ کہ یہ بات بیہودہ، لغو اور غلط ہے تو مطالبہ کر اس کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے

اے یکے ذرّۂ ذلیل و خوار	چہ شود عاجز از تو آں دادار

اے شخص ایک ذلیل و خوار ذرّے کی طرح ہے تیرے مقابل پر وہ خدا کس طرح عاجز ہو سکتا ہے

ہمہ ایں راست ست لافے نیست	امتحاں کُن گر اعترافے نیست

یہ سب سچ ہے مبالغہ نہیں ہے۔ اگر تجھے یقین نہیں تو امتحان کر لے

وعدۂ کج بطالباں ندھم	کاذبم گر ازو نشاں ندھم

میں طالبوں سے غلط وعدہ نہیں کرتا اگر اس کا پتہ نہ بتاؤں تو جھوٹا ہوں

من خود از بہرِ ایں نشاں زادم	دیگر اندر غمے دل آزادم

میں خود اس نشان کو پورا کرنے کو پیدا ہوا ہوں۔ دوسرے تمام غموں اور فکروں سے آزاد ہوں

ایں سعادت چو بود قسمتِ ما	رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما

چونکہ یہ سعادت ہماری قسمت میں تھی۔ اس لیے رفتہ رفتہ ہماری باری آ گئی

نعرہ ہا مے زنم بر آبِ زُلال	ہمچو مادر دواں پئے اطفال

میں مصفّی پانی کے چشمے پر کھڑا پکار رہا ہوں جس طرح ماں اپنے بچوں کے پیچھے دوڑتی ہو

تا مگر تشنگانِ بادیہ ہا	گِردم آیند زیں فغان و صلا

تاکہ شاید جنگل کے پیاسے اس شور و پکار سے میرے پاس آ جائیں

لیک شرط است عجز و صدق و صفا	آمدن با نیاز و خوفِ خُدا

لیکن عاجزی اور صدق و صفا شرط ہے نیز انکسار اور خوفِ خُدا کے ساتھ آنا

جستن از غربت و تذلّلِ دل	و از خلوص و اطاعتِ کامل

غریبی اور دلی خاکساری کے ساتھ ڈھونڈنا، نیز اخلاص اور کامل اطاعت کے ساتھ تلاش کرنا

گر کنوں ہم کسے بتابد سر	ق گیرد از راہِ عدل راہِ دگر

اور اگر اب بھی کوئی رُوگردانی کرتا ہے اور انصاف کا راستہ چھوڑ کر غلط راہ اختیار کرتا ہے

نے زِ ما پرسد و نہ خود داند	ق نے زکیں روئے خود بگرداند

اور نہ ہم سے پوچھے اور نہ آپ جانے اور نہ کینہ وری ترک کرے

آں نہ انسان کہ کرمکِ دون است	راندہٗ بارگاہِ بے چون است

تو وہ انسان نہیں بلکہ ذلیل کیڑا ہے۔ اور خدا کے دربار سے راندہ ہوا ہے

سروکارے بحق نمے دارد	لاجرم لعنتش بروبارد

اُسے خدا سے کچھ سروکار نہیں اس لیے ضرور ہے کہ خُدا کی لعنت اُس پر برسے

حجّتِ مومناں براوست تمام	کارِ ما پختہ عُذرِ او ہمہ خام

مومنوں کی حجّت اُس پر تمام ہوگئی، ہماری بات مضبوط اور اُس کا سارا عُذر کمزور ہوگیا

ایھا الجامحون فی الشّھوات	"اکثروا ذکر ھادم اللذات"[1]

اے نفسانی خواہشوں پر بِل پڑنے والو موت کو جو لذتوں کو تباہ کر دیتی ہے اکثر یاد کیا کرو

رفتنی است ایں مقامِ فنا	دل چہ بندی دریں دو روزہ سرا

یہ فانی مقام گذر جانے والا ہے دو دن رہنے والی سرائے سے اپنا دل کیا لگاتا ہے

عمرِ اوّل ببیں کجا رفت است	رفت و بنگر نہ تو چہ ہا رفت است

اپنی پہلی عمر کو دیکھ کہ کہاں چلی گئی وہ تو ضائع ہوگئی مگر دیکھ تیرے پاس سے کیا کیا چلا گیا۔

---

[1] حدیث قدسی ہے۔

پارۂ عمر رفت در خوردی | پارۂ را بسر کشی بُردی

عمر کا ایک حصہ تو بچپن میں گذر گیا۔ اور ایک حصہ تو نے سرکشی میں ضائع کر دیا

تازہ رفت و بماند پس خوردہ | دشمناں شاد و یار آزردہ

عمدہ حصے چلے گئے اب پس خوردہ باقی رہ گیا۔ دشمن خوش ہیں اور دوست غمگین ہیں

صد چو تو میجے بخورد زمیں | سر ہنوزت بہ آسماں از کیں

تیری طرح کے سینکڑوں متکبّروں کو زمین کھا گئی۔ مگر ابھی تیرا سر دشمنی کی وجہ سے آسمان پر ہے

بشنو از وضعِ عالمِ گذراں | چوں کند از زبانِ حال بیاں

اس گذر جانے والے جہاں کی روش سے یہ بات سُن کہ کس طرح وہ زبانِ حال سے بیان کرتا ہے

کیں جہاں با کسے وفا نہ کند | نہ کند صبر تا جدا نہ کند

کہ یہ جہان کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتا اور جب تک اپنے سے جدا نہ کر لے اُسے صبر نہیں آتا

گر بود گوش بشنوی صد آہ | از دلِ مُردۂ درون تباہ

اگر تیرے کان ہوں تو سینکڑوں آہیں سنے گا۔ اس مُردہ دلی سے جس کا اندرونہ تباہ ہو چکا ہے

کہ چرا رو بتافتم ز خُدا | دل نہادم در آنچہ گشت جُدا

کہ میں نے کیوں خدا سے منہ موڑا۔ اور اس چیز سے دل لگایا جو مجھ سے جدا ہو گئی

قدرِ ایں رہ بپرس از اموات | اے بسا گور پُر از حسرات

اس رستے کی قدر مُردوں سے پوچھ بہت سی قبریں ہیں جو حسرتوں سے بھری پڑی ہیں

بجاے آں ہست کز چنیں جائے | از تورع برون نہی پائے

مناسب یہی ہے کہ تو ایسی جگہ سے تقوےٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ کوچ کر جائے

ہر چہ اندازدت ز یار جدا ۔۔۔ باش زانجملہ کار و بار جدا

تجھے جو چیزیں یار سے الگ کرتی ہیں۔ تو اُن سب سے علیحدہ ہو جا

آخر اے خیرہ سرکشی تا چند ۔۔۔ کس ز دلدار بگسلد پیوند

آخر اے بدکردار! تو کب تک سرکشی کرے گا۔ کیا کوئی دلدار سے بھی تعلق توڑا کرتا ہے؟

روئے دل را بتاب از اغیار ۔۔۔ باش ہر دم بجستجوئے نگار

غیروں کی طرف سے اپنا دل پھیر لے۔ اور ہر دم محبوب کی تلاش میں رہ

رو بدو کن کہ رو رخِ یار ست ۔۔۔ ہمہ رو ہا فدائے دلدار ست

اُسی کی طرف اپنا منہ کر کیونکہ محبوب کا چہرہ ہی قابلِ دید ہے اور سب چہرے اس دلدار پر قربان ہیں

تو برو آ ز خود لقا این ست ۔۔۔ تو درو محو شو بقا این ست

تو اپنی خودی سے باہر آ کہ یہی لقا ہے اور اُس میں محو ہو جا کہ یہی بقا ہے

ہر کہ غافل ز ذات بیچون ست ۔۔۔ اُو نہ دانا کہ سخت مجنون ست

جو اُس بے مثل ذات سے غافل ہے وہ عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے

تا کجے رو بتابی از رخِ دوست ۔۔۔ دیگرے را نشاں دہی کہ چو اوست

تو کب تک دوست سے روگردان رہے گا۔ کسی اور کا پتہ بتا جو اُس جیسا ہو

در دو عالم نظیرِ یار کجا! ۔۔۔ عاشقاں را بغیر کار کجا

دونوں جہان میں یار کی نظیر نہیں ملتی ۔ اُس کے عاشقوں کو غیر سے کیا کام

چو بدل آتشے ز عشق افروخت ۔۔۔ دلستاں ماند و غیر او ہمہ سوخت

جب دل میں عشق کی آگ بھڑکی تو محبوب رہ گیا اور اُس کے سوا سب کچھ جل گیا

لیکن اینست بخششِ یزداں　　تا نہ بخشند یافتن نتواں

لیکن یہ خدا کی بخشش ہے جب تک اُدھر سے مہربانی نہ ہو اپنی کوشش سے یہ بات نہیں ملتی

آں کساں را عطا شود ز خُدا　　کز کمندِ خودی نشوند رہا

یہ انعام خدا کی طرف سے اُن لوگوں کو عطا ہوتا ہے، جو خودی کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں

نیز بہ حکمِ کلامِ حق بروند　　وز فرامینِ او بدر نشوند

خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلتے ہیں اور اُس کے فرمانوں سے باہر نہیں ہوتے

دیگرے را کجے دہند ایں جا　　ور دہندش ثبوتِ آں بنما

اور لوگوں کو یہ مقام نہیں ملتا ، اگر ملتا ہے تو ثبوت پیش کر

غیر را آں وفا و مہر کجا　　زہدِ خشک است غایت عقلا

غیر میں وہ وفا اور محبت کہاں ہو سکتی ہے عقلمندوں کا انتہائی مقام زہدِ خشک ہے

عاقلانے کہ بر خرد نازند　　بے خبر از حقیقت و راز اند

وہ عقلمند جو اپنی عقل پر نازاں ہیں در اصل وہ حقیقت اور (خدائی) رازوں سے بے خبر ہیں

ہمچو گورے سپید کردہ بروں　　اندروں پُر ز خُبثِ گونا گوں

انھوں نے قبروں کی طرح اپنے ظاہر کو سفید کر رکھا ہے اور باطن طرح طرح کی گندگیوں سے بھرا ہوا ہے

مر خدا را چو سنگ دادہ قرار　　عاجز از نطق و ساکت از گفتار

خدا تعالیٰ کو ایک پتھر کی طرح سمجھ رکھا ہے. جو بولنے سے عاجز اور گفتار سے محروم ہے

آں خدائے کہ حیّ و قیوم ست　　نزدِ شاں یک وجودِ موہوم است

وہ خدا جو حیّ و قیوم ہے ۔ اُن کے نزدیک ایک وہمی وجود ہے

آں حفیظ و قدیر و ربِّ عباد | نزدِ شاں اوفتادہ ہمچو جماد

وہ حفیظ و قدیر اور بندوں کا ربّ۔ اُن کے نزدیک جمادات کی طرح بے جان پڑا ہے

خود پسنداں بعقلِ خویش اسیر | فارغ از حضرتِ علیم و قدیر

خود پسند اور اپنی عقل کے اسیر ہیں اور خدائے علیم و قدیر سے بیگانہ ہیں

آنکہ خود بین و معجب اُفتاد است | حضرتِ اقدسش کجا یاد است

وہ شخص جو خود پسند اور متکبّر ہے خدائے پاک اُسے کہاں یاد ہے

خوئے عُشاق عجز ہست و نیاز | نشنیدیم عشق و کبر انباز

عاشقوں کی عادت تو عجز و نیاز ہے ہم نے کبھی عشق اور تکبّر کو ساتھ ساتھ نہیں پایا

گر بجوئی سوارِ ایں رہ راست | اندر آنجا بجو کہ گرد بخاست

اگر تو اس سیدھے راستے کے سوار کی تلاش میں ہے۔ تو وہاں ڈھونڈھ جہاں گرد اُڑ رہی ہے

اندر آنجا بجو کہ زور نماند | خود نمائی و کبر و شور نماند

اسے ایسی جگہ ڈھونڈھ جہاں زور نہیں رہا۔ شیخی نہیں رہی تکبّر اور شور نہیں رہا

فانیاں را جہانیاں نرسند | جانیاں را زبانیاں نرسند

اس دنیا کے لوگ فانی لوگوں کو نہیں پہنچ سکتے اور زبانی مدعی سچے عاشقوں کو نہیں پہنچ سکتے

خلق و عالم ہمہ بشور و شر اند | عشق بازاں بعالمِ دگر اند

تمام خلق اور جہاں شور و شر میں مبتلا ہے۔ لیکن عاشق ایک اور ہی عالم میں ہیں

تا نہ کارِ دلت بجاں برسد | چوں پیامت ز دلستاں برسد

جب تک تیرے دل کی حالت موت کی حد تک نہ پہنچ جائے تب تک اس دلبر کا پیغام تجھ تک کیونکر پہنچے گا

تا نہ از خودروی جدا گردی ق تا نہ قربانِ آشنا گردی!

جب تک تو خودروی سے الگ نہ ہو۔ اور جب تک تو دوست پر فدا نہ ہو

تا نیائی ز نفسِ خود بیروں ق تا نہ گردی برائے او مجنوں!

جب تک اپنی نفسانیت نہ چھوڑے اور جب تک خدا کے لیے دیوانہ نہ ہو جائے

تا نہ خاکت شود بسانِ غبار ق تا نہ گردد غبارِ تو خوں بار

جب تک تیری خاک غبار کی طرح نہ ہو جائے اور جب تک تیرے غبار سے خون نہ ٹپکنے لگے

تا نہ خونت چکد برائے کسے ق تا نہ جانت شود فدائے کسے

جب تک تیرا خون کسی کے لیے نہ بہے اور جب تک تیری جان کسی پر قربان نہ ہو

چوں دہندت بکوئے جاناں راہ خود کُن از راہِ صدق و سوز نگاہ

اس وقت تک تجھے کس طرح کوئے جاناں میں راستہ دیں گے تو آپ ہی صدق و سوز سے غور کرلے

نیست ایں عقل مرکبِ آں راہ ہوش کُن ہوش کُن!! مشو گمراہ

یہ عقل تو اس راستے کی سواری نہیں ہے۔ ہوش کر۔ ہوش کر۔ گمراہ نہ ہو

اصلِ طاعت بود فنائے ہوا تو کجا و طریقِ عشق کجا

فرمانبرداری کی اصلیت یہ ہے کہ اپنی خواہش جاتی رہے پس تو کہاں اور عشق کا راستہ کہاں

تو نشستہ بکبر از اصرار! کردہ ایماں فدائے استکبار

تُو تو (خدا سے) متکبر ہو کر بیٹھا ہے اور اپنے ایمان کو تکبر پر قربان کردیا ہے

ایں چہ عقل تو ایں چہ دانش و رائے کہ کنی ہمسری باں یکتائے

یہ تیری عقل دانش اور سمجھ کیسی ہے کہ تو اس یکتا خدا کی ہمسری کرتا ہے

ایں چہ اُستادِ ناقصت آموخت	ایں چہ قہرِ خدا دو چشمت دوخت

تیرے نامعقول اُستاد نے یہ تجھے کیا سکھایا ہے اور خدا کے قہر نے تیری دونوں آنکھیں کیونکر سی دی ہیں

ایں چہ از فکرِ خود خطا خوردی!	اوّل الدّن دُردے آوردی

اپنی عقل کی وجہ سے تو نے یہ کیا غلطی کی ہے تو نے تو شراب کے مٹکے میں سے پہلا جام ہی تلچھٹ کا نکالا

چوں شود عقلِ ناقصت چو خدا	خاک زادے چساں پرد بہ سما

تیری ناقص عقل خدا کے برابر کس طرح ہو سکتی ہے ایک خاکی وجود اُڑ کر آسمان تک کیونکر پہنچ سکتا ہے

آنچہ صد سہو و صد خطا دارد	علمِ آں پاک از کجا آرد

عقل جو خود صد ہا سہو و خطا میں مبتلا ہے وہ اس خدائے پاک کا علم کہاں سے لائے

سہو کن را ثنا کنی ھیہات	ایں چہ سہو و خطا کنی ھیہات

افسوس کہ تو بھولنے والی عقل کی تعریف کرتا ہے یہ کیا سہو اور خطا کر رہا ہے تجھ پر افسوس

آنچہ لغزد بہر قدم صد بار	چوں زِ دریا رساندت بکنار

جو ہر قدم پر سَو سَو دفعہ لغزش کھاتی ہے وہ تجھے دریا میں سے کنارہ تک کیونکر پہنچا سکتی ہے

ایں سراب است سوئے آں مشتاب	مے نماید زِ دُور چشمۂ آب

یہ (عقل) تو سراب ہے اس کی طرف جانے میں جلدی نہ کر جو دور سے پانی کا چشمہ نظر آتی ہے

کشتیٔ تو شکستہ است و خراب	باز افتادہ در نکبِ گرداب

تیری کشتی شکستہ اور خراب ہے پھر بھنور کے چکر میں بھی پڑ گئی ہے

ناز کم کن بریں چنیں کشتی	کم خرام اے دَنی بدیں زشتی

ایسی کشتی پر فخر نہ کر۔ اے ذلیل انسان اس بد صورتی کے باوجود مٹک کر نہ چل

نرسی تا یقین ز راہِ قیاس
ہمہ بر ظن و وہم ہست اساس

قیاس کی راہ سے تو یقین تک نہیں پہنچے گا اُس کی تو سب بنیاد شک اور وہم پر ہے

گر ز فکر و نظر گداز شوی
ایں نہ ممکن کہ اہلِ راز شوی

اگر غور و فکر کرتے کرتے تو پگھل بھی جائے تب بھی ناممکن ہے کہ صاحبِ اسرار ہو جائے

گر دو صد جانِ تو ز تن برود
ایں نہ ممکن کہ شکّ و ظن برود

اگر تیرے بدن میں سے دو سو جانیں بھی نکل جائیں تب بھی ممکن نہیں کہ شک اور ظن دُور ہو

ہست داروئے دل کلامِ خُدا
کَے شوی مست جز بجامِ خُدا

دلی تسکین کا علاج تو خدا کا کلام ہے خدا کے جام کے سوا تو مست کب ہو سکتا ہے

ہست بر غیر راہِ آں بستہ
ہمہ ابوابِ آسماں بستہ

اُس کا راستہ غیر کے لیے مسدود ہے اور آسمان کے سارے دروازے (غیر کے واسطے) بند ہیں

تا نشد مشعلے ز غیب پدید
از شبِ تارِ جہل کس نہ رہید

جب تک غیب سے کوئی مشعل پیدا نہ ہو تب تک جہالت کی اندھیری رات سے کوئی رہائی نہیں پاتا

باید اینجا ز کبر ہا دُوری
تو بعقل و قیاس مغروری

اس جگہ تو تکبر سے بچنا چاہیئے۔ مگر تو عقل اور قیاس پر مغرور ہے

ایں چہ غفلت کہ خوش بدیں کیشی
وز خدا ہیچ گہ نیندیشی

یہ کیسی غفلت ہے کہ تو اپنے اس طریق پر خوش ہے اور کسی وقت بھی خدا سے نہیں ڈرتا

رَو طلب کُن وصالِ یار ز یار
تکیہ بر زورِ خود مکن زنہار

جا۔ اور یار سے ہی اُس کا وصل طلب کر اور ہرگز اپنی طاقت پر بھروسہ نہ کر

تا نہ گردد نگوں سرت بہ نیاز	پردہ از نفس تو نگردد باز

جب تک نیاز کے ساتھ تیرا سر نیچا نہ ہو گا تب تک تیرے نفس کے حجاب دور نہ ہوں گے

تا نہ ریزد ترا ہمہ پرو بال	اندریں جا پریدن است محال

جب تک تیرے سارے پرو بال نہ جھڑ جائیں گے تب تک اس جگہ پرواز کرنا ناممکن ہے

ناتوانی ست قوّتِ اینجا	ایں چنیں قوّتے بیار و بیا

ناتوانی اس جگہ کی طاقت ہے۔ پس ایسی قوت پیدا کر اور آجا

پردہ نیست بر رُخِ دلدار	تو ز خود پردہ خودی بردار

دلدار کے منہ پر کوئی نقاب نہیں تو اپنے اوپر سے انانیت کا پردہ اُٹھا دے

ہر کہ را دولتِ ازل شد یار	کارِ او شد تذلّل اندر کار

ازلی خوش قسمتی جس شخص کی مددگار ہو جاتی ہے تو اس کا کام اپنے معاملہ میں خاکساری ہو جاتا ہے

آں در آمد بہ حضرتِ بے چوں	کہ شد از تنگنائے کبر بروں

وہی شخص بے مثل خدا کی حضوری میں آجاتا ہے جو تکبر کے تنگ کوچہ سے باہر نکل جاتا ہے

حق شناسی زِ خود روی ناید	خود روی خود روی بیفزاید

خود روی سے حق شناسی حاصل نہیں ہوتی بلکہ خود روی تو خود روی کو ہی زیادہ کرتی ہے

از خودی حالِ خود خراب مکُن	شب پری کارِ آفتاب مکُن

خودی سے اپنا حال تباہ نہ کر۔ تُو تو چمگادڑ ہے۔ آفتاب کا کام اختیار نہ کر

تا بشر پُر بود باستکبار	اندرونش تہی بود ز یار

جب تک بشر تکبر سے بھرا ہوتا ہے اس کا دل یار سے خالی ہوتا ہے

چوں رسد عجزِ کس بحدِّ تمام شورشِ عشق را رسد ہنگام

جس کسی کا انکسار پورے کمال تک پہنچ جاتا ہے اُس وقت عشق کی شورش کا وقت آپہنچتا ہے

ایکہ چشمت زِ کبر پوشیدہ چہ کنم تا کشایدت دیدہ

اے وہ شخص کہ تیری آنکھ پر تکبّر نے پردہ ڈال رکھا ہے میں کیا کروں کہ تیری آنکھ کھل جائے

گر ترا در دل ست صدقِ طلب خود رویہا مکن ز ترکِ ادب

اگر تیرے دل میں سچی طلب ہے تو بے ادبی سے خود روی نہ کر

رازِ راہِ خدا بجو ز خُدا تو نہ چوں خُدا بجائے خود آ

خدا کے راستے کا بھید خدا سے ہی طلب کر جب تو خدا نہیں ہے تو اپنی جگہ پر آجا

بندہ گانیم بندہ را باید کہ کند ہر چہ خواجہ فرماید

ہم تو بندے ہیں اور بندہ کو مناسب ہے کہ جو کچھ آقا فرمائے وُہ کرے

منصبِ بندہ نیست خود رائی خود نشستن بکار فرمائی

بندہ کا منصب خود رائی کرنا نہیں اور نہ آپ ہی حکومت کرنے بیٹھ جانا ہے

ہر کہ بر وفقِ حکم مشغول است بر سرِ اجرت است و مقبول است

جو شخص حکم پورا کرنے میں مصروف ہے اسی کو مزدوری ملے گی اور وہی مقبول ہے

وانکہ بے حکم خود تراشد کار مزد واجب نمے شود زنہار

اور جو شخص بغیر حکم کے خود سے کام کرتا ہے اُس کی مزدوری کبھی واجب نہیں ہوتی

ما ضعیفیم و اوفتادہ بخاک خود چہ دانیم راز حضرتِ پاک

ہم تو ضعیف ہیں اور خاک پر گرے ہوئے ہم خود خدائے قدوس کا راز کس طرح جان سکتے ہیں

ماہمہ ہیچ اوست کامل ذات   علمِ ما چوں شود چو او ہیہات

ہم سب بے حقیقت ہیں اور وہی کامل وجود ہے افسوس ہمارا علم اُس کے علم کی طرح کیونکر ہو سکتا ہے

ذاتِ بیچوں کہ نام اوست خدا   کے خیالِ خرد رسد آنجا

وہ بے مثل ذات جس کا نام خدا ہے اُس تک عقل کا خیال کیونکر پہنچ سکتا ہے

آنکہ او آمدست از برِ یار   اُو رساند بہ دلستاں اسرار

وہ جو خدا کے پاس سے آتا ہے وہی اس دلستاں کے راز لوگوں کو پہنچاتا ہے

آنچہ ما فی الضمیرِ تست نہاں   کے چو تو داندش دِگر انساں

جو بات تیرے دل میں پوشیدہ ہے اُسے دوسرا انسان تیری طرح کیونکر جان سکتا ہے

پس تو ما فی الضمیرِ آں داوار   مثلِ او چوں بدانی اے غدار

پھر تو اُس بات کو جو خدا کے خیال میں ہے اے بے وفا کیونکر اُس کی طرح جان سکتا ہے

آنکہ چشم آفرید نور دہد   آنکہ دل داد اُو سُرور دہد

جس نے آنکھ پیدا کی وہی نور بخشتا ہے جس نے دل دیا وہی سُرور عنایت کرتا ہے

چشمِ ظاہر ببیں کہ چوں زِ کرم   خالقش داد نیّرِ اعظم

ظاہری آنکھ کو دیکھ کہ کس طرح اپنی مہربانی سے خالق نے اُس کو آفتاب عطا کیا

وز برائے مصالحِ دوراں   گاہ پیدا نمود و گاہ نہاں

اور زمانے کی بھلائی کے لیے کبھی اُس آفتاب کو ظاہر کیا۔ اور کبھی پوشیدہ کر دیا

ایں چنیں ست حالِ چشمِ دروں   آفتابش کلامِ آں بیچوں

یہی حال باطنی آنکھ کا ہے ۔ اس کا آفتاب اس بے نظیر خدا کا کلام ہے

ہوش دار اے بشر کہ عقلِ بشر	دارد اندر نظر ہزار خطر

اے انسان ہوش کر کہ انسانی عقل کی بینائی میں ہزاروں خطرات ہیں

سرکشیدن طریقِ شیطانی ست	برخلافِ سرشتِ انسانی ست

سرکشی شیطان کا طریقہ ہے۔ اور انسانی فطرت کے برخلاف ہے

تا نہ فضلش رہِ تو بکشاید	صد فضولی بکن چہ کار آید

جب تک اس کا فضل تیری راہ کو نہ کھولے تو کتنی ہی بے فائدہ کوششیں کرے سب بے کار ہیں

ور سرائر چہ جائے استنباط	شترے چوں خزد بسمِّ خیاط

باریک رازوں میں قیاس کی گنجائش نہیں اونٹ سوئی کے ناکے میں کیونکر گھس سکتا ہے

تو نہ با خبر از آں کوئے!	تو نہ دانی جمالِ آں روئے

تو اس کوچہ سے بے خبر ہے تو اس چہرے کے حُسن کو نہیں جانتا

خبرے زو بمرداں چہ دہی	ماہِ نا دیدہ را نشاں چہ دہی

پھر اس کے متعلق لوگوں کو کیا خبر دیتا ہے جس ہلال کو تو نے دیکھا نہیں اس کا نشان کیا بتاتا ہے

سخن یار و سینہ افسردہ	جامۂ زندہ است بر مُردہ

دوست کی باتیں کرنا اور سینہ بجھا ہوا یہ تو ایسی بات ہے جیسے مردہ پر زندہ کا لباس

گر بری ریگ را بزرگ و بلند	جنبشِ باد خواہدش افگند

تودۂ ریت[1] کو تو کتنی ہی اونچی جگہ لے جائے ہوا کی ذرا سی حرکت اسے وہاں سے گرا دے گی

ہست ما را یکے کہ ہر فیضاں	مے شود زاں محافظِ تن و جاں

ہمارا ایک خدا ہے کہ ہر فیضان جو اس کی طرف سے ہے ہمارے جان و تن کا محافظ ہوتا ہے

[1] یعنی ریت کی عمارت

آں خدائے کہ آفرید جہاں   ہست ہر آفریدہ را نگراں

وہ خدا جس نے جہان کو پیدا کیا وہی ہر مخلوق کا نگہبان ہے

ہر چہ باید برائے مخلوقات   ق   از لباس و خوراک و راہِ نجات

مخلوقات کے لیے جو کچھ بھی درکار ہے۔ مثلاً لباس، خوراک اور نجات کا راستہ

خود مہیّا کند بمنّت وجود   کہ کریم ست و قادر ست و ودود

ان سب کو مہربانی اور احسان سے وہ خود مہیا کرتا ہے کیونکہ وہ کریم قادر اور محبت کرنے والا ہے

چشم خود کُن بکشتِ صحرا باز   خوشہ با خوشہ ایستادہ بناز

جنگل میں کھیتوں کی طرف آنکھیں کھول کر دیکھ کہ خوشہ کے ساتھ خوشہ ناز کے ساتھ کھڑا ہے

ہمہ از بہرِ ماست تا بخوریم   درد و رنجِ گرسنگی نہ بریم

یہ سب ہمارے لیے ہے کہ ہم اُسے کھائیں اور بھوک کا درد اور تکلیف نہ اٹھائیں

آنکہ از بہرِ چند روزہ حیات   ایں قدر کردہ است تائیدات

وہ جس نے چند روزہ زندگی کے لئے اس قدر مدد کی ہے

چوں نہ کردے برائے دارِ بقا   نظرے کن بعقل و شرم و حیا

وہ آخرت کے لیے جو ہمیشہ کا گھر ہے کیوں لا امداد نہ کرتا عقل اور شرم و حیا سے اس بات پر غور کر

سنگ افتد بریں چنیں فرہنگ   کہ زِ صدق ست دور صد فرسنگ

ایسی عقل پر پتھر پڑیں جو سچائی سے سو کوس دُور پڑی ہے

گر کُنی سوئے نفسِ خویش خطاب   کہ چسانت گذر شود بجناب

اگر تو اپنے آپ سے ہی پوچھے کہ اس درگاہ میں تیرا گذر کیونکر ہو

خود ندائے بیایدت ز درون | کہ ز تائیدِ حضرتِ بے چون

تو خود تیرے اندر سے ہی یہ آواز آئے گی کہ خدائے بے نظیر ہی کی تائید سے یہ ہو سکتا ہے

ناید اندر قیاس و فہمِ کسے! | کہ شودِ کارِ پیل از مگسے!

کسی شخص کی عقل و فہم میں یہ بات نہیں آسکتی کہ ہاتھی کا کام ایک مکھی سے ہو

پس چہ ممکن کہ ذرّۂ امکاں | خود کند کارِ حق بزور و تواں؛

پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مخلوقات کا ایک ذرّہ آپ ہی اپنے زور و طاقت سے خدا کا کام کرے

شانِ دادارِ پاک را بشناس | وز چنیں کسرِ شانِ او بہراس

خدائے قدوس کی شان کو سمجھ اور اُس کی ایسی توہین سے خوف کھا

خویشتن را شریکِ او سازی | پیشِ او دم زنی با نبازی

تو اپنے تئیں اس کا شریک بناتا ہے اور اس کے بالمقابل برابری کا دعویٰ کرتا ہے

اینچہ عقل است اے بتر ز دواب | اینچہ بر فہمِ تو فتاد حجاب

اے جانوروں سے بھی گئے گذرے انسان یہ کیا عقل ہے؟ تیری سمجھ پر یہ کیسے پردے پڑ گئے

گر کسے گویدت باستحقار | کہ دریں شہر چوں تو ہست ہزار

اگر کوئی تجھے تحقیر سے یوں کہے کہ اس شہر میں تیرے جیسے ہزاروں ہیں

نیستی از کسے بعقل فزوں؛ | با تو ہم پایہ اند مردمِ دوں

اور تو عقل میں کسی سے بڑھ کر نہیں ہے اور ادنیٰ ادنیٰ انسان بھی تیرے برابر ہیں

مشتعل مے شوی بکیں خیزی | در دلِ آری کہ خونِ او ریزی

تو یہ بات سن کر تو جوش میں آجاتا اور لڑنے کو تیار ہو جاتا ہے تیرا جی چاہتا ہے کہ اُسے قتل کردے

آنچہ برخود روا نمے داری! | چوں پسندی بحضرتِ باری

پس جو بات تو اپنے لیے جائز نہیں رکھتا وہی خدا کے لیے کیونکر پسند کرتا ہے

چوں پسندی کہ کارسازِ امور | ابکمے ہست وانہ سخن معذور

تو کس طرح پسند کرتا ہے کہ سب کاموں کا کارساز گونگا اور بات کرنے سے عاجز ہو

چوں پسندی کہ واہبِ ہر نور | بخل ورزیدہ باشد است و قصور

تو کس طرح پسند کرتا ہے کہ ہر نور کے بخشنے والے نے بخل اختیار کر لیا یا اُس سے غلطی ہوگئی

چوں پسندی کہ حضرتِ غیوّر | ہست عاجز چو مُردگانِ قبور

تو کس طرح پسند کرتا ہے کہ غیرتمند خدا قبروں کے مُردوں کی طرح عاجز ہے

بہرِ تعظیم ہست مذہب و دیں | اُف برآں دیں کہ مے کند توہیں

مذہب اور دین تو خدا کی عظمت کے لیے ہیں ایسے مذہب پر تف ہے جو اس کی توہین کرتا ہے

آنکہ او خلق را زبانہا داد | خاک را طاقتِ بیانہا داد

وہ خدا جس نے خلق کو زبان دی اور خاک کو گویائی کی قوت بخشی

چوں بود گنگ و بے زباں ہیہات | شرمت آید ز پاک و کامل ذات

وہ خود کس طرح گونگا اور بے زبان ہو سکتا ہے تجھے اس پاک اور کامل وجود سے شرم کرنی چاہیے

جامع ہر کمال و عزّ و جلال | چوں بود ناقص اے اسیرِ ضلال

وہ سارے کمالات اور جاہ و جلال کا جامع ہے اے گرفتارِ گمراہی وہ ناقص کس طرح ہو سکتا ہے

ہمہ اوصافِ او چو گشت عیاں | چوں بماند تکلمش پنہاں!

جب اُس کی تمام صفات ظاہر ہوگئیں۔ تو پھر اُس کا بولنا کیونکر مخفی رہ سکتا تھا

دیدہ آخر برائے آں باشد　　کہ بدو مرد راہ داں باشد

آنکھیں آخر اسی کام کے لیے ہوتی ہیں کہ آدمی اُن سے راستہ دیکھے

وہ چہ ایں چشم ہست وایں دیدہ　　کہ بدو آفتاب پوشیدہ

یہ تیری آنکھ اور نظر بھی خوب ہے! کہ آفتاب اُسے نظر نہیں آتا

اگر بدل باشدت خیالِ خدا　　ایں چنیں ناید از تو استغنا

اگر تیرے دل میں خدا کا خیال ہوتا تو اتنی لاپروائی تجھ سے ظہور میں نہ آتی

از دل و جاں طریقِ او جوئی　　واز سرِ صدق سوئے او پوئی

تو اپنے جان و دل سے اس کا راستہ ڈھونڈتا اور صدق سے اس کی طرف دوڑتا

ہر کرا دل بود بدلدارے　　خبرش پرسد از خبردارے

جس کا دل کسی معشوق سے لگا ہوا ہوتا ہے وہ تو واقف کار سے اس کی خبر معلوم کرتا رہتا ہے

گر نباشد لقائے محبوبے　　جوید از نزدِ یار مکتوبے

اگر محبوب کی ملاقات میسّر نہ ہو تو یار کے خط ہی کا طالب ہوتا ہے

بے دلآرام نایدش آرام　　گہ بروئیش نظر گہے بکلام

اُسے محبوب کے سوا آرام نہیں آتا کبھی اُس کے منہ کو دیکھتا ہے کبھی اُس کے کلام کو

اگر داری بدل محبّتِ او　　نایدت صبر جز بہ صحبتِ او

وہ شخص جس کی محبت تیرے دل میں ہے۔ تجھے بغیر اُس کی ملاقات کے صبر نہیں آتا

فرقتِ او گر اتفاق افتد　　در تن و جانِ تو فراق اُفتد

اگر اُس سے اتفاقاً جدائی ہو جائے تو تیرے بدن سے تیری جان نکلنے لگے

دلت از ہجرِ او کباب شود | چشمت از رفتنش پُر آب شود

تیرا دل اُس کے ہجر سے کباب ہو جائے اور اُس کے جانے سے تیری آنکھیں آنسو بہانے لگیں

باز چوں آں جمال و آں روئے | شد نصیبِ دو چشم در کوئے

پھر جب وہ حسن اور وہ چہرہ کسی گلی میں تیری آنکھوں کے سامنے آجائے

دست در دامنش زنی مجنوں | کہ ز نادیدنت دلم شد خوں!

تُو تو دیوانہ وار اُس کا دامن پکڑ کر کہتا ہے کہ تیرے نہ دیکھنے کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا

ایں محبت بذرّہ امکان! | وانگہ دل افگندہ خدائے یگان

مخلوقات میں سے ایک ذرّہ کے ساتھ تو ایسی محبت مگر خدائے لاثانی کو تو نے دل سے اُتار رکھا ہے

لا اُبالی فتادہ زاں یار | فارغی زاں جمال و زاں گفتار

تو اُس یار سے بالکل بے پروا ہو گیا ہے اور اُس کے جمال اور گفتار سے بے تعلق

مردگاں را ہمے کشی بکنار | واز دلآرامِ زندہ بیزار!

مُردوں کو تو گود میں لیتا ہے پر زندہ محبوب سے بیزار ہے

کس شنیدی کہ قانع از یار ست | عشق و صبر ایں دو کار دشوار ست

کیا تو نے کوئی ایسا عاشق سنا ہے جو یار سے بے پروا ہو عشق اور صبر دونوں کا جمع ہونا مشکل ہے

آنکہ در قعرِ دل فرود آید | دیدہ از دیدنش نیاساید

جو دل کی گہرائیوں میں اُتر جاتا ہے تو پھر آنکھ اُس کے دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی

تو دلِ خود بدیگراں دادہ! | یکسر از یار فارغ اُفتادہ

تو نے اپنا دل دوسروں کو دے رکھا ہے اور یار کی طرف سے بالکل لاپروا ہو گیا ہے

این بود حال و طورِ عاشقِ زار   این بود قدرِ دلبر اے مُردار

کیا عاشقِ زار کا حال ایسا ہی ہوا کرتا ہے اے مردار کیا یہی دلبر کی قدر ہے

عاشقاں را بود ز صدق آثار   اے سیہ دل ترا بعشق چہ کار

عاشقوں میں تو صدق کے آثار پائے جاتے ہیں اے سیہ دل بھلا تجھے عشق سے کیا کام

تا زِ تو ہستی ات بدر نرود   تخمِ شرک از دلِ تو بر نرود

جب تک تیری خودی تجھ سے دُور نہ ہو گی تب تک شرک کا بیج تیرے دل میں سے نہیں نکلے گا

پائے سعیت بلند تر نرود   تا ترا دُودِ دل بسر نرود

تیری کوشش کا قدم اونچا نہیں پڑے گا جب تک تیرے دل کا دھواں سر تک نہ پہنچ جائے

یار پیدا شود در آں ہنگام   کہ تو گردی نہاں ز خود بتمام

یار اُس وقت ظاہر ہو گا۔ جب تو اپنے آپ سے پوری طرح غائب ہو جائے

تا نہ سوزی زِ سوز و غم نرہی   تا نمیری ز موت ہم نرہی

جبتک تو نہیں جلے گا سوز و غم سے نجات نہیں پائیگا اور جبتک تو مرے گا نہیں موت سے بھی رہائی نہیں پائے گا

چیست آں ہرزہ جان و تن کہ نسوخت   آتش اندر دلے بزن کہ نسوخت

وہ جان و تن کیسے بیہودہ ہیں جو عشق میں نہیں جلتے ایسے دل کو آگ لگا دے جو نہیں جلتا

کلبۂ جسمِ خود بکن برباد   چوں نمے گردد از خدا آباد

اپنے جسم کی جھونپڑی کو برباد کر دے اگر وہ خدا سے آباد نہیں ہوتی

پائے خود را جدا کن از تنِ خویش   چوں نگیرد رہِ صداقت پیش

اپنے جسم سے اپنے پیر کو کاٹ ڈال اگر وہ صداقت کا رستہ اختیار نہیں کرتا

ہیچ چیزے بہ ذاتِ بیچوں نیست	جگرے خوں شود گزو خوں نیست

کوئی چیز بھی اُس بے مثل ذات کی مانند نہیں وہ دل تباہ ہو جائے جو اس کی محبت میں خون نہیں ہوتا

گنج ہائے جہاں فدائے نگار	بہ ز صد گنج خاکِ پائے نگار

سارے جہان کے خزانے اس محبوب پر قربان ہیں اور محبوب کے پیر تلے کی خاک سینکڑوں خزانوں سے بہتر ہے

ہر چہ از دستِ اُو رسد آں بہ	خارِ او از ہزار بُستاں بہ

جو کچھ اُس کے ہاتھ سے پہنچے وہی اچھا ہے اس کا ایک کانٹا ہزار گلزار سے بہتر ہے

ذلت از بہرِ اُو زِ عزت بہ	قلت از بہرِ اُو زِ کثرت بہ

اس کی خاطر ذلت برداشت کرنا عزت سے بہتر ہے اس کی خاطر غربت اختیار کرنا دولتمندی سے بہتر ہے

مُردن از بہرِ او حیاتِ مُدام	صد لذائذ فدائے آں آلام

اُس کی خاطر مرنا ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ان تکلیفوں پر سینکڑوں لذتیں قربان ہیں

ایکہ در کوئے دلستاں گذری	یا وفا باش ورنہ زِ جاں گذری

اے وہ شخص! جو دلبر کے کوچے میں سے گذر رہا ہے تو باوفا رہ خواہ جان چلی جائے

صادقانے کہ طالبِ یار اند	جاں فشاناں زِ بہرِ دلدار اند

وہ راستباز جو یار کے طالب ہیں وہ تو دلدار کے لیے جان قربان کر دیتے ہیں

گر نیابند راہِ آں دلبر	از غمش جاں کنند زیر و زبر

اگر وہ اس محبوب تک پہنچنے کا راستہ کھلا نہیں پاتے تو اس کے غم ہی اپنی جان تہ و بالا کر دیتے ہیں

از دلآرام رنگ مے دارند	وز رہِ نام ننگ مے دارند

وہ یار کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں اور شہرت سے انہیں عار آتی ہے

لذتِ خود بدرد مے بینند — حُسن در روئے زرد مے بینند

وہ اپنی لذت درد میں پاتے ہیں اور روئے زرد میں حُسن دیکھتے ہیں

تو کہ چوں خر بگِل فرو مانی — ہمّتِ آں یلاں چہ مے دانی

تو جو گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنسا ہُوا ہے۔ اُن پہلوانوں کی ہمت کو کہاں جان سکتا ہے

سہل باشد حکایت از غم و درد — داند آں کس کہ رُو بغم ہا کرد

غم اور درد کی باتیں کرنی آسان ہیں مگر ان کا مزا وہی جانتا ہے جسے غم پیش آئیں

آفرینِ خدا بر آں جانے — کہ زِ خود شد براہِ جانانے

خدا کی رحمت ہو اُس جان پر جس نے محبوب کی خاطر خودی چھوڑ دی

منزلِ یارِ خویش کرد بدل — وز ہوا ہا رمید صد منزل

دل میں یار کا ٹھکانا بنا لیا اور ہوا و ہوس سے سینکڑوں کوس دور چلا گیا

از خودی دور شد خدا را یافت — گُم شد و دستِ رہنما را یافت

خودی سے دور ہو گیا اور خدا کو پا لیا اپنے تئیں کھو کر رہنما کے ہاتھ کو حاصل کر لیا

تو چہ یابی کہ غافلی زیں راہ — وز جلالِ خدا نۂ آگاہ

تو بھلا کیا پائے گا کہ اس راستہ ہی سے غافل ہے۔ اور خدا کے جلال سے بھی واقف نہیں

ہمہ کارت بشغلِ خام افتاد — ہمہ سعیٔ تو ناتمام اُفتاد

تیرے سارے کام شغلِ خام سے ہی وابستہ رہے اور تیری ساری کوششیں ناکام رہیں

ہمچو طوطی ہمیں سخن یاد ست — کہ بشر غافل است و آزاد ست

طوطے کی طرح بس یہی بات یاد ہے کہ انسان غافل ہے اور آزاد ہے

اے کہ دیوانۂ پئے اموال | وہ کہ در کارِ دیں چنیں اہمال

اے وہ جو کہ زر و مال کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے افسوس دین کے کام میں اس قدر فرو گذاشت

روئے دل را بجانبِ دیں کن | فکرِ آخر غمِ نخستیں کن!

اپنے دل کا رُخ دین کی طرف کر دے اور آخرت کے فکر کو سب سے مقدم فکر بنا لے

حصرِ تو بر قیاس در ہمہ حال | ہست بر حُمقِ تو یک استدلال

تیرا ہر حال میں قیاس پر ہی انحصار رکھنا تیری بیوقوفی پر ایک دلیل ہے

تا نہ فرماں رسد باعلانے | چوں شود کس مطیعِ فرمانے

جب تک اعلان کے طور پر کوئی حکم نہ پہنچے تو کیوں کوئی ایسے حکم کو بجا لائے

تا نہ حکمے شود ظہور پذیر | چوں توانی شدن مطیعِ امیر

جب تک حاکم کا حکم ظاہر نہ ہو تب تک تو حاکم کی اطاعت کس طرح کر سکتا ہے

تا نہ گردد کسے زِ حق مامور | کفر و ایماں چساں کنند ظہور

جب تک کوئی حق کی طرف سے مامور نہ ہو تو (لوگوں کے) کفر اور ایمان کیونکر ظاہر ہوں

تا نیاید اشارتے زِ نگار! | چہ بر آید زِ دستِ عاشقِ زار

جب تک اس محبوب کی طرف سے اشارہ نہ ہو تو عاشقِ زار کے ہاتھوں سے کیا کام ہو سکتا ہے

فرق در سرکش و مطیعِ خدا | جز بہ حکمش چساں شود پیدا

خدا کے سرکش اور اس کے مطیع میں جو فرق ہے بغیر اس کے حکم کے کس طرح ظاہر ہو سکتا ہے

شرطِ تعمیلِ حکم چوں حکم است | پس وجودش بجو نخست اے مست

تعمیل حکم کی شرط چونکہ حکم کا موجود ہونا ہے اس لیے اے دیوانے پہلے خود اس حکم کو ڈھونڈھ

ورنہ ایں دعویٔ غلط بگذار | کہ رَوَم زیرِ حکمِ آں دادار

ورنہ اس غلط دعوے کو ترک کر کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت چل رہا ہوں

خود تراشیدن از خودی فرماں | آں نہ حکمِ خداست اے ناداں

اپنی مرضی سے حکم گھڑ لینا اے نادان یہ خدا کا حکم نہیں ہو سکتا

نہ بعرف است و نے بعقل روا | کہ شود ظنِ خویش حکمِ خُدا

عرف عام اور عقل دونوں کی رُو سے یہ جائز نہیں کہ اپنا ظن خدا کا حکم بن جائے

حکمِ اُو آں بود کہ اُو فرمود | پس چو فرمود خود نگر کُن زود

اُس کا حکم تو وہ ہے جو خود اُس نے دیا اور جب وہ حکم دے دے تو فوراً توجہ کر

کہ ازیں شد ثبوتِ وحیِ خُدا | شد ضرورت مسلّمش زیں جا

کیونکہ اسی بات سے خدا کی وحی کا ثبوت ملتا ہے اسی دلیل سے خود اُس کی ضرورت بھی ثابت ہوتی ہے

گر دہندت بصیرتِ دینی! | در گماں ہا ہلاکِ خود بینی!

اگر تجھے دینی معرفت نصیب ہو تو تُو گمان میں اپنی ہلاکت دیکھے

بنگر آخر بعقل و فکر و قیاس | کہ خرد را نہ محکم است اساس

عقل فکر اور قیاس سے دیکھ تو سہی کہ عقل کی بنیاد مضبوط نہیں ہے

تا نباشد رفیقِ او دگرے | نایدش از رہِ یقیں خبرے!

جب تک دوسرا اس کا رفیق نہ بنے تب تک اس کو یقین کی راہ کی خبر نہیں ملتی

تا نہ بینی بدیدہ ہا جائے! | ق | یا نہ یابی خبر ز بینائے

جب تک تو کسی جگہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیتا یا کسی دیکھنے والے سے اس کی خبر نہیں پا لیتا

خود نگوید ترا خرد زنہار | کہ چنیں دارد آں مکاں آثار
تب تک خود عقل تجھے ہرگز نہیں بتاتی کہ فلاں مکان کے یہ یہ نشان ہیں

پس چہ ممکن کہ دم زند بمعاد | کہ چنین اند آں دیار و بلاد
پھر کیونکر ممکن ہے کہ عالم آخرت کے بارے میں وہ عقل دم مار سکے کہ وہ ملک اور مقامات ایسے ہیں

ایں چہ حمق است واین چہ بیراہی | کہ بجہل است لافِ آگاہی
یہ کیسی بیوقوفی اور گمراہی کی بات ہے کہ تو جاہل ہو کر علم کی لاف مارتا ہے

چوں روی از قیاسِ خود برہے | کہ ندیدی بعمر خویش گہے
تو محض قیاس سے ایسی راہ پر کس طرح چل سکتا ہے جسے تو نے عمر بھر میں کبھی بھی نہیں دیکھا

چوں شد از عالم دگر خبرت | مادرت دیدہ بود یا پدرت
تجھے عالم آخرت کی خبر کیونکر ہو گئی کیا تیری ماں نے اُسے دیکھا تھا یا تیرے باپ نے

ور ندیداست کس چساں دانی | کم خرام اے دنی بعریانی
اگر کسی نے نہیں دیکھا تو پھر تجھے کیونکر معلوم ہوا اے کمینے ننگا ہو تے ہوئے مٹک کر د چل

تو کہ داری ز انبیا انکار | ایں ہمہ کوری است واستکبار
تو جو انبیاء کا منکر ہے یہ بھی سب تیرا اندھاپن اور تکبر ہے

یک نظر کن بفطرتِ انساں | کہ ندارند جوہرے یکساں
انسانوں کی فطرت پر ایک نظر ڈال کہ وہ سب برابر قابلیت نہیں رکھتے

مختلف او فتاد ہر بشرے | کس بخیرے فزود کس بشرے
ہر شخص دوسرے شخص سے مختلف ہے کوئی نیکی میں بڑھ گیا کوئی بدی میں

پس چو یک بیش و دیگر است کمے	ہمچنیں در قبولِ فیض ہمے

پس جب ایک زیادہ اور دوسرا کم ہے تو اسی طرح فیضِ خداوندی کے قبول کرنے میں بھی وہ ان کے مدارج ہیں،

خود نگہ کن کنوں ز صدق و صفا	کہ چہ ثابت ہمے شود زینجا

اب صدق و صفا کے ساتھ خود دیکھ لے کہ اس سے کیا ثابت ہونا ہے

شب تار است و خوف بیش از بیش	از سرِ خود روی مدہ سرِ خویش

اندھیری رات ہے اور خوف بہت زیادہ ہے خودروی کی وجہ سے کہیں اپنا سر نہ دے دینا

پسِ دیوار چوں نمے دانی!	چوں بدانی غیوبِ ربّانی

جب تو دیوار کے پیچھے کی چیز نہیں جانتا پھر غیبِ خداوندی کو کیونکر جان سکتا ہے

در شگفتم کہ با چنیں نقصاں	از چہ بر عقل مے نشوی نازاں

میں حیران ہوں کہ باوجود اس قدر نقص کے تو عقل پر کس وجہ سے ناناں ہے

اینچہ عقل است و اینچہ معرفت است	اینچہ قہرِ خدا و چشمت بست

یہ کیسی عقل اور کیسی معرفت ہے خدا کا یہ کیسا قہر ہے کہ جس نے تیری آنکھیں بند کر دی ہیں

ایں جہانت چو عید خوش اُفتاد	واں وعیدِ خدا نداری یاد

تجھے یہ جہان عید کی طرح پسند آ گیا اور خداوند کی سزا تجھے یاد نہ رہی

بشنو از وحیِ حق چہ گوید راز	از جنابِ وحید و بے انباز

خدا کی وحی کو سُن کہ کیا راز بیان کرتی ہے خدائے وحدہ لاشریک کی طرف سے

کہاں خرد ہا کہ در دلِ عقلا است	ہمہ یک ذرّۂ ز آتشِ ماست

یعنی یہ سب عقلیں جو دانشمندوں کے دلوں میں ہیں یہ سب ہماری آگ کی ایک چنگاری ہیں

آں کلامِ خدا نہ بر فلک است ‏ ‏ ‏ تا بگوئی کہ ہست دُور از دست

خدا کا کلام آسمان پر نہیں ہے. تاکہ تُو یہ کہے کہ ہماری پہنچ سے دُور ہے

یا بگوئی کہ کار ہست محال ‏ ‏ ‏ بر فلک رفتنم کدام مجال

یا تو کہے کہ کام بہت مشکل ہے میری کیا طاقت کہ آسمان پر جاسکوں

نے بزیرِ زمیں کلامِ خدا ‏ ‏ ‏ تا بگوئی کہ چوں خزم آنجا

اور نہ خدا کا کلام زمین کے نیچے ہے تاکہ تو کہے کہ میں وہاں کس طرح گھسوں

چوں زِ قعرِ زمیں بروں آرم ‏ ‏ ‏ خود چنیں طاقتے نمے دارم

اُسے میں زمین کی گہرائیوں میں سے کیونکر باہر نکالوں میں تو ایسی طاقت نہیں رکھتا

قطعِ عذرِ تو کردہ داورِ پاک ‏ ‏ ‏ نورِ عرش آمدست بر سرِ خاک

خدائے قدوس نے تیرا عذر دفع کر دیا عرش کا نور زمین پر آگیا ہے

گر ترا رحم آں یگاں بکشد ‏ ‏ ‏ دولتت سوئے او عیاں بکشد

اگر اس خدائے واحد کا رحم تجھے کھینچ لے تو تیری خوش نصیبی اس نور کی طرف تجھے لے جائے

اللہ اللہ چہ ریخت از انوار ‏ ‏ ‏ ہست رشحِ دگر در آں گفتار

اللہ اللہ کیسے کیسے انوار اس نے بکھیرے ہیں اس کلام میں تو اور ہی طرح کا فیضان ہے

جہل گردد زِ دیدنش یکسو!! ‏ ‏ ‏ رو دہد صد کشائشے زاں رُو

اس کے دیکھنے سے جہالت دُور ہو جاتی ہے اور اُس کی زیارت سے سینکڑوں مشکلیں حل ہو جاتی ہیں

نور بار آورد تلاوتِ اُو ‏ ‏ ‏ عالمے زیرِ بارِ منّتِ اُو

اس کی تلاوت نور کا پھل لاتی ہے ایک جہان اس کے احسانوں کے نیچے دبا ہُوا ہے

چشمِ بد دُور ایں چہ ہست جمال	ہست یک چشمۂ ز آبِ زلال

چشمِ بد دُور یہ حسن کیسا عجیب ہے۔ یہ تو گویا مصفّیٰ پانی کا ایک چشمہ ہے

تا جہاں رسمِ دلبری بنہاد	کس چو اُو دلبری ندارد یاد

جب سے جہان میں محبوبی کی رسم قائم ہوئی ہے کسی کے خیال میں بھی ایسا دلبر نہیں آیا

آں شعاعے کزو شدہ است عیاں	کس ندیدہ ز مہر و مہ بہ جہاں

وہ روشنی جو اس سے ظاہر ہوئی کسی نے اس دنیا میں سورج اور چاند میں بھی نہیں دیکھی

چند بر عقلِ خام ناز کُنی!	چہ کنم تا تو دیدہ باز کنی!

کہاں تک تو ناقص عقل پر اتراتا رہے گا میں کیا کروں تا کہ تو آنکھیں کھولے

نقصِ خود بنگر و کمالِ خُدا	ذلّتِ خویشتن جلالِ خُدا

تو اپنا نقص دیکھ اور خدا کا کمال دیکھ اپنی ذلت دیکھ اور خدا کا جلال دیکھ

از رہِ عقل راہِ ربِّ مجید	کس ندیداست و کس نخواہد دید

عقل کے ذریعہ سے خدائے بزرگ کا راستہ نہ کسی نے کبھی دیکھا اور نہ کبھی دیکھے گا

اندر آنجا کہ سوختن باید	چوں رہے از قیاس بکشاید

ایسی جگہ جہاں جلنے کی ضرورت ہو وہاں محض قیاس سے کس طرح راستہ کھل سکتا ہے

تا نشد وحیِ حق مدد فرما	ق تا نیاورد بُو نسیمِ صبا

جب تک خدا کی وحی نے مدد نہ کی۔ اور جب تک بادِ بہار خوشبو نہ لائی

عقل را زاں چمن نہ بود خبر	طائرِ فکر بود سوختہ پر

اس وقت تک عقل کو اس چمن کی خبر نہ تھی اور فکر کے پرندے کے پَر جلے ہوئے تھے

آں صبا نکہتے ز یار آورد تا خرد نیز رو بکار آورد

وہ بادِ بہار (وحی) یار کی طرف سے ایک خوشبو لائی یہاں تک کہ عقل بھی کام دینے لگی

بارہا آب خود نگار آورد تا نخیلِ قیاس بار آورد

کئی دفعہ وہ محبوب خود پانی لایا۔ یہاں تک کہ عقل کا درخت بار آور ہوگیا

وقتِ عیش است و موسمِ شادی تو چہ در سوگ و ماتم افتادی

یہ تو عیش کا وقت اور خوشی کا موسم ہے۔ تو کیوں ماتم اور سوگ میں پڑا ہوا ہے

تُند بادے بخواہ از دادار تا خس و خارِ تو پرد یک بار

خدا تعالےٰ سے ایک ایسی آندھی مانگ کہ تیرا کوڑا کرکٹ یکدم اڑ جائے

در خور و مہ شکے نگیرد راہ تو ز دلدارِ خویش دیدہ بخواہ

سورج اور چاند کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہوا کرتا تو اپنے محبوب سے آنکھیں مانگ

گمرہی تا دمے کہ سر تابی! چوں بجوئی ز صدقِ دل یابی

تو اس وقت تک گمراہ ہے جب تک تو سرکش ہے جب سچے دل سے تلاش کریگا تو اس کو پالے گا

نیستی طالبِ حقیقت راز لیس ہمیں مشکل است اے ناساز

تو حقیقت کا طالب ہی نہیں ہے۔ اے کندہ ناتراش یہی تو مشکل ہے

بر وجودش ز صنعت استدلال ایں مجاز است نے چو اصل وصال

خدا کے وجود پر اس کی صنعتوں سے استدلال کرنا صرف مجاز ہے نہ کہ سچا وصل

وصلش از راہِ مجازی نیست باز کن دیدہ جائے بازی نیست

اس کا وصل مجازی ذریعہ سے نہیں ہوا کرتا۔ آنکھیں کھول یہ مذاق نہیں ہے

گر بہ آتش دو صد جگر سوزی　　نیستت از قیاس پیروزی

اگر تو آگ پر دو سو جگر بھی کباب کرے تب بھی عقل سے کامیابی حاصل نہیں کر سکتا

خبرے نیستت ز جانانہ　　مے زنی ہرزہ گام کورانہ

تجھے تو محبوب کی خبر بھی نہیں اور اندھا دھند بے ہودہ قدم مار رہا ہے

آں یقینے کہ بخشدت دادار　　چوں قیاسِ خودت نہد بکنار

وہ یقین جو خدا تجھے بخشتا ہے دیکھا یقین تیری اپنی عقل تیرے پاس کب لا سکتی ہے

آں یکے از دہانِ دلدارے　　ق　　نکتہ ہائے شنید و اسرارے

ایک تو وہ ہے جس نے دلدار کے اپنے منہ سے نکتے اور اسرار سُنے

واں دگر از خیالِ خود بگماں　　پس کجا باشند ایں دو کس یکساں

اور دوسرا وہ جو شک میں گرفتار ہے پس کس طرح یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں

ایکہ مغرورِ راہِ مظنونی　　تو نہ عاقل کہ سخت مجنونی

اے وہ شخص جو ظن اور گمان کی راہ پر مغرور ہے تو عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے

آں خدارا کز وست منّت ہا　　بشمری زیرِ منّتِ عقلا

وہ خدا جو احسان کا سرچشمہ ہے تو اس کو عقلمندوں کا زیرِ احسان سمجھتا ہے

ایں خدائے عجیب در دلِ تُست　　کہ چنیں ایست زار و ماندہ و سُست

یہ عجیب خدا تیرے دل میں سمایا ہوا ہے جو ایسا کمزور لاچار اور سست ہے

تا نہ از عاقلاں مدد ہا یافت　　نتوانست سوئے خلق شتافت

کہ جب تک عقلمندوں کی طرف سے اسے مدد ملی تب تک وہ مخلوق کی طرف نہ آ سکا

کے پسندد خرد کہ آں اکبر   شہرتے یافت از طفیلِ بشر

عقل اس امر کو کس طرح تسلیم کر سکتی ہے کہ خدا نے انسان کے طفیل ساری شہرت حاصل کی ہے

شبِ تار است و دشت و بیمِ دداں   چوں بخوابی بغفلت اے ناداں

اندھیری رات ہے جنگل ہے اور درندوں کا ڈر اے ناداں پھر تو کیوں غفلت کی نیند سو رہا ہے

خیز و بر حالِ خود نگاہ بکن   خطرِ راہ ببین و آہ بکن!

اٹھ اور اپنے حال پر نظر کر راستہ کے خطرات دیکھ اور آہیں بھر

خیز و از نفسِ خود بپرس نشاں   کہ چہ خواہد مراتبِ عرفاں

اٹھ اور اپنے نفس سے ہی یہ بات پوچھ کہ وہ معرفت کے کیسے کیسے درجے مانگتا ہے

مے تپد از برائے رفعِ حجاب   یا قیاسش بس است در ہر باب

آیا وہ حجاب دور ہونے کے لیے تڑپ رہا ہے یا ہر بات میں وہ قیاس کو کافی سمجھتا ہے

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ گفت خدا   خیز و در نفس جو تعطش ہا

خدا نے افلا تبصرون فرمایا ہے اُٹھ اور اپنے نفس کی پیاس کی حقیقت معلوم کر

تو اسیری بصد ہزار خطا   ہر خطائے بتر ز اژدرہا

تو لاکھوں غلطیوں میں گرفتار ہے اور ہر غلطی اژدہوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے

عجب ایں کوری است و بے بصری   کہ ازیں کارِ خام بے خبری

یہ اندھاپن اور نابینائی عجیب طرح کی ہے کہ تو اس کچی بات سے بھی بے خبر ہے

سخنِ راست است نے خطا است   تو نہ فہمی سخن خطا اینجا است

بات سچی ہے غلط نہیں ہے غلطی یہ ہے کہ تو بات کو نہیں سمجھتا

سرِّ سربستہ و ورائے ورا	کہ کشاید بدونِ وحیِ خدا

مخفی اور نہاں در نہاں بھید خدا کی وحی کے سوا کون کھول سکتا ہے

رازِ ذاتِ نہاں کہ گوید باز	جز خدائیکہ ہست محرمِ راز

اس مخفی ذات کا بھید کون ظاہر کر سکتا ہے سوائے اس خدا کے جو راز دان ہے

مشتِ خاکے فتادہ است براہ	تُندبادے بجوید از درگاہ!

انسان ایک مُشتِ خاک ہے جو راستے میں گرا ہوا ہے وہ خدا کی جناب سے ایک آندھی مانگتا ہے

تو نہ فہمی ہنوز ایں سخنم!	در دلت چوں فروشوم چہ کنم

تو ابھی میری یہ بات نہیں سمجھتا۔ میں تیرے دل میں کیونکر اُتر جاؤں

اے دریغا کہ دل زدرد گداخت	دردِ ما را مخاطبے نشناخت

افسوس کہ ہمارا دل غم کے مارے گداز ہو گیا مگر ہمارے درد کو مخاطب نے پھر بھی نہیں پہچانا

اے خورِ روئے یار زود برآ	کہ دل آزرداز شبِ یلدا!

اے یار کے مکھڑے کے سورج جلدی نکل۔ کہ اندھیری رات کی وجہ سے دل غمگین ہے

یک نگاہے بس است در دیں ہا	کاش بیند کسے زِ خوفِ خدا

مذہبوں کے معاملہ میں ایک نظر ہی کافی ہے کاش کوئی خدا کے خوف کے ساتھ ان کو دیکھتا

آشکار است کفر و ایماں ہم	گفتمت آشکارہ و پنہاں ہم

کفر بھی ظاہر ہے اور ایمان بھی یہ بات میں نے تجھے ظاہر بھی بتائی اور پوشیدہ بھی

ترکِ خوفِ خدا و بد عملی	ایں دو چیز اند تخمِ تیرہ دلی

خدا کا خوف ترک کر دینا اور برے عمل کرنا۔ یہی دو چیزیں سیاہ دلی کا باعث ہیں

ورنہ روئے نگار نیست نہاں ‌‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ہر حجابے ز تست اے بیجاں

ورنہ محبوب کا چہرہ تو چھپا ہوا نہیں ہے اے مردہ دل جو بھی پردہ ہے وہ خود تیری طرف سے ہے

از رگِ جاں قریب تر یار ست ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ہرزہ از تو درازیٔ کار ست

یار تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے محض تیری بیہودگی نے بات لمبی کر دی ہے

ہر کہ برخواست از خودی یکبار ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ خود نشیند بکارِ او دادار

جو یک دم اپنی خودی سے الگ ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا کام خود سنبھال لیتا ہے

حیّ و قیّوم و قادر ست نگار ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ تو مپندار مُردہ اے مردار

وہ محبوب تو حی و قیوم اور قادر ہے۔ اے ذلیل انسان تُو اسے مُردہ نہ سمجھ

میلِ رفتن گر ست جانبِ یار ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ جانبِ صدق را عزیز بدار

اگر تجھے یار کی طرف جانے کا شوق ہے تو راستی کے پہلو کو مقدم رکھ

ور شکے ہست خیز و تجربہ کن ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ تا شکوکت بر آورم از بُن

اور اگر کچھ شبہ ہے تو اُٹھ اور تجربہ کرلے تاکہ میں تیرے شکوک جڑ سے نکال پھینکوں

گر خرد پاک از خطا بودے ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ہر خردمند با خُدا بودے

اگر عقل غلطی سے پاک ہُوا کرتی۔ تو چاہیئے تھا کہ ہر عقلمند با خدا ہوتا

کس نرست از ذہول و سہو و خطا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ جز خداوندِ عالم الاشیا

کوئی بھی بھول چوک اور غلطی سے بچا ہوا نہیں۔ سوائے اس خدا کے جو ہر چیز کا علم رکھتا ہے

نظرے کُن ز روئے استقرا[1] ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ گر کسے رستہ است باز نما

تو استقرا کی رُو سے غور کر۔ اگر کوئی ان باتوں سے بچا ہے تو تُو ہمیں بتا دے

[1] استقراء: چند افراد پر تجربہ کرکے سب لوگوں پر یہی قاعدہ نافذ کرنا

ورنہ باز آ زِ شورش و انکار | جیفۂ کذب را مخور زنہار

ورنہ فساد اور انکار سے باز آ۔ اور جھوٹ کی سڑی ہوئی لاش کو ہرگز نہ کھا

آخرت با خدا فتد سروکار | خود نگہ کُن بترس زاں دادار

آخر کار تجھے خدا سے ہی کام پڑے گا۔ تو آپ ہی سوچ لے اور اس عادل سے ڈر

در خرابات او فتادہ دلے | خود بخود چوں بروں شود زِ گِلے

جو دل شراب خانہ میں پڑا ہوا ہے وہ دلدل میں سے آپ ہی کیوں کر نکل سکتا ہے

رو بہ باطل نہادۂ باز آ | دل بہ بد روئے دادۂ باز آ

تو نے باطل کی طرف توجہ کر رکھی ہے باز آ جا ایک بدصورت پر عاشق ہوگیا ہے تو باز آ جا

در مزابل فتادۂ باز آ | ایں کجا ایستادۂ باز آ

تو نجاست کی کوڑیوں پر پڑا ہوا ہے باز آ کہاں کھڑا ہے باز آ

اے لاف زن زِ عقل و خرد | ہوش کُن پا منہ بروں از حد

اے عقل و خرد کی لاف و گزاف مارنے والے ہوش میں آ۔ اور حد سے پاؤں باہر نہ رکھ

دم زدن در خیال ہائے محال | ہست شوریدہ مشربی و ضلال

ناممکن باتوں کا دعویٰ کرنا بد اطواری اور گمراہی ہے

ہر کہ رخت افگند بہ ویرانہ | مے نماید بتر زِ دیوانہ

جو شخص ویرانوں میں اپنا ٹھکانا بناتا ہے وہ پاگلوں سے بھی بدتر ہے

چوں چنیں سر زنی زِ راہِ صواب | چہ ندانی کہ آخر است حساب

تو نیکی کے راستے سے اس طرح کیوں انکار کرتا ہے کیا نہیں جانتا کہ آخر حساب دینا پڑے گا

پائے تو لنگ منزلِ تو دراز	ترسمت چوں بسی ازیں تگ و تاز

تیرا پیر لنگڑا اور منزل دور ہے مجھے ڈر ہے کہ اس حالت میں تو منزل پر کیونکر پہنچے گا

خود چنیں است فطرتِ انساں	کہ چو بیند کہ مشکل است گراں

آدمی کی اپنی فطرت بھی یہی ہے کہ جب مشکل کو سخت دیکھتا ہے

اوّل از زور و تابِ طاقتِ خویش	می کند سعی و جہد بیش از بیش

تو پہلے اپنے ہی زور قوت اور طاقت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محنت اور کوشش کرتا ہے

تا گر کارِ بستہ بکشاید!	زیرِ بارِ سپاسِ کس نایدا

تاکہ رکا ہوا کام چل نکلے اور وہ کسی کا مرہونِ احسان نہ ہو

چوں بہ بیند کہ کار رفت از دست	رسنِ اختیار رفت از دست

لیکن جب دیکھتا ہے کہ کام اس کی طاقت سے باہر ہے اور اختیار کی رسی اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہے

رو نہد سوئے کوچۂ یاراں	مددے جوید از مددگاراں

تو اپنے دوستوں کی گلی کا رخ کرتا ہے اور مددگاروں سے مدد مانگتا ہے

زورِ دستِ برادراں جویدا	نزدِ ہر کاردان ہمے پویدا

اپنے بھائیوں کے ہاتھوں کا زور تلاش کرتا ہے اور ہر واقف کار کے پاس دوڑ کر جاتا ہے

چوں بماند ز ہر طرف ناچار!	نالد آخر بدرگہِ دادار

پھر جب ہر طرف سے لاچار ہو جاتا ہے۔ تو آخر میں خدا کے حضور روتا ہے

نعرہ ہا مے زند بحضرتِ پاک	واز تضرع جبیں نہد بر خاک

اس پاک درگاہ کے سامنے چیخیں مارتا ہے اور عاجزی سے ماتھے کو خاک پر رکھتا ہے

درِ خود بندد و بگرید زار | کاے کشایندۂ رہِ دشوار

اپنا دروازہ بند کرکے رو رو کر عرض کرتا ہے کہ اے مشکل کشا

گنہِ من بہ بخش و پردہ بپوش | تا نہ دشمن زند بشادی جوش

میرے گناہ بخش اور میری پردہ پوشی کر تاکہ دشمن خوشی سے باغ باغ نہ ہو

چوں چنیں فطرتِ بشر اُفتاد | زاں سہ گونہ صفت کہ کردم یاد

جب انسان کی فطرت ایسی ہے یعنی اس میں وہ تینوں صفات موجود ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے

آں حکیمش زلُطفِ بے پایاں | حسبِ فطرت بداد ہم ساماں

تو اس حکیم نے بھی بے حد مہربانی کے ساتھ اسے اُس کی فطرت کے موافق ساماں عطا کیے

از پئے جہدِ خویش عقلش داد | راہِ فکر و قیاس و خوض کشاد

جدّ و جہد کے لیے خدا نے اُسے عقل بخشی ۔ فکر۔ قیاس اور غور کا راستہ کھول دیا

واز پئے کار باہمی امداد | رحم در قلبِ یک دگر بنہاد

باہمی امداد کے لیے اُس نے ایک دوسرے کے دل میں رحم رکھ دیا

از شعوب و قبائل و اقوام | کرد کارِ نظام و ربط تمام

برادریاں۔ قبیلے اور قومیں بنا کر اس نے ایک نظام قائم کیا اور تعلقات مکمل کر دیئے

واز پئے حاجتِ فیوضِ خُدا | کرد الہام را ز رحم عطا

اور خدائی فیضان کی ضرورت کے لیے اپنے رحم سے الہام مرحمت فرمایا

تا رسد کارِ آدمی بکمال | تا میسر شود ہمہ آمال

تاکہ آدمی کا کام اپنے کمال کو پہنچ جائے تاکہ ساری خواہشیں پوری ہو جائیں

تا بحدِّ یقیں رسد تعلیم | تا دو گونہ شود رہِ تفہیم

تاکہ تعلیم یقین کی حد تک جا پہنچے اور عقل و سمجھ کا راستہ ڈبل ہو جائے

زاں دو گونہ مناہجِ تلقیں | مے کشاید رہِ حصولِ یقیں

تلقین کے ان دو راستوں سے یقین حاصل کرنے کا رستہ کھل جاتا ہے

ہر طبیعت بحسبِ فہم و خیال | مے برآید بداں زِ چاہِ ضلال

ہر طبیعت اپنی سمجھ اور خیال کے مطابق ان وسائل کے ذریعہ گمراہی کے کنوئیں سے باہر نکل آتی ہے

غرض آں میل فطرتی کہ خدا | ق | کرد در فطرتِ بشر پیدا

غرض یہ کہ وہ قدرتی میلان جو خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں پیدا کیا ہے

آں ہمے خواست وحیٔ ربانی | نظرے کن بغور تا دانی

وہ بھی خدائی الہام کا طلب گار تھا غور سے دیکھ تاکہ تو حقیقت کو سمجھے

فطرتت چوں فتادہ است چناں | چوں کشی سر زِ فطرت اے ناداں

جب تیری فطرت ہی اسی طرح واقع ہوئی ہے پھر اے ناداں اس فطرت سے کیوں روگردانی کرتا ہے

اقتضائے طبیعتِ انساں | کہ نہادہ ست ایزدِ مناں

انسانی طبیعت کا تقاضا جو اس محسن خدا نے اس میں ودیعت کیا ہے

گہ بشر را کشد بسوئے قیاس | تا نہد کار را بہ عقل اساس

کبھی بشر کو قیاس کی طرف کھینچتا ہے تاکہ اپنے کام کی بنیاد عقل پر رکھے

گاہ دیگر کشد بہ منقولات | تا بیارامد از بیانِ ثقات

پھر دوسرے وقت وہی تقاضا اسے روایات کی طرف لاتا ہے تاکہ معتبر انسانوں کے بیان سے تسلی پکڑے

زینکه آرامِ قلب و اطمینان | جز با خبارِ صادقاں نتواں
کیونکہ سکونِ دل اور اطمینانِ قلب راست بازوں کی روایتوں کے سوا پیدا نہیں ہو سکتا

نیز چوں واجب است در تعلیم | کہ بقدرِ خرد بود تفہیم
نیز چونکہ تعلیم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ شاگرد کی عقل کے مطابق سمجھایا جائے

لاجرم رہ کشادہ اند دو تا | تا رسد ہر طبیعتے بخدا
اس لئے دو راستے کھول دیئے گئے ہیں۔ تاکہ ہر طبیعت کا انسان خدا تک پہنچ سکے

تا ذکی و غبی و اشرف و دُوں | رہ بیابند سوئے آں بے چوں
تاکہ ذہین اور غبی شریف اور رذیل اس بے مثل خدا کی طرف راہ پائیں

دیگر ایں است نیز ہم بُرہاں | بر ضروراتِ وحیٔ آں رحماں
ایک اور دلیل بھی اس رحمان کی وحی کی ضرورت پر یہ ہے

کہ چنیں شہرتِ خدائے یگاں | ہرگز از جہدِ عقل ہا نتواں
کہ خدائے واحد کی اس قدر شہرت صرف عقلوں کی کوشش سے نہیں ہو سکتی تھی

گر نہ گفتے خدا انا الموجود! | چوں فتادے جہاں برش بسجود
اگر خدا خود ہی نہ کہتا کہ میں موجود ہوں تو سارا جہاں اس کے سامنے سربسجود کیوں ہوتا

ایں ہمہ شورِ ہستیٔ آں یار | کہ ازو عالمے ست عاشقِ زار
اس یار کی ہستی کے متعلق اس شور سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا عالم اس کا عاشقِ زار ہے

خود بلند لخت آں خدائے جہاں | نہ بشر کرد بر سرش احساں
یہ شور بھی رب العالمین نے خود ہی ڈالا ہے نہ کہ آدمی نے اس پر احسان کیا ہے

اے دریغ ایں چہ آدمی زادند	کز خدا در خودی بیفتادند

افسوس یہ کیسے انسان ہیں جو خدا کو چھوڑ کر خودی میں پڑ گئے

عقل چوں شد چو فیضِ وحی نہ بود	دیدہ را نہ آفتاب ہست وجود

جب وحی کا فیضان ہی نہ تھا تو عقل کہاں سے آ گئی آنکھ کا وجود تو آفتاب کی وجہ سے ہے

او اگر نورِ خود نہ بخشیدے	چشمِ ما خود بخود چساں دیدے

اگر سورج اپنا نور نہ دیتا تو ہماری آنکھ خود بخود کس طرح دیکھ سکتی

بلبل از فیضِ گُل سخن آموخت	منکر او ہے ہماں کہ چشم بدوخت

گُل کے فیضان سے بلبل نے بات کرنا سیکھی وہی شخص اس بات سے منکر ہو سکتا ہے جو اپنی آنکھیں بند کر لے

ہمہ عالم گواہِ آلایش	ابلہ منکر زِ وحی و القا بش

سارا جہان خدا کی نعمتوں کا گواہ ہے۔ لیکن بے وقوف خدا کی وحی اور القا کا منکر ہے

مہرِ پاکاں بجانِ خود بنشاں	تا شوی جانِ من ہم از پاکاں

اپنے دل میں پاک لوگوں کی محبت بٹھا تاکہ اے جانِ من تو بھی پاکوں میں داخل ہو جائے

ایں خرد جملہ خلق مے دارند	ناز کم کن کہ چوں تو بسیارند

یہ عقل تو ساری مخلوقات کے پاس ہے اس پر ناز نہ کر کیونکہ تیرے جیسے بہت ہیں

چارۂ ما بغیرِ یار کُجا	ما کجائیم و عقلِ زار کجا

یار کے سوا ہمارا علاج اور کمال ہے ہماری ہستی کیا اور ہماری کمزور عقل ہی کیا

زہرِ فرقت چشی و ناکامی	باز منکر ز وحی و الہامی

تو جدائی کا زہر چکھ رہا ہے اور نامراد ہے اس پر بھی وحی و الہام سے منکر ہے

جان تو بر لب از نخوردنِ آب ۔۔۔ باز از آبِ زندگی رو تاب

پانی نہ پینے کی وجہ سے تو جاں بلب ہے ۔ پھر بھی آبِ حیات سے منہ پھیر رکھا ہے

کورِ ہستی و کیں بدیدہ وراں ۔۔۔ وہ چہ داری شقاوت و خسراں

خود تو اندھا ہے اور آنکھوں والوں سے دشمنی رکھتا ہے تیری بدبختی اور نقصان پر افسوس ہے

داروئے دردِ دل نہ فطنتِ ماست ۔۔۔ آں بدارالشفائے وحیِ خداست

درد دل کی دوا ہماری عقل نہیں ہے وہ دوا تو وحی الٰہی کے شفاخانہ میں ہے

نشود عینِ زر تصوّرِ زر ۔۔۔ زر ہمان است کو فتد بہ نظر

سونے کا تصوّر سونا نہیں ہوا کرتا بلکہ سونا وہی ہے جو نظر آ جائے

ہست بر عقل منّتِ الہام ۔۔۔ کہ ازو پختہ ہر تصوّرِ خام

عقل پر الہام کا یہ احسان ہے کہ اس کی وجہ سے ہر ناقص تصوّر پختہ ہو گیا

آں گماں بُرد و ایں نمود فراز ۔۔۔ آں نہاں گفت و ایں کشود آں راز

اس نے تو گمان کیا اور اس نے کھلم کھلا ظاہر کر دیا اس نے خفیہ کہا اور اس نے راز کو ظاہر کر دیا

آں فرو ریخت ایں بکف بسپرد ۔۔۔ آں طمع داد و ایں بجا آورد

اس نے گرا دیا اور اس نے ہاتھ میں دیا اس نے صرف لالچ دیا اور اس نے پورا کر دیا

آنکہ بشکست ہر بُتِ دلِ ما ۔۔۔ ہست وحیِ خدائے بے ہمتا

وہ چیز جس نے ہمارے دل کے ہر بُت کو توڑ دیا وہ خدائے لاثانی کی وحی ہی تو ہے

آنکہ ما را رُخِ نگار نمود! ۔۔۔ ہست الہام آں خدائے ودود

وہ جس نے ہمیں معشوق کا چہرہ دکھا دیا وہ خدائے مہربان کا الہام ہی تو ہے

آنکہ داد از یقینِ دل جامے	ہست گفتارِ آں دلآرامے

وہ جس نے دلی یقین کا جام ہمیں دیا وہ اس محبوب کی گفتار ہی تو ہے

وصلِ دلدار و مستی از جامش	ہمہ حاصل شدہ ز الہامش

دلبر کا وصل اور اس کے جامِ شراب کا نشہ سب اس کے الہام سے حاصل ہوئے

وصلِ آں یار اصلِ ہر کامیست	وانکہ زیں اصل غافل آں خامیست

ہر مقصد کا اصل اس یار کا وصل ہے اور جو اس اصل سے غافل ہے وہ کچا ہے

بے عطیات ما ہمہ بے زاد	بے عنایات ما ہمہ برباد

اس کی نعمتوں کے سوا ہم سب تہی دست ہیں اور اس کی عنایتوں کے بغیر ہم سب برباد ہیں

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۰۸ تا ۳۱۸
مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

ناتواناں را کجا تاب و تواں	تا نشاں یابند خود زاں بے نشاں

کمزوروں میں یہ طاقت کب ہے کہ وہ خود ہی اس بے نشان وجود کا پتہ لگالیں

عقلِ کوراں رہنما جوید براہ	رہبری از دانشِ کوراں مخواہ

اندھوں کی عقل تو خود ہی رستہ چلنے کے لیے رہنما ڈھونڈتی ہے تو اندھوں کی عقل سے رہبری طلب نہ کر

عقلِ ما از بہرِ زاری و بکاست	دفعِ آں زارِ جہالت از خداست

ہماری عقل تو صرف رونے دھونے کے لیے ہے اور جہالت کے دُکھ کا دفیعہ خدا کی طرف سے ہے

عقلِ طفل است اینکہ گرید زار زار	شیر جز مادر نیاید زینہار

بچے کی عقل تو صرف یہ ہے کہ زار زار روئے۔ مگر دودھ تو سوائے ماں کے ہرگز نہیں مل سکتا

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۳۲۵
۱۸۸۴ء)

عشق است کہ بر خاکِ مذلّت غلطاند
عشق است کہ بر آتشِ سوزاں بنشاند

عشق ہی ہے جو ذلت کی خاک پر آدمی کو تڑپاتا ہے۔ عشق ہی ہے جو جلتی ہوئی آگ پر اُسے بٹھاتا ہے

کس بہرِ کسے سر ندہد جاں نفشاند
عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

کوئی کسی کے لیے سر نہیں دیتا نہ جان قربان کرتا ہے۔ عشق ہی ہے کہ یہ کام پوری وفاداری سے کراتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۱۵۲)
مطبوعہ ۱۸۸۴ء

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یارِ دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم

میرے دلبر کو کوئی محبوب نہیں پہنچتا۔ میرے معشوق کے شہر میں سورج اور چاند کی کوئی قدر نہیں

آں کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب
واں کجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

ویسا چہرہ کہاں ہے جو اس کے منہ کی مانند آب و تاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں ہے جو میرے دلبر کی سی بہار رکھتا ہو

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۰۲)
مطبوعہ ۱۸۸۴ء

چشمِ گوش و دیدہ بند اے حق گزیں
یاد کن فرمانِ قُل للمؤمنین

اے حق پرست۔ آنکھ اور کان بند کر لے اور قل للمؤمنین کا خدائی حکم یاد کر

خاطرِ خود زیں و آں یکسر بر آر
تا شود بر خاطرت حق آشکار

اپنا دل اِدھر اُدھر کی چیزوں سے بالکل ہٹا لے تا کہ تیرے دل پر حق ظاہر ہو جائے

زیرِ پا کن دلبراں ایں جہاں
تا نماید چہرہ آں محبوبِ جاں

اس جہان کے معشوقوں کو لات مار تا کہ تیری جان کا محبوب تجھے اپنا منہ دکھائے

کاملاں حی اند ہم زیرِ زمین — تو بگوری باحیاتِ ایں چنیں

کامل لوگ تو زمین کے نیچے بھی زندہ ہیں اور تو اس زندگی کے باوجود قبر میں پڑا ہے

سالہا باید کہ خونِ دل خوری — تا بکوئے دلستانے رہ بری

بہت سال درکار ہیں کہ تو خونِ دل کھاتا رہے تب جا کر کہیں اس معشوق تک پہنچے گا

کے بآسانی رہے بکشایدت — صد جنوں باید کہ تا ہوش آیدت

آسانی سے راستہ کہاں کھل سکتا ہے۔ سینکڑوں دیوانگیاں چاہئیں تاکہ تجھے ہوش آئے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۰۶

مطبوعہ ۱۸۸۴ء

ہمیں مرگست کز یاراں بپوشد روئے یاراں را — بیکدم مے کند وقتِ خزاں فصلِ بہاراں را

یہ موت ہی تو ہے جو دوستوں سے دوستوں کا منہ چھپا دیتی ہے اور فصلِ بہار کو یکدم خزاں میں تبدیل کر دیتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۱۱)

ہست فرقانِ مبارک از خدا طیّب شجر — نونہال و نیک بود و سایہ دار و پُر ثمر

قرآن پاک خدا کی طرف سے ایک پاکیزہ درخت ہے جو نونہال اور نیک اصل والا اور سایہ دار پھلوں سے لدا ہوا ہے

میوہ گر خواہی بیا زیرِ درختِ میوہ دار — گر خرد مندی مجنباں بید را بہرِ ثمر

اگر تو میوہ چاہتا ہے تو میوہ دار درخت کے نیچے آ اگر عقلمند ہے تو بید کے درخت کو پھلوں کے لئے نہ ہلا

ور نیاید باورت در وصفِ فرقانِ مجید — حسنِ آں شاہد بپرس از شاہداں یا خود نگر

اگر تجھے قرآن مجید کی خوبیوں پر یقین نہیں ہے تو اس محبوب کا حسن دیکھنے والوں سے پوچھ یا خود تحقیق کر

وآنکہ او نامد پئے تحقیق و در کین مبتلا است | آدمی ہرگز نباشد ہست او بدتر ز خر

لیکن جو شخص تحقیق کے لیے نہیں آیا اور دشمنی میں لگا ہوا ہے وہ ہرگز آدمی نہیں بلکہ گدھے سے بھی بدتر ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۱۳
مطبوعہ ۱۸۸۴ء

اے خالقِ ارض و سما بر من درِ رحمت کُشا | دانی تو آں دردِ مرا کز دیگراں پنہاں کنم

اے خالقِ ارض و سما مجھ پر درِ رحمت کھول تو میرے اُس درد کو جانتا ہے جسے میں اوروں سے چھپاتا ہوں

از بس لطیفی دلبرا در ہر رگ و تارم در آ | تا چوں بجو دیا بم ترا دل خوشتر از بستاں کنم

اے دلبر تو بیحد لطیف ہے میرے ہر رگ و ریشہ میں داخل ہو جا تا کہ جب تجھے اپنے اندر پاؤں تو اپنا دل چمن سے بھی زیادہ خوشتر کر لوں

ور سرکشی اے پاک خو جاں برکنم در ہجرِ تو | و انساں ہمے گریم کزو یک عالمے گریاں کنم

اور اے نیک صفات اگر تو انکار کرے تو تیرے فراق میں جان دے دونگا اور اتنا روؤں گا کہ ایک عالم کو رُلا دوں گا

خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رو نما | خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آں داماں کنم

خواہ تو مجھ سے ناراض ہو کر جدا کر دے خواہ لطف فرما کر اپنا چہرہ دکھا دے خواہ مار یا چھوڑ میں تیرے دامن کو نہیں چھوڑ سکتا

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۱۴)
مطبوعہ ۱۸۸۴ء

اے خدا اے چارہ آزارِ ما | اے علاجِ گریہ ہائے زارِ ما

اے خدا - اے ہمارے دکھوں کی دوا - اور اے ہماری گریہ و زاری کا علاج

اے تو مرہم بخشِ جانِ ریشِ ما | اے تو دلدارِ دلِ غم کیشِ ما

تو ہماری زخمی جان پر مرہم رکھنے والا ہے۔ اور تو ہمارے غمزدہ دل کی دلداری کرنے والا ہے

از کرم بر داشتی ہر بارِ ما | ای تو ہر بار و برِ اشجارِ ما
توُنے اپنی مہربانی سے ہمارے سب بوجھ اٹھا لیے ہیں اور ہمارے درختوں پر میوہ اور پھل تیرے فضل سے ہے

حافظ و ستاری از جود و کرم | بیکساں را یاری از لطفِ اتم
توہی مہربانی اور عنایت سے ہمارا محافظ اور پردہ پوش ہے اور کمالِ مہربانی سے بے کسوں کا ہمدرد ہے

بندۂ درماندہ باشد دل طپاں | ناگہاں درماں بر آری از میاں
جب بندہ مغموم اور درماندہ ہو جاتا ہے تو توُ وہیں سے اس کا علاج پیدا کر دیتا ہے

عاجزے را ظلمتے گیرد براہ | ناگہاں آری بروصد مہر و ماہ
جب کسی عاجز کو رستے میں اندھیرا گھیر لیتا ہے تو توُ یکدم اس کے لیے سینکڑوں سورج اور چاند پیدا کر دیتا ہے

حُسن و خُلق و دلبری بر تو تمام | صحبتے بعد از لقائے تو حرام
حسن و اخلاق اور دلبری تجھ پر ختم ہیں تیری ملاقات کے بعد پھر کسی سے تعلق رکھنا حرام ہے

آں خرد مندیکہ او دیوانہ ات | شمعِ بزم است آنکہ او پروانہ ات
وہ عقلمند ہے جو ترا دیوانہ ہے اور وہ شمعِ بزم ہے۔ جو تیرا پروانہ ہے

ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد | ناگہاں جانے در ایمانش فتد
ہر وہ شخص جس کے جان و دل میں تیرا عشق داخل ہو جائے تو اس کے ایمان میں فوراً جان پڑ جاتی ہے

عشقِ تو گردد عیاں بر رُوے اُو | بوئے تو آید زبام و کوئے اُو
تیرا عشق اس کے چہرہ پر ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کے در و دیوار سے تیری خوشبو آتی ہے

صد ہزاراں نعمتش بخشی ز جُود | مہر و مہ را پیشش آری در سجود
تو اس کو اپنے کرم سے لاکھوں نعمتیں بخشتا ہے سورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ کرواتا ہے

خود نشینی از پئے تائید او　　روئے تو یاد آید از دیدار او

تو اس کی نصرت کے لیے خود تیار ہو جاتا ہے اور اس کے دیدار سے تیرا چہرہ یاد آتا ہے

بس نمایاں کارہا کاندر جہاں　　مے نمائی بہر اکرامش عیاں

اس جہان میں بہت سے نمایاں کام تو اس کی عزت کے لیے ظاہر کرتا ہے

خود کنی و خود کنانی کار را　　خود دہی رونق تو آں بازار را

تو آپ ہی کام کرتا ہے اور آپ ہی کرواتا ہے۔ اور آپ ہی اس بازار کو رونق دیتا ہے

خاک را در یکدمے چیزے کنی　　کز ظہورش خلق گیرد روشنی

مٹی کو تو یکدم ایک قیمتی چیز بنا دیتا ہے۔ تا کہ اس کے ظہور سے مخلوقات روشنی حاصل کرے

ہر کسے چوں مہربانی مے کنی　　از زمینی آسمانی مے کنی

جب تو کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے

ہمد شعاعش میدہی چوں آفتاب　　تا نماند طالب دیں در حجاب

اس کو آفتاب کی مانند سینکڑوں شعاعیں بخشتا ہے تا کہ طالب دین اندھیرے میں نہ رہے

تا ز تاریکی بر آید عالمے　　تا نشاں یابند از کویت ہمے

تا کہ ایک عالم اندھیرے سے نکل آئے۔ تا کہ لوگ تیرے کوچے کا پتہ لگالیں

زیں نشانہا بد رگاں کور و کر اند　　صد نشاں بینند و غافل بگذرند

لیکن شریر لوگ ان نشانوں سے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھتے ہیں لیکن غافل گذر جاتے ہیں

عشق ظلمت دشمنی با آفتاب　　شب پران بر ملی جاں در حجاب

ان کو اندھیرے سے عشق ہے اور آفتاب سے دشمنی دائمی چمگادڑ ہیں کہ ان کی جان پردہ ظلمت میں ہے

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفٰے | سیدِ عشاقِ حق شمس الضحٰے

وہ جہاں کا بادشاہ جس کا نام مصطفٰےؐ ہے جو عشاقِ حق کا سردار اور شمس الضحٰی ہے

آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست | آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست

وہ وہ ہے کہ ہر نور اسی کے طفیل سے ہے اور وہ وہ ہے کہ جس کا منظور کردہ خدا کا منظور کردہ ہے

آنکہ بہرِ زندگی آبِ رواں | در معارف ہمچو بحرِ بیکراں

اس کا وجود زندگی کے لیے آبِ رواں ہے اور حقائق اور معارف کا ایک ناپیدا کنار سمندر ہے

آنکہ بر صدق و کمالش در جہاں | صد دلیل و حجتِ روشن عیاں

وہ کہ جس کی سچائی اور کمال پر دنیا میں سینکڑوں دلیلیں اور روشن براہین ظاہر ہیں

آنکہ انوارِ خدا بر روئے او | مظہرِ کارِ خدائی کوئے او

وہ جس کے منہ پر خدائی انوار برستے ہیں اور جس کا کوچہ نشاناتِ الٰہی کا مظہر ہے

آنکہ جملہ انبیاء و راستاں | خادمانش ہمچو خاکِ آستاں

وہ کہ تمام نبی اور راست باز خاکِ در کی طرح اس کے خادم ہیں

آنکہ مہرش مے رساند تا سما | مے کند چوں ماہِ تاباں در صفا

وہ کہ جس کی محبت آدمی کو آسمان تک پہنچاتی ہے اور صفائی میں چمکتے ہوئے چاند کی طرح بنا دیتی ہے

مے دہد فرعونیاں را ہر زماں | چوں یدِ بیضائے موسیٰ صد نشاں

وہ نبی فرعونی لوگوں کو ہر وقت دکھاتا ہے موسیٰؑ کے یدِ بیضا کی طرح سینکڑوں نشانات

آں نبی در چشمِ ایں کورانِ زار | ہست یک شہوت پرست و کیں شعار

یہ نبی ان کم بخت اندھوں کی نظر میں۔ ایک شہوت پرست اور کینہ پرور شخص ہے

شرمت آید اے سگِ ناچیز و پست   مے نہی نامِ یلاں شہوت پرست

اے حقیر اور ذلیل کُتّے شرم کر۔ تو پہلوانوں کا نام شہوت پرست رکھتا ہے

ایں نشانِ شہوتی ہست اے لئیم   کو زخش رخشاں بود نورِ قدیم

اے بدبخت کیا یہ ایک شہوت پرست کی علامت ہے کہ اس کے چہرے سے نُورِ ازلی چمکتا ہو

در شبے پیدا شود روزش کند   در خزاں آید دل افروزش کند

رات کے وقت آئے اور اسے دن بنا دے خزاں کے موسم میں آئے اور اُسے بہار بنا دے

مظہرِ انوارِ آں بے چوں بود!   در خرد از ہر بشر افزوں بود

اس بے مثل خدا کے انوار کا مظہر ہو۔ عقل میں ہر انسان سے زیادہ ہو

اتباعش آں دہد دل را کشاد   کش نہ بیند کس بصد سالہ جہاد

اس کی پیروی دل کو اس قدر انشراح بخشے کہ کوئی سو سال جہاد کرکے بھی نہ پائے

اتباعش دل فروزد جاں دہد   جلوہ از طاقتِ یزداں دہد

اس کی اتباع دل کو روشن کردے اور نئی جان بخشے۔ اور خدائی طاقتوں کی تجلی دکھائے

اتباعش سینہ نورانی کند   باخبر از یارِ پنہانی کند

اس کی پیروی سینہ کو نورانی کرے۔ اور اس مخفی دوست سے باخبر بنائے

منطقِ اُو از معارف پُر بود   ہر بیانِ او سراسر دُر بود

اس کا کلام حقایق و معارف سے بھرا ہوا ہو اور اس کا ہر بیان بالکل موتی ہو

از کمالِ حکمت و تکمیلِ دیں   پا نہد بر اوّلین و آخریں

اپنے حکمت کے کمال اور شریعت کی تکمیل کی وجہ سے اگلوں اور پچھلوں کا سردار ہو

واز کمالِ صورت و حسنِ اتم	جملہ خوباں را کند زیرِ قدم

حسن و خوبی میں کامل ہونے کی وجہ سے تمام معشوقوں کی جگہ اس کے قدموں میں ہو

تا بعشش چوں انبیاء گردد ز نور	نورش افتد بر ہمہ نزدیک و دور

اس کا پیرو نورانیت کی وجہ سے انبیاء کی طرح ہو جائے اس کی روشنی دور و نزدیک سب پر پڑے

شیرِ حق پر ہیبت از ربِّ جلیل	دشمناں پیشش چو روباہِ ذلیل

خدا تعالیٰ کی طرف سے سچائی کا پر ہیبت شیر ہو۔ دشمن اس کے سامنے ذلیل لومڑی کی طرح ہوں

ایں چنیں شیرے بود شہوت پرست	ہوش کن اے روبہے ناچیز و پست

کیا ویسا شیر شہوت پرست ہوا کرتا ہے۔ اے ذلیل و حقیر لومڑی ہوش میں آ

چیستی اے کورکِ فطرت تباہ	طعنہ بر خوباں بدیں روئے سیاہ

اے ذلیل بد فطرت اندھے تو کیا ہے؟ اس کالے منہ کے ساتھ حسینوں پر طعنہ زنی کرتا ہے

شہوتِ شاں از سرِ آزادی است	نے اسیرانِ چو تو آں قوم مست

ان عاشقانِ الہیٰ کی شہوت آزادی کی بنا پر ہے۔ تیری طرح شہوت کے قیدی نہیں ہیں

خود نگہ کن آں یکے زندانی است	ق	واں دگر داروغہ سلطانی است

تو آپ غور کرے کہ ایک شخص تو قیدی ہے اور دوسرا شخص شاہی داروغۂ جیل ہے

گرچہ در یکجاست ہر دو را قرار	لیک فرقے ہست دوری آشکار

اگرچہ ان دونوں کی رہائش ایک ہی جگہ ہے۔ لیکن دونوں کا فرق ظاہر ہے

کارِ پاکاں بر بداں کردن قیاس	کارِ ناپاکاں بود اے بدحواس

پاکوں کی باتوں کا بروں پر قیاس کرنا اے بدحواس یہ ناپاکوں کا کام ہے

کاملاں کز شوقِ دلبر مے روند — با دو صد بارے سبکتر مے روند

کامل لوگ جو دلبر کے شوق میں چلے جا رہے ہیں وہ دو سو بوجھ اٹھا کر بھی ہلکے پھلکے چلتے ہیں

ایں کمال آمد کہ با فرزند و زن — از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن

کمال تو یہ ہے کہ باوجود اولاد اور بیوی کے پھر بھی اہل و عیال سے الگ ہیں

در جہان و باز بیروں از جہاں! — بس ہمیں آمد نشانِ کاملاں!

دنیا میں رہیں مگر اصل میں دنیا سے باہر ہوں کامل لوگوں کی یہی علامت ہے

چوں ستورے زیرِ بار افتد بسر — در تہی رفتن سریع و تیز تر ق

جب کوئی گھوڑا بوجھ لادنے سے سر کے بل گر پڑے مگر خالی چلنے میں بہت چالاک اور تیز رفتار ہو

ایں چنیں اسپے کجا آید بکار! — نابکار ست ایں درا سپاں مشمار

تو ایسا گھوڑا کس کام آسکتا ہے۔ وہ تو نکما ہے اس کو گھوڑوں میں شمار مت کر

اسپ آں اسپ است کو بارِ گراں — مے کشد ہم مے رود بس خوش عناں

گھوڑا تو وہ ہے جو کہ بھاری بوجھ کو بھی لے جاتا ہے اور خود بھی اچھی چال چلتا ہے

کاملے گر زن بدارد صد ہزار — صد کنیزک صد ہزاراں کاروبار

اگر کوئی کامل انسان لاکھوں عورتیں رکھتا ہو نیز اس کی سینکڑوں لونڈیاں اور لاکھوں کاروبار ہوں

پس گر افتد در حضورِ او فتور — نیست آں کامل ز قربت ہست دور

پھر اگر اس کی حضوری میں فرق پڑے تو وہ کامل نہیں بلکہ خدا کے قرب سے دور ہے

نیست آں کامل نہ مردے زندہ جاں — گر خردمندی ز مرداں مخواں!

تو وہ کامل ہے نہ وہ بیدار مغز مرد ہے۔ اگر تو عقل مند ہے تو اسے مردوں میں سے نہ سمجھ

کامل آں باشد کہ با فرزند و زن | ق | با عیال و جملہ مشغولیٔ تن!

کامل وہ ہوتا ہے جو باوجود بیوی بچوں کے اور باوجود عیال اور جسمانی مشاغل کے

با تجارت با ہمہ بیع و شرا! | یک زماں غافل نہ گردد از خدا

اور باوجود تجارت اور خرید و فروخت کے کسی وقت بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا

ایں نشانِ قوّتِ مردانہ است | کاملاں را بس ہمیں پیمانہ است

یہ ہے مردوں والی طاقت کا نشان۔ کاملوں کے لیے بس یہی معیار ہے

سوختہ جانے زِ عشقِ دلبرے | کے فراموشش کند یادِ دیگرے

جس کی جان دلبر کے عشق میں جلی ہوئی ہو وہ اس کو بھول کر دوسرے کی طرف کب توجہ کر سکتا ہے

اُو نظر دارد بغیر و دل بہ یار | دست در کار و خیال اندر نگار

وہ بظاہر غیر کی طرف نظر رکھتا ہے لیکن دل یار کی طرف ہوتا ہے ہاتھ کام میں ہوتا ہے لیکن خیال محبوب کی طرف

دل طپاں در فرقتِ محبوبِ خویش! | سینہ از ہجرانِ یارے ریش ریش!

اپنے محبوب کی فرقت میں اس کا دل تڑپتا ہے۔ اور یار کے ہجر میں سینہ زخمی رہتا ہے

اُوفتادہ دُور از رُوئے کسے | دل دواں ہر لحظہ در کوئے کسے

وہ محبوب کے چہرہ سے دُور پڑا ہوا ہے۔ مگر ہر وقت دل محبوب کے کوچہ میں دوڑ رہا ہوتا ہے

خم شدہ از غم چو ابروئے کسے | ہر زماں پیچاں چو گیسوئے کسے

کسی کے ابرو کی طرح غم کے مارے خمیدہ ہو گیا ہے اور کسی کی زلفوں کی طرح ہر وقت پیچ و تاب میں ہے

دلبرش در شد بجان و مغز و پوست | راحتِ جانش بیادِ روئے اوست

اس کا دلبر جان، مغز اور پوست میں رچ گیا۔ اس کے دل کی راحت اس کے مکھڑے کی یاد میں ہے

جاں شد او کے جاں فراموشش شود | ہر زماں آید ہم آغوشش شود
وہ اس کی جان بن گیا اور جان کب بھلائی جا سکتی ہے وہ ہر وقت آتا ہے اور اس سے بغل گیر ہوتا ہے

دیدہ چوں بر دلبرِ مست اوفتد | ہر چہ غیرِ اوست از دست اوفتد
دلبر مست پر جب نظر پڑتی ہے تو ہر چیز جو ہاتھ میں ہوتی ہے گر پڑتی ہے

غیر گو در بر بود دور است دور | یارِ دور افتادہ ہر دم در حضور
غیر اگر پہلو میں ہو پھر بھی دور ہے۔ لیکن یار اگر دور بھی ہو تو ہر وقت پاس ہی ہے

کار و بارِ عاشقاں کارے جداست | برتر از فکر و قیاساتِ شماست
عاشقوں کا کاروبار ہی جدا ہے۔ اور تم لوگوں کے فکر و قیاس سے بالاتر ہے

قوم عیار است دل در دلبرے | چشمِ ظاہر بیں بدیوار و درے
یہ قوم بڑی ہشیار ہے ان کا دل تو دلبر میں ہوتا ہے اور ظاہری آنکھیں در و دیوار کی طرف

جاں خروشاں از پئے مہرِ بکرے | بر زبان صد قصہ ہا از دیگرے
ان کی جان تو ایک حسین کے لیے تڑپتی ہے اور ان کی زبان پر اوروں کا ذکر ہوتا ہے

فانیاں را مانعے از یار نیست | بچہ و زن بر سرِ شاں بار نیست
فانی لوگوں کے لیے کوئی چیز بھی یار سے مانع نہیں۔ بیوی اور بچے ان کے سر پر بوجھ نہیں ہوتے

با دو صد زنجیر ہر دم پیشِ یار | خار با او گل گل اندر ہجر خار
سینکڑوں بندشوں کے باوجود ہر دم محبوب کے حضور میں رہتے ہیں اس کے ہمراہ ان کو کانٹے پھول اور اس کے بغیر پھول کانٹے معلوم ہوتے ہیں

تو بیک خارے بر آری صد فغاں | عاشقاں خنداں بپائے جانفشاں
تو ایک کانٹے کی وجہ سے سینکڑوں چیخیں مارتا ہے اور عاشق اپنی جان قربان کر کے بھی ہنستے رہتے ہیں

عاشقاں در عظمتِ مولیٰ فنا | غرقۂ دریائے توحید از وفا!
عاشق مولیٰ کی عظمت میں فنا ہیں۔ اور وفاداری کی وجہ سے دریائے توحید میں غرق ہیں

کین و مہر شاں ہمہ بہرِ خدا است | قہرِ شاں گر ہست آں قہرِ خدا است
ان کی دشمنی اور دوستی سب خدا کے لیے ہے۔ اگر ان کو غصہ بھی آتا ہے تو وہ خدا ہی کا غصہ ہے

آنکہ در عشقِ احد محو و فنا ست | ہر چہ زو آید ز ذاتِ کبریا ست
جو خدا کے عشق میں فانی اور محو ہے جو کچھ بھی اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ ذاتِ کبریا ہی کی طرف سے ہے

فانی است و تیر او تیرِ حق است | صیدِ او در اصل نخچیرِ حق است
وہ فانی ہے اور اس کا تیر خدا کا تیر ہے اور اس کا شکار در اصل خدا کا شکار ہے

آنچہ مے باشد خدا را از صفات | خود دمد در فانیاں آں پاک ذات
خدا تعالیٰ کی جو صفات ہیں وہ پاک ذات ان صفات کو فانی فی اللہ لوگوں میں خود پھونک دیتا ہے

خوئے حق گردد در ایشاں آشکار | از جمال و از جلالِ کردگار
خدا کی صفات ان سے ظاہر ہونے لگتی ہیں خواہ وہ جمالی ہوں یا جلالی

لطفِ شاں لطفِ خدا ہم قہرِ شاں | قہرِ حق گردد نہ ہمچوں دیگراں!
ان کا لطف خدا کا لطف ہے اور ان کا قہر خدا کا قہر ہو جاتا ہے دوسروں کی طرح ان کا معاملہ نہیں ہے

فانیاں ہستند از خود دور تر | ہمچوں ملایک کار کن از داد گر!
یہ فانی لوگ اپنی خودی سے بالکل دور ہیں وہ فرشتوں کی طرح خدائے منصف کارندے ہیں

گر فرشتہ قبضِ جانے مے کند | یا کرم بر ناتوانے مے کند
اگر فرشتہ کسی کی جان نکالتا ہے۔ یا کسی کمزور پر مہربانی کرتا ہے

این ہمہ سختی و نرمی از خدا ست	او ز خواہشہائے نفسِ خود جدا ست

تو یہ سختی اور نرمی خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ فرشتہ تو اپنی نفسانی خواہشوں سے بالکل الگ ہے

ہمچنیں مے دان مقامِ انبیاء	واصلان و فاصلان از ماسوا

انبیاء کے مقام کی بھی یہی مثال سمجھ۔ وہ واصل باللہ ہیں اور اس کے غیر سے بے تعلق

فانی اند و آلۂ ربانی اند	نورِ حق در جامۂ انسانی اند!

وہ فانی اللہ ہیں اور خدا کا ہتھیار ہیں۔ انسانی جامہ میں خدا کا نور ہیں

سخت پنہاں در قبابِ حضرت اند	گم ز خود در رنگ و آبِ حضرت اند

بارگاہ الٰہی کے گنبد میں بالکل مخفی ہیں خودی سے الگ ہو کر خدائی رنگ و روپ میں زندگی بسر کرتے ہیں

اختران آسمانِ زیب و فر	رفتہ از چشمِ خلائق دور تر

حسن اور دبدبہ کے آسمان کے ستارے ہیں اور لوگوں کی آنکھوں سے دور چلے گئے ہیں

کس ز قدرِ نورِ شاں آگاہ نیست	زانکہ ادنیٰ را بہ اعلیٰ راہ نیست

کوئی ان کے نور کی قدر سے باخبر نہیں ہے کیونکہ ادنیٰ کو اعلیٰ تک رسائی نہیں ملتی

کور کورانہ زند رائے دنی	چشمِ کورش بے خبر زاں روشنی

اندھا اندھے پن کی وجہ سے ذلیل رائے دیتا ہے کیونکہ اس کی نابینا آنکھیں اس روشنی سے ناآشنا ہیں

ہمچنیں تو اے عدوِّ مصطفےٰ	مے نمائی کوری خود را بما

اس طرح تو بھی اے مصطفےٰ کے دشمن اپنی نابینائی کو ہم پر ظاہر کرتا ہے

بر قمر عو عو کنی از سگ رگی!	نورِ مہ کمتر نہ گردد زیں سگی!

جیسا کہ کتے کی عادت ہوتی ہے تو چاند پر بھونکتا ہے مگر اس کتے پن سے چاند کا نور کم نہیں ہو سکتا

مصطفےٰ آئینہ روئے خداست منعکس در وے ہماں خوئے خداست

مصطفےٰ تو خدا کے چہرہ کا آئینہ ہیں۔ ان میں خدا تعالیٰ کی ہی تمام صفات منعکس ہیں

گر ندیدستی خدا اُو را ببیں من رانی فقد رای الحق ایں یقیں

اگر تو نے خدا کو نہیں دیکھا تو انہیں دیکھ، یہ حدیث یقینی ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھا

آنکہ آویزد بہ مستانِ خُدا خصمِ او گردد جنابِ کبریا!

جو شخص خدا کے عاشقوں سے اُلجھتا ہے۔ تو جنابِ الٰہی خود اس کے دشمن ہو جاتے ہیں

دستِ حق تائیدِ ایں مستاں کُند چوں کسے با دستِ حق دستاں کند

خدا کا ہاتھ ان عاشقوں کی مدد کرتا ہے جب کوئی ان کے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے

منزلِ شاں برتر از صد آسماں بس نہاں اندر نہاں اندر نہاں

ان کا مقام سینکڑوں آسمانوں سے بھی بلند ہے اور وہ تو مخفی در مخفی در مخفی ہیں

پا فشردہ در وفائے دلبرے واز سرِ خش بر خاک اُفتادہ سرے

اپنے دلبر کی وفاداری میں پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے ہیں اور اس کے عشق میں ان کا سر خاک پر پڑا ہے

جانِ خود را سوختہ بہرِ نگار زندہ گشتہ بعد مرگِ صد ہزار

اُس نگار کی خاطر انہوں نے اپنی جان کو جلا دیا۔ اور لاکھوں موتوں کے بعد زندہ ہوئے ہیں

صاحب چشم اندر آنجا بے تمیز چشمِ کوراں خود نباشد ہیچ چیز

اُس جگہ تو اہل نظر کو بھی تمیز نہیں رہتی۔ آنکھ کے اندھوں کی وہاں بھلا کیا حقیقت ہے

روئے شاں آں آفتابے کاندر آں چشمِ مرداں خیرہ ہم چوں شپّراں

ان کا چہرہ ایسا سورج ہے کہ اس کی روشنی میں مردوں کی آنکھیں بھی چمگادڑ کی طرح خیرہ ہو جاتی ہیں

تو خودی زن بلکہ ای تو ہمچوں زناں — ناقص ابن ناقص ابنِ ناقصاں

تو تو آپ عورت ہے اور تیری رائے بھی عورتوں جیسی ہے تو ناقص تیرا باپ ناقص تیرا دادا سب ناقص

خوب گر نزدِ تو زشت ست و تباہ — پس چہ خوانم نامِ تو اے رو سیاہ

اگر حسین تیرے نزدیک بدصورت اور خراب حال ہے تو اے روسیاہ بتا میں تیرا کیا نام رکھوں

کوریت صد پردہ ہا بر تو فگند — ویں تعصب ہائے تو بیخت بکند

تیری نابینائی نے تجھ پر سینکڑوں پردے ڈال رکھے ہیں اور تیرے تعصبوں نے تیری جڑ اکھیڑ دی ہے

اے بسا محبوبِ آں ربِّ جلیل! — پیشت از کوری حقیر است و ذلیل

خدائے ذوالجلال کے بہت سے محبوب تیری نابینائی کی وجہ سے تیرے نزدیک ذلیل و حقیر ہیں

اے بسا کس خوردہ صد جامِ فنا — پیشِ ایں چشمت پُر از حرص و ہوا!

ایسے بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے فنا کے سینکڑوں جام پیے ہیں تیری ان آنکھوں کو حریص اور ہوا پرست نظر آتے ہیں

گر نماندے از وجودِ تو نشاں — نیک بودے زیں حیاتِ چوں سگاں

اگر تیری ہستی کا نام و نشان مٹ جاتا تو اس کتوں والی زندگی سے اچھا ہوتا

زاغ گر زادے بجایت مادرت — نیک بود از فطرتِ بد گوہرت

تیری ماں اگر تیری بجائے کوا جنتی تو تیری بدگوہر فطرت کی نسبت اچھا تھا

زانکہ کذب و فسق و کفرت در سر است — واں نجاست خواریت زاں بدتر است

چونکہ جھوٹ فسق اور کفر تیرے دماغ میں ہے اور تیری یہ نجاست خوری اس کی نسبت زیادہ بری ہے

تو ہلاکی اے شقیٔ سرمدی! — زانکہ از جانِ جہاں سرکش شدی

اے شقیٔ ازلی تو ہلاک شدہ ہے۔ کیونکہ تو اس جانِ جہان سے سرکش ہو گیا ہے

اے درِ انکار و شکے از شاہِ دیں | خادمان و چاکرانش را ببیں

اے وہ کہ تو دین کے بادشاہ سے انکار اور شک میں ہے اُس کے خادموں اور نوکروں کو ہی دیکھ

کس ندیدہ از بزرگانت نشاں | نیست در دستِ تو بیش از داستاں

کسی نے بھی کوئی نشان تیرے بزرگوں سے نہیں دیکھا تیرے ہاتھ میں کہانیوں سے زیادہ اور کچھ نہیں

لیک گر خواہی بیا بنگر زِ ما | صد نشانِ صدقِ شانِ مصطفےٰؐ

لیکن اگر تو چاہے۔ تو آ۔ ہم تجھے مصطفےٰؐ کی شانِ صداقت کے سینکڑوں نشان دکھا دیں گے

ہاں بیا اے دیدہ بستہ از حسد | تا شعاعش پردہ تو بر درد!

اے وہ جس نے حسد کے مارے آنکھیں بند کرلی ہیں آ تا کہ اس کی روشنی تیرے حجابوں کو پھاڑ ڈالے

صادقاں را نورِ حق تا بد مدام! | کاذباں مُردند و شد ترکی تمام

سچوں کیلئے نورِ حق ہمیشہ چمکتا رہتا ہے جھوٹے مر گئے اور ان کی تر کی تمام ہوئی

مصطفےٰؐ مہرِ درخشانِ خدا است | بر عدوش لعنتِ ارض و سما است

مصطفےٰؐ خدا تعالیٰ کا چمکتا ہوا آفتاب ہے اس کے دشمن پر زمین و آسمان کی لعنت ہے

ایں نشانِ لعنت آمد کایں خساں | ماندہ اندر ظلمتے چوں شپّراں!

لعنت کا یہی تو نشان ہے کہ یہ ذلیل لوگ چمگادڑوں کی طرح اندھیرے میں پڑے ہیں

نے دلِ صافی نہ عقلے راہ بیں | راندۂ درگاہِ ربّ العالمین!

نہ ان کا دل پاک ہے نہ ان کی عقل راستہ دیکھنے والی ہے وہ رب العالمین کی درگاہ سے مردود ہیں!

جاں کنی صد گُن بکینِ مصطفےٰؐ! | رہ نہ بینی جز بدینِ مصطفےٰؐ!

مصطفےٰؐ کی دشمنی میں سینکڑوں دفعہ بھی تیری نوبت جانکنی تک پہنچ جائے پھر بھی تو مصطفےٰؐ کے دین کے سوا سیدھا راستہ نہ پائیگا

آنکہ نور احمد آید چارہ گر! | کس نمی گیرد زِ تاریکی بدر!

جب تک احمد کا نور چارہ گر نہ ہو گا تب تک کوئی اندھیرے سے باہر نہیں نکل سکتا

از طفیلِ اوست نُورِ ہر نبی! | نامِ ہر مُرسل بنامِ او جلی

ہر نبی کا نور اُسی کے طفیل سے ہے اور ہر رسول کا نام اس کے نام کی وجہ سے روشن ہے

آں کتابے ہمچو خور دادش خدا | کز رخش روشن شد ایں ظلمت سرا

خدا نے اُسے سورج کی طرح کی ایسی کتاب عطا کی کہ اس کے روئے روشن سے یہ اندھیرا جہان چمک اٹھا

ہست فرقاں طیّب و طاہر شجر | از نشانہا مے دہد ہر دم ثمر!

فرقان ایک پاک اور طیّب درخت ہے اور ہر زمانہ میں نشانات کے پھل دیتا ہے

صد نشانِ راستی در وے پدید | نے چو دینِ تو بنایش بر شنید!

سچائی کے سینکڑوں نشان اس میں ظاہر ہیں تیرے دین کی طرح اُس کی بنیاد شنید پر نہیں ہے

پُر ز اعجاز است آں عالی کلام | نورِ یزدانی درو رخشند تمام

وہ بزرگ کتاب معجزات سے بھری ہوئی ہے اُس میں خدائی نُور پورا پورا چمکتا ہے

از خدائی ہا نمودہ کار را! | بر دریدہ پردۂ کفّار را!

اُس نے خدائی طاقتوں کے ساتھ کام کیا ہے اور کفّار کے پردے پھاڑ کر دکھائے ہیں

آفتاب است و کند چوں آفتاب | گر نۂ کوری بیا بنگر شتاب

وہ خود آفتاب ہے دوسروں کو بھی آفتاب کی طرح بنا دیتا ہے اگر تو اندھا نہیں ہے تو جلدی آ اور دیکھ

اے مزوّر گر بیائی سوئے ما! | واز وفا رخت افگنی در کوئے ما

اے کذّاب! اگر تو ہماری طرف آئے اور وفاداری کے ساتھ ہمارے کوچہ میں ڈیرے ڈال دے

دار بر صدق و ثبات و غم خوری! روزگارے در حضورِ ما بری!

اور سچائی استقلال اور دردِ دل کے ساتھ ہمارے پاس کچھ مدت تک ٹھہرے

عالمے بینی ز ربّانی نشاں! سوئے رحماں خلق و عالم را کشاں

تُو خدائی نشانوں کا ایک عالم دیکھے گا۔ جو دُنیا جہان کو رحمان کی طرف کھینچتا ہوگا

گر خلافِ واقعہ گفتم سخن! راضیم گر تو سرم بُرّی ز تن!

اگر میں نے خلاف واقعہ یہ بات کہی ہے تو میں راضی ہوں کہ تُو میرا سر تن سے جُدا کردے

راضیم گر خلق بر دارم کشند! از سرِ کیں با صد آزارم کشند!

میں اس پر بھی راضی ہوں کہ لوگ مجھے سولی پر چڑھا دیں اور سینکڑوں دکھ دے کر غصّہ سے مجھے مار ڈالیں

راضیم گر باشدم ایں کیفرے خوں رواں بر خاک اُفتادہ سرے

میں راضی ہوں اگر مجھے یہ سزا ملے کہ خاک پر میرا خون بہتا ہوا سر پڑا ہو

راضیم گر مال و جان و تن رود و آنچہ از قسمِ بلا بر من رود!

میں راضی ہوں اگر میرے جان و مال اور جسم فنا ہو جائیں اور بھی طرح طرح کی مصیبتیں مجھ پر نازل ہوں

گر دروغم رفتہ باشد بر زباں راضیم بر ہر سزائے کاذباں!

اگر میری زبان سے جھوٹ نکلا ہے۔ تو جھوٹوں کی ہر سزا پر میں خوش ہوں

لیک گر تو زیں سخن پیچی سرے بر تو ہم نفرینِ ربِّ اکبرے!

لیکن اگر تو بھی اس بات سے انکار کرے۔ تو تجھ پر بھی خدا کی لعنت کی مار پڑے

زیں سخنہا ہر کہ رو گرداں بود آں نہ مردے رہزنِ مرداں بود

جو بھی ان باتوں سے رو گرداں ہے۔ وہ مرد نہیں بلکہ لوگوں کا رہزن ہے

اے خُدا۔ بیخِ خبیثانے برآر — کز جفا با حق نمے دارند کار

اے خدا خبیث لوگوں کو جڑ بنیاد سے تباہ کردے جو ناحق سچائی کو چھوڑتے ہیں

دل نمے دارند و چشم و گوش هم — با نه سر پیچاں از اں بدرِ اتم

نہ تو دل رکھتے ہیں نہ آنکھیں نہ کان۔ اس پر بھی اُس بدرِ کامل سے سرکش ہیں

دینِ شاں بر قصہ ہا دارد مدار — گفتگو ہا بر زباں۔ دل بے قرار

اُن کے دین کا صرف قصوں پر مدار ہے زبانوں پر تو باتیں ہیں مگر دل غیر مطمئن ہیں

فرق بسیار است در دید و شنید — خاک بر فرقِ کسے کیں را ندید

دیکھنے اور سننے میں بڑا فرق ہے اُس شخص پر افسوس جس نے یہ بات نہ سمجھی

دید را کن جستجو اے ناتمام — ورنہ در کارِ خودی بس سرد و خام

اے ناقص انسان! معرفت کی تلاش کر ورنہ تو اپنے مقصد میں خام اور ناکام رہے گا

بر سماعت چوں همہ باشد بنا — آں نیفزاید جوے صدق و صفا

جبکہ صرف شنید پر ساری بنیاد ہو۔ تو وہ جَو بھر بھی صدق و صفا زیادہ نہیں کرتی

صد ہزاراں قصہ از روے شنید — نیست یکساں با جوے کال ہست دید

لاکھوں سماعی قصے ایک جَو کے برابر نہیں ہوتے جو چشم دید ہو

دیں ہماں باشد کہ نورش باقی است — واز شرابِ دید ہر دم ساقی است

دین وہی ہے جس کا نُور باقی رہنے والا ہو اور ہر وقت شرابِ معرفت کا جام پلاتا ہو

دل مدہ اِلّا بخوبے کو جمال — وا نماید بر تو آیاتِ کمال

اُس حسین کے سوا اور کسی کو دل نہ دے۔ جو اپنے حسن کی وجہ سے تجھے کمال درجہ کے نشانات دکھاتا ہے

کوری خود ترک کن ملا ہے ببین | اے گدا برخیز و آں شہ را ببین

اپنی نابینائی کو چھوڑ اور چاند کو دیکھ اے فقیر اُٹھ اور اُس بادشاہ پر نظر ڈال

رو ببین و قد ببین و خد ببین! | واں محاسن ہائے خوباں صد ببین

چہرہ دیکھ۔ قد دیکھ۔ خد و خال دیکھ اور حسینوں والی سینکڑوں خوبیاں ملاحظہ کر

یکدم از خود دُور شو بہرِ خدا | تا کہ نوشی تو کاساتِ لقا

خدا کے لیے اپنے نفس سے بکلی کنارہ کشی کر لے۔ تاکہ تو وصل کے جام نوش کرے

دینِ حق شہرِ خدائے امجد است | داخلِ اُو در امانِ ایزد است

دینِ حق تو خدائے بزرگ و برتر کا شہر ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ خدا کی امان میں آگیا

در دمے نیک و خوش اسلوبے کند | ہمچو خود زیباد محبوبے کند

وہ تو ایک دم میں نیک اور خوشخصال کر دیتا ہے اور اپنی طرح کا حسین اور محبوب بنا دیتا ہے

جانبِ اہلِ سعادت پے بزن | تا شوی روزے سعید اے جانِ من

سعید لوگوں کی طرف قدم اُٹھا تا کہ اے میری جان! ایک دن تو بھی سعید ہو جائے

اے بصد انکار و کیں از کودنی | رو درِ حق زن چرا اسرے زنی

اے وہ شخص جو بیوقوفی کی وجہ سے سخت انکاری اور دشمن ہے کیوں جھک مارتا ہے جا اور خدا کا دروازہ کھٹکھٹا

نالہ ہا کُن کاے خداوندِ یگاں | بگسلاں از پائے من بندِ گراں

فریاد کر کہ اے خدائے لاشریک میرے پیروں کی بھاری زنجیریں کھول دے

تا گر زاں نالہ ہائے درد ناک | دستِ غیبے گیردت ناگہ زِ خاک

شاید اس دردناک آہ و زاری سے ایک غیبی ہاتھ تجھے زمین پر سے اُٹھا لے

بے عنایاتِ خدا کار است خام | پختہ داند ایں سخن را والسلام

خدا کی مہربانی کے سوا کام ناقص رہتا ہے۔ عقلمند ہی اس بات کو خوب سمجھتا ہے۔ والسلام

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۵۲۴ تا ۵۲۵
مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است | خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

میری جان و دل محمدؐ کے جمال پر فدا ہیں۔ اور میری خاک آلِ محمدؐ کے کوچے پر قربان ہے

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش | در ہر مکان ندائے جلالِ محمدؐ است

میں نے دل کی آنکھوں سے دیکھا اور عقل کے کانوں سے سنا۔ ہر جگہ محمدؐ کے جلال کا شہرہ ہے

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم | یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

معارف کا یہ دریائے رواں جو میں مخلوقِ خدا کو دے رہا ہوں یہ محمدؐ کے کمالات کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے

ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی ست | وایں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

یہ میری آگ محمدؐ کے عشق کی آگ کا ایک حصہ ہے اور میرا پانی محمدؐ کے مصفّا پانی میں سے لیا ہوا ہے

(اخبار ریاض ہند امرتسر مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء)

بحمد اللہ کہ ایں کحل الجواہر | شد از کوہِ صواب و صدق ظاہر

اللہ کا شکر ہے کہ یہ جواہرات کا سرمہ راستی اور صدق کے پہاڑ سے ظاہر ہو گیا

متاب از سرمہ گر روشنیِ چشمے باید | کہ غافل از دل و جاں دشمنِ دارد چشم بینا را

سرمہ سے انکار نہ کر اگر تجھے آنکھ کی روشنی درکار ہے کیونکہ غافل دل و جان سے چشمِ بینا کو بند کرتا ہے

کسانیکہ پوشیدہ چشمِ دل اند | ہمانا کزیں تو تنہا غافل اند
وہ لوگ جن کی دل کی آنکھ پر پردہ پڑا ہے۔ یقیناً وہی ہیں جو اس سرمہ سے بے خبر ہیں
(سرمہ چشم آریہ صفحہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

اے دلبر و دلستان و دلدار | وائے جانِ جہان و نورِ انوار
اے دلبر، محبوب اور دلدار۔ اے جہاں کی جان اور نوروں کے نور
لرزاں نہ تجلیت دل و جان | حیراں ز رخت قلوب و ابصار
ہمارے دل تیرے جلال سے کانپ رہے ہیں قلوب اور نظریں تیرے رُخ کو دیکھ کر حیران ہیں
در ذاتِ تو جز نہ تحیّرے نیست | ہنگامِ نظر نصیبِ افکار!
تیری ذات کے بارے میں حیرت ہی حیرت ہے۔ غور و فکر سے جب بھی دیکھا جائے
در غیبی و قدرتت ہویدا | پنہانی و کار تو نمودار!
تو آپ غیب میں ہے مگر تیری قدرت ظاہر ہے تو مخفی ہے مگر تیرے کام نمایاں ہیں
دوری و قریب تر ز جاں ہم | نوری و نہاں تر از شبِ تار
تو دور ہے مگر جان سے بھی زیادہ نزدیک ہے تو نور ہے مگر اندھیری رات سے زیادہ پوشیدہ
آں کیست کہ منتہائے تو یافت | واں کو کہ شود محیطِ اسرار
وہ کون ہے جس نے تیری انتہا کو پایا اور وہ کون ہے جو تیرے بھیدوں پر حاوی ہو گیا
کردی دو جہاں عیاں ز قدرت | بے مادہ و بے نیازِ انصار
تو نے محض قدرت سے دونوں جہان پیدا کر دیئے بغیر مادہ کے اور بغیر مددگاروں کی امداد کے

واں طرفہ کہ ہیچ کم نہ گردد	با آنکہ عطائے تُست بسیار

پھر لطف یہ ہے کہ ان نعمتوں میں کوئی کمی نہیں پڑتی۔ باوجودیکہ تیری بخششیں بے حد ہیں

حُسنِ تو غنی کند ز ہر حُسن!	مہرِ تو بخود کشد ز ہر یار!

تیرا حسن ہر حسن سے بے نیاز کر دیتا ہے اور تیری محبت ہر دوست کو چھڑا کر اپنی طرف کھینچ لیتی ہے

حُسنِ نمکینت ار نہ بودے	از حُسن نہ بودے ہیچ آثار

اگر تیرا نمکین حسن نہ ہوتا۔ تو دنیا میں حسن کا نام نہ نشان نہ ہوتا

شوخی ز تو یافت روئے خوباں	رنگ از تو گرفت گُل بہ گلزار

محبوبوں کے چہروں نے تجھ سے رونق پائی پھول نے چمن میں تجھ سے رنگ حاصل کیا

سیمیں ذقناں کہ سیب دارند	آمد ز ہماں بلند اشجار

حسینوں کے پاس جو سیب جیسے رخسار ہیں۔ یہ اُنہی اونچے درختوں سے آئے ہیں

ایں ہر دو ازاں دیار آیند	گیسوئے بتان و مشکِ تاتار

یہ دونوں بھی اُسی ملک سے آتے ہیں۔ حسینوں کے گیسو اور تاتار کا مشک

از بہرِ نمائشِ جمالت!	بینم ہمہ چیز آئینہ دار!

تیرے جمال کی نمائش کے لئے میں ہر چیز کو آئینہ سمجھتا ہوں

ہر برگ صحیفۂ ہدایت!	ہر جوہر و عرض شمع بردار

ہر پتا ہدایت کی ایک کتاب ہے۔ ہر ذات و صفت تجھے دکھلانے کے لئے مشعلچی ہے

ہر نفس بتو رہے نماید	ہر جاں بد ہد صلائے ایں کار

ہر نفس تیرا راستہ دکھاتا ہے اور ہر جان بھی اس بات کی ہی آواز دیتا ہے

هر ذرّه فشانَد از تو نُورے   هر قطره. برانَد از تو انهار

ہر ذرّہ تیرا نور پھیلاتا ہے ، ہر قطرہ تیری توصیف کی نہریں بہاتا ہے

هر سُوز عجائبِ تو شورے   هر جائے غرائبِ تو اذکار!

تیرے عجائبات کا ہر طرف شور ہے اور تیرے غرائب کا ہر جگہ ذکر ہے

از یادِ تو نُورہا بہ بینم !   در حلقۂ عاشقانِ خونبار

میں تیرے ذکر کی برکت سے انوار دیکھتا ہوں آہ و زاری کرنے والے عاشقوں کی جماعت میں

آنکس کہ بہ بندِ عشقت اُفتاد   دیگر نشنید پندِ اغیار

وہ شخص جو تیری قیدِ محبت میں گرفتار ہو گیا۔ پھر اُس نے دوسروں کی نصیحت نہ سُنی

اے مونسِ جاں چہ دلستانی   کز خود بربودیم بہ یکبار!

اے میرے مونسِ جاں! تو کیسا دلستاں ہے کہ دفعتاً تو نے مجھے مدہوش کر دیا

از یادِ تو ایں دلے بہ غم غرق   دارد گہرے نہاں صدف وار

تیری یاد میں میرا دل غم میں غرق ہو کر صدف کی طرح ایک موتی اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے

چشم و سرِ ما فدائے رویت   جان و دلِ ما بتو گرفتار

میری آنکھ اور سر تجھ پر قربان ہیں اور میرے جان و دل تیری محبت میں قید

عشقِ تو بہ نقدِ جاں خریدیم   تا دم نہ زند دگر خریدار

ہم نے نقدِ جان دے کر تیرا عشق خریدا ہے تاکہ پھر اور کوئی خریدار دم نہ مار سکے

غیر از تو کہ سر زدے ز جیبم!   در برجِ دلم نماند دیّار

تیرے سوا اور کون میرے گریبان میں سے نمودار ہو تا جگہ میرے دل میں اور کوئی بسنے والا ہی نہیں

عمریست کہ ترکِ خویش و پیوند	کردیم و دمے جز از تو دشوار

ایک عمر گذر گئی کہ ہم نے عزیزوں اور رشتہ داروں سے تعلق منقطع کر لیا مگر تیرے بغیر ایک لحظہ گذارنا بھی مشکل ہے

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۔ ۱۸۸۶ء)

جنسِ نام و ننگ و عزت را ز داماں ریختیم	یار آمیزد مگر با ما بہ خاک آمیختیم

ننگ و نام اور عزت ہم نے اپنے دامن سے پھینک دی اور ہم خاک میں مل گئے تا کہ یار ہم سے مل جائے

دل بدادیم از کف و جاں در رہے انداختیم	از پئے وصلِ نگارے حیلہ ہا انگیختیم

دل ہاتھ سے دے دیا اور جان اس کے راستے میں ڈال دی اور اس محبوب کے وصل کے لئے ہم نے طرح طرح کی تدبیریں کیں

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۶۰ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

اے غافلاں وفا نکند ایں سرائے خام	دنیائے دوں نماند و نماند بکس مدام

اے غافلو یہ سرائے فانی کسی سے وفا نہیں کرتی یہ ذلیل دنیا کسی کے ساتھ ہمیشہ رہی نہ رہے گی

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۹۰ مطبوعہ ۱۸۸۶ء

آنجا کہ محبتے نمک مے ریزد	ہر پردہ کہ بود از میاں برخیزد

جہاں محبت نمک پاشی کرتی ہے۔ وہاں جو بھی پردہ درمیان میں ہوتا ہے اُٹھ جاتا ہے

ایں نفسِ دنی کہ صد ہزارش دہن است	خاموش شود چو عشق شور انگیزد

یہ ذلیل نفس جس کے لاکھوں منہ ہیں جب عشق جوش میں آتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے

یارش زِ کرم برنگِ خویش آمیزد	چوں رنگ خودی رود کسے را ز عشق

جب عشق کی وجہ سے کسی کی خودی کا رنگ جاتا رہتا ہے تو یار اپنی مہربانی سے اُس پر اپنا رنگ چڑھا دیتا ہے

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۰۶ ۱۸۸۶ء)

دل ہمے باید پُر از یادِ نگار!	سینہ مے باید تہی از غیرِ یار!

یار کے سوا ہر چیز سے سینہ خالی ہونا چاہیئے اور دل محبوب کی یاد سے بھرا رہنا چاہیئے

سر ہمے باید بپائے اُو نثار	جاں ہمے باید براہِ اُو فدا

جان اُس کی راہ میں قربان ہونی چاہیئے اور سر اُس کے قدموں میں نثار ہونا چاہیئے

گو ئمت گر بشنوی عشاق وار	ہیچ دانی چیست دینِ عاشقاں

کیا تجھے معلوم ہے کہ عاشقوں کا دین کیا ہوتا ہے میں تجھے بتاتا ہوں اگر تو عاشقوں کی طرح سُنے

لوحِ دل شستن زغیر دوستدار	از ہمہ عالم فرو بستن نظر

وہ یہ ہے کہ سارے جہاں کی طرف سے آنکھ بند کر لینا اور دوست کے سوا ہر چیز سے دل کی تختی کو دھو ڈالنا

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۰ ۱۸۸۶ء)

عشق را درماں بود عشقِ دگر	ترکِ خوبے مے کناند خوب تر

زیادہ حسین اپنے سے کم حسین کو چھوڑ دیتا ہے ایک عشق کا علاج دوسرا عشق ہوا کرتا ہے

مے تواں آہن بہ آہن کوفتن	تیر با تیرے نماید زورِ تن

تیر ہی تیر سے زور آزما ہو سکتا ہے لوہے کو لوہے سے ہی کوٹ سکتے ہیں

اگر غریقی اندر نجاست ہاست تن	رو بہ دریائے درآ و غوطہ زن

اگر تیرا بدن نجاست سے لتھڑا ہوا ہے۔ تو کسی دریا پر جا اور غوطہ مار

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۳ ۱۸۸۶ء)

چوں گمانے کنم اینجا مددِ روحِ قدس	کہ مرا در دلِ شاں دیو نظر مے آید

میں یہاں روح القدس کی مدد کا گمان کیونکر کر سکتا ہوں کہ مجھے تو ان کے دل میں دیو بیٹھا ہوا نظر آتا ہے

ایں ز دہا ست دینِ اسلام چو خورشید عیاں	کہ بہر عصر مسیحائے دگر مے آید

اسلام میں یہ امداد سورج کی طرح ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کے لئے نیا مسیحا آتا ہے

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۹ ۱۸۸۶ء)

تا بر دلم نظر شد از مہر ماہِ ما را	کردست سیم خالص قلب سیاہ ما را

جب میرے دل پر میرے چاند نے محبت کی نظر ڈالی تو میرے سیاہ دل کو خالص چاندی بنا دیا

لطفِ عمیمِ دلبر ہر دم مرا بخواند	ہر چند مے زنند ایں اغیار راہ ما را

دلبر کی عالمگیر مہربانیاں مجھے بلا رہی ہیں ہر چند کہ یہ غیر لوگ ہمارے راستہ میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں

در کوئے دوستانم چوں خاکِ کو شب و روز	دیگر نشاں چہ باشد اقبال و جاہِ ما را

میں تو دن رات اپنے محبوب کے کوچہ میں خاک کی طرح پڑا رہتا ہوں اس سے بڑھ کر ہمارے عزت و

اقبال کی اور کیا علامت ہے

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۰ و ۲۵۱ ۱۸۸۶ء)

اگرچہ ہر کس تیرہ لاف بیانے دارد | صادق آنست کہ از صدق نشانے دارد

اگرچہ ہر شخص بات وگزاف مار لیتا ہے لیکن سچا وہی ہے جو اپنے صدق کے آثار رکھتا ہو

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۵۹ ۱۸۸۶ء)

نمے ترسیم از مردان چنیں خوف از دل افگندیم | کہ ما مُردیم زاں روزے کہ دل از غیر بر کندیم

ہم کسی سے نہیں ڈرتے ہم نے یہ خوف دل سے نکال دیا ہے ہم تو اسی دن سے مر چکے جس دن سے ہم نے غیر سے اپنا دل ہٹا لیا

دل و جاں در رہِ آں دلستانِ خود فدا کردیم | اگر جاں نہ از ما خواہد بصد دل آرزومندیم

ہم نے اُس محبوب کی راہ میں جان و دل فدا کر دیا۔ اگر وہ ہماری جان بھی مانگے تو ہم شوق سے دیں گے

(شحنہ حق صفحہ ۳ مطبوعہ ۱۸۸۷ء)

چو شیرِ شرزۂ قرآں نماید رو بغریدن | دگر آنجا نماند رو بہ نا چیز را غوغا!

جب قرآن کا بہادر شیر غرّانے لگے۔ تو پھر ذلیل لومڑی کا شور کوئی حقیقت نہیں رکھتا

(شحنہ حق صفحہ ۱۶ ۱۸۸۷ء)

آں صیدِ تیرہ بخت کہ بندے بپائے اوست | شپّر مثال بغض خوری اختیار کرد

اس بدبخت شکار نے جس کے پیروں میں زنجیر پڑی ہے، چمگادڑ کی طرح سورج سے دشمنی اختیار کی ہے

فرعوں شد و عنادِ کلیمے بدل نشاند | یکسر خزاں شد و گلہ ہا از بہار کرد

اس نے فرعون بن کر کلیم اللہ کی عداوت دل میں بٹھائی ہمارے کا سارا خزاں بن گیا اور لگا ہم بہار کا گلہ کرنے

چوں شحنۂ حق از پئے تعزیرِ اُو بخاست	چنداں بکوفتش کہ تنش چوں غبار کرد

جب راستی کا کوتوال اُسے سزا دینے کے لیے اُٹھا تو اسے اتنا کوٹا کہ اس کا بدن غبار کی طرح کر دیا

تاریخِ ردِّ اس بدبیانش چہ حاجت است	صیدے رکیک بود کہ موسیٰ شکار کرد

اس کے بکواس کے ردّ لکھنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو ایک صید ذلیل تھا جسے موسیٰ نے شکار کر لیا

(شحنۂ حق آخری ٹائیٹل ۱۸۸۷ء)

ایں نہ از خود ہست جوشِ جانِ شاں	دستِ کھڑپنچاں کشندہ دامانِ شاں

یہ جوش جو اُن کے دل میں ہے اُن کا اپنا نہیں بلکہ کھڑپنچوں کا ہاتھ پیچھے سے اُن کو شہ دے رہا ہے

(شحنۂ حق صفحہ ۳۹ - ۱۸۸۷ء)

اے خدا اے چارہ سازِ ہر دلِ اندوہگیں	اے پناہِ عاجزاں آمرزگارِ مذنبیں

اے خدا۔ اے ہر غمگین دل کے چارہ گر۔ اے عاجزوں کی پناہ اور اے گنہ گاروں کو بخشنے والے

از کرم آں بندۂ خود را بہ بخششہا نواز	واں جدا افتادگاں را از رحمہا ببیں

مہربانی سے اپنے اس بندے پر بخشش فرما۔ اور ان علیحدہ رہنے والوں پر نظرِ رحمت کر

(فتح اسلام صفحہ ۴۷ ۔ ۱۸۹۱ء)

می سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں | بر پریشاں حالئی اسلام و قحط المسلمیں

مناسب ہے کہ ہر دیندار کی آنکھ خون کے آنسو روئے۔ اسلام کی پریشان حالی اور قحط المسلمین پر

دینِ حق را گردش آمد سہمناک و مہیں | سخت شورے او فتاد اندر جہاں از کفر و کیں

خدا کے دین پر نہایت خوفناک اور پرخطر گردش آگئی۔ کفر و شقاوت کی وجہ سے دنیا میں سخت فساد برپا ہو گیا

آنکہ نفسِ اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب | می زند طعنہا در ذاتِ خیر المرسلین

وہ شخص جس کا نفس ہر ایک خیر و خوبی سے محروم ہے وہ بھی حضرت خیر الرسل کی ذات میں عیب نکالتا ہے

آنکہ در زندانِ ناپاکی ست محبوس و اسیر | ہست در شانِ امامِ پاکبازاں نکتہ چیں!

وہ جو خود ناپاکی کے قید خانے میں اسیر و گرفتار ہے وہ بھی پاکبازوں کے سردار کی شان میں نکتہ چینی کرتا ہے

تیر بر معصوم می بارد خبیثے بد گہر | آسمان را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں

بداصل اور خبیث انسان اُس معصوم پر تیر چلاتا ہے آسمان کو مناسب ہے کہ زمین پر پتھر برسائے

پیشِ چشمانِ شما اسلام در خاک اوفتاد | چیست عذرے پیشِ حق اے مجمعِ المتنعمیں

تمہاری آنکھوں کے سامنے اسلام خاک میں مل گیا پس اے گروہ امرا تمہارا خدا کے حضور میں کیا عذر ہے

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید | دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں

افواج یزید کی مانند ہر طرف کفر جوش میں ہے اور دین حق زین العابدین کی طرح بیمار و بیکس ہے

مردمِ ذی مقدرت مشغولِ عشرت ہائے خویش | خرم و خنداں نشستہ با بتانِ نازنیں

امراء عیش و عشرت میں مشغول ہیں اور حسین عورتوں کے ساتھ خرم و خنداں بیٹھے ہیں

عالماں را روز و شب باہم فساد از جوشِ نفس | زاہداں غافل سراسر از ضرورت ہائے دیں!

علماء ولت نفسانی جوشوں کے باعث آپس میں لڑتے ہیں اور زاہد ضروریات دین سے بالکل غافل ہیں

ہر کسے از بہرِ نفسِ دُونِ خود طرفے گرفت طرفِ دیں خالی شد و ہر دشمنے جست از کمیں

ہر شخص نے اپنے ذلیل نفس کی خاطر ایک پہلو اختیار کر لیا۔ اس لیے دین کا پہلو خالی ہے اور ہر دشمن کمین گاہ میں سے کود پڑا

اے مسلماناں چہ آثارِ مسلمانی ہمیں ست دیں چنیں از بہرِ شما در جیفۂ دنیا رہیں

اے مسلمانو! کیا یہی مسلمانی کی علامتیں ہیں دین کی تو یہ حالت ہے اور تم مُردار دنیا سے چمٹے ہوئے ہو

کاخِ دنیا را چہ استحکام در چشمِ شماست یا مگر از دل بروں کردید موتِ اوّلیں

کیا تمہاری نظر میں دُنیا کا محل بہت مضبوط ہے؟ یا شاید پہلوں کی موت کا خیال تمہارے دل سے نکل گیا ہے

دورِ موت آمد قریب اے غافلاں فکرش کنید دورِ مے تا کے بخوبانِ لطیف و مہ جبیں

اے غافلو! موت کا وقت قریب آگیا اس کی فکر کرو حسین اور مہ جبیں معشوقوں کے ساتھ دورِ شراب کب تک چلتا رہیگا

نفسِ خود را بندۂ دنیا مدار اے ہوشمند ورنہ تلخی ہا بہ بینی وقتِ انفاسِ پسیں

اے عقلمند اپنے نفس کو دنیا کا قیدی مت بنا۔ ورنہ مرنے کے وقت بہت سختیاں برداشت کرے گا

دل مدہ الّا بدلدارے کہ حسنش دائم ست تا سرورِ دائمی یابی زِ خیر المحسنیں

اس محبوب کے سوا جس کا حسن لازوال ہے اور کسی کو دل نہ دے تاکہ تو دائمی خوشی خدائے محسن کی طرف سے حاصل کرے

آں خردمند یکہ اُو دیوانۂ راہش بود ہوشیار آں کہ مستِ روئے آں یارِ حسیں

وہ آدمی عقلمند ہے جو اس کی راہ کا دیوانہ ہے اور وہ شخص ہوشیار ہے جو اس حسین محبوب کے چہرہ کا گرویدہ ہے

ہست جامِ عشقِ او آبِ حیاتِ لازوال ہر کہ نوشید ست او ہرگز نمیرد بعد ازیں

اس کے عشق کا جام لازوال آبِ حیات ہے جس نے اسے پی لیا وہ پھر ہرگز نہیں مرے گا

اے برادر دل مدہ در دولتِ دنیائے دُوں زہرِ خونریز ست در ہر قطرۂ ایں انگبیں

اے بھائی اس ذلیل دنیا کی دولت سے دل نہ لگا اس شہد کے ہر قطرہ میں زہر ہلاہل بھرا ہوا ہے

تا توانی جہد کن از بہرِ دیں با جان و مال | تا زِ ربّ العرش یابی خلعت صد آفریں

جہاں تک تجھ سے ہو سکتا ہو جان و مال کے ساتھ دین کے لیے کوشش کرتا کہ خداوند عرش کی طرف سے خوشنودی کی خلعت حاصل کرے

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمانِ تست | دل چو دادی یوسفے را راہِ کنعاں را گزیں

اس نور کو جو تیرے ایمان میں ہے اپنے عمل سے ثابت کر جب تو نے یوسف کو دل دیا تو کنعان کا رستہ بھی اختیار کر

یاد آیا مے کہ ایں دیں مرجعِ ہر کیش بود | عالمے را وارہانید از رہِ دیو لعیں

وہ دن یاد ہیں جب یہ دین سب اہل مذاہب کا مرجع بنا ہوا تھا اور لعنتی شیطان کے راستہ سے اس نے ایک جہان کو آزاد کر دیا تھا

بر زمیں گسترد ظلِّ تربیت از نورِ علم | پائے خود میزد ز عزّ و جاہ بر چرخِ بریں

نورِ علم کی وجہ سے اس نے دنیا میں نیک تربیت کا سایہ پھیلا رکھا تھا اور عزّ و جاہ کی وجہ سے آسمان پر اس کا قدم تھا

ایں زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول | از سفاہت میکند تکذیبِ ایں دینِ متیں

اب ایسا زمانہ آگیا ہے کہ ہر احمق بے وقوفی سے اس دینِ متین کی تکذیب کرتا ہے

صد ہزاراں ابلہاں از دیں بروں بر دند رخت | صد ہزاراں جاہلاں گشتند صید الماکرین

لاکھوں بیوقوف دین سے باہر نکل گئے۔ اور لاکھوں جاہل مکاروں کا شکار بن گئے

بر مسلماناں ہمہ ادبار زیں رہ اوفتاد | کو پئے دیں ہمت شاں نیست با غیرت قریں

مسلمانوں پر ساری ذلت اسی وجہ سے پڑی کہ دین کے معاملہ میں ان کی ہمت نے ان کی غیرت کا ساتھ نہیں دیا

گر بگردد عالمے از راہِ دینِ مصطفےٰ | از رہِ غیرت نمے جنبند ہم مثلِ جنیں!

اگر ایک جہان مصطفےٰ کے دین کی راہ سے پھر جائے تو جنین جتنی بھی وہ غیرت سے حرکت نہیں کرتے

فکرِ ایشاں غرق ہر دم در رہِ دنیائے دُوں | مالِ ایشاں غارت اندر راہِ نسوان و بنیں

وہ ہر گھڑی اس ذلیل دنیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور ان کا مال عورتوں اور بیٹوں پر خرچ ہوتا رہتا ہے

ہر کجا در مجلسے فسق ست ایشاں صدر نشاں | ہر کجا ہست از معاصی حلقۂ ایشاں نگیں

جس مجلس میں بھی فسق و فجور ہو وہ اس کے صدر ہوتے ہیں اور جہاں گناہگاروں کا حلقہ ہو وہ نگینہ کی مانند ہوتے ہیں

با خرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدیٰ | نفرت از ارباب دیں با مے پرستاں ہمنشیں

شراب کے رسیا گمراہ ہدایت سے بے گانہ ارباب دین سے نفرت اور شرابخوروں سے صحبت ہے

رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت | چوں ندید اندر دل ایں قوم صدق المخلصیں

اس محبوب نے ان سے منہ پھیر لیا جو پہلے ان سے خلوص رکھتا تھا جب اس نے اس قوم کے دل میں مخلصوں والی وفاداری نہ دیکھی

از زمان دولت و اقبال ایشاں در گذشت | شومیِ اعمال شاں آورد ایامے چنیں

ان کے دولت و اقبال کا زمانہ تو گذر گیا۔ اب ان کے اعمال کی نحوست ایسے دن لے آئی

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست | باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں

پہلے جو ترقی ہوئی تھی وہ دین پروری کے راستہ سے ہوئی تھی پھر بھی جب ہوگی یقیناً اسی راہ سے ہوگی

یا الٰہی باز کے آید ز تو وقتِ مدد | باز کے بینیم آں فرخندہ ایام و سنیں

اے خدا پھر کب تیری طرف سے مدد کا وقت آئے گا اور ہم پھر وہ مبارک دن اور سال کب دیکھیں گے

ایں دو فکرِ دینِ احمد مغزِ جانِ ما گداخت | کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصارِ دیں

دین احمد کے متعلق ان دو فکروں نے میری جان کا مغز گھلا دیا اعدائے ملت کی کثرت اور انصار دین کی قلت

اے خدا زود آ و بر ما آبِ نصرت ہا ببار | یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں

اے خدا جلد آ اور ہم پر اپنی نصرت کی بارش برسا۔ ورنہ اے میرے رب اس آتشیں جگہ سے مجھ کو اٹھا لے

اے خدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر | گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

اے خدا رحمت کے مطلع سے ہدایت کا نور طلوع کرا ور چمکتے ہوئے نشان دکھلا کر گمراہوں کی آنکھیں روشن کر

چوں مرا بخشیدۂ صدق اندریں سوز و گداز | نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دریں

جب تو نے مجھے اس سوز و گداز میں صدق بخشا ہے تو مجھے یہ امید نہیں کہ تو اس معاملہ میں مجھے ناکامی کی موت دیگا

کار و بارِ صادقاں ہرگز نماند ناتمام | صادقاں را دستِ حق باشد نہاں در آستیں

سچوں کا کاروبار ہرگز نامکمل نہیں رہتا۔ صادقوں کی آستین میں خدا کا ہاتھ مخفی ہوتا ہے

(فتح اسلام صفحہ ۱۱، مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم | آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

احمد کی شان کو سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے وہ اپنی خودی سے اس طرح الگ ہو گیا کہ میم درمیان سے گر گیا

زاں نمط شد محوِ دلبر کز کمالِ اتحاد | پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم

وہ اپنے معشوق میں اس طرح محو ہو گیا کہ کمال اتحاد کی وجہ سے اس کی صورت بالکل ربّ رحیم کی صورت بن گئی

بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک | ذاتِ حقّانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم

محبوب حقیقی کی خوشبو اس کے چہرہ سے آرہی ہے اس کی حقانی ذات خدائے قدیم کی ذات کی مظہر ہے

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال | چوں دلِ احمد نمے بینم دگر عرشِ عظیم

خواہ کوئی مجھے الحاد اور گمراہی سے ہی منسوب کرے مگر میں تو احمد کے دل جیسا اور کوئی عظیم الشان عرش نہیں دیکھتا

منّتِ ایزد را کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار | صد بلا را میخرم از ذوقِ آں عین النعیم!

خدا کا شکر ہے کہ میں دنیاداروں کے برخلاف اس سرچشمہ نعمت کی خواہش کی وجہ سے سینکڑوں دکھ خریدتا ہوں

از عنایاتِ خدا و از فضلِ آں دلدارِ پاک | دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم!

خدا کی مہربانیوں اور اس ذاتِ اقدس کے فضل و کرم سے میں بھی اس کلیم کی محبت کی خاطر فرعونی لوگوں کا دشمن ہوں

آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر من شد عیاں   گفتمے گر دیدمے طبعے دریں راہے سلیم

اس کا وہ خاص مقام اور مرتبہ جو مجھ پر ظاہر ہوا میں اس کا ضرور ذکر کرتا اگر اس راہ میں کوئی سلیم فطرت والا پاتا

در رہِ عشقِ محمد ایں سر و جانم رود   ایں تمنا ایں دُعا ایں در دلم عزمِ صمیم

محمد کے عشق میں میرا سر اور میری جان قربان ہو یہی میری خواہش۔ میری دعا اور میرا دلی ارادہ ہے

(توضیح مرام صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

آں نہ دانائے بود کز ناشکیبائی نفس   خویشتن را زود تر برمندوا انکار آورد

وہ عقلمند نہیں جو ناشکیبائی نفس کے باعث فوراً حق کا انکار کر دیتا ہے

صبر باید طالبِ حق را کہ تخم اندر جہاں   ہر چہ پنہاں خاصیت دارد ہماں بار آورد

طالبِ حق کو صبر چاہیئے کہ دنیا میں ہر بیج جو بھی مخفی خاصیت رکھتا ہے اسی کے مطابق پھل لاتا ہے

اندکے نورِ فراست باید ایں جا مرد را   تا صداقت خویشتن را خود باظہار آورد

انسان کو کچھ نورِ فراست بھی چاہیئے تا کہ صداقت اپنے تئیں خود ظاہر کر دے

صادقاں را صدقِ پنہانی نمے ماند نہاں   نورِ پنہاں بر جبینِ مرد انوار آورد

صادقوں کا اندرونی صدق چھپا ہوا نہیں رہ سکتا۔ مخفی نور انسان کی پیشانی پر چمک پیدا کر دیتا ہے

ہر کہ از دستِ کسے خورد است کاساتِ وصال   ہر زماں رویش سرورِ وصلِ یار آورد

وہ شخص جس نے کسی کے ہاتھ سے شرابِ وصل کے پیالے پیے ہوں اُس کا منہ ہر وقت اُس یار کے وصل کا سرور ظاہر کرتا رہتا ہے

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۳ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

زعشاقِ فرقان و پیغمبریم ؎ بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ہم قرآن اور آنحضرت کے عاشقوں میں سے ہیں اسی پر ہم آئے ہیں اور اسی حالت میں گذر جائیں گے

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۳۷، ۱۸۹۱ء)

جائیکہ از مسیح و نزولش سخن رود ؎ گویم سخن اگرچہ ندارند باورم

جس جگہ مسیح اور اس کے نزول کا ذکر ہو وہاں میں یہی کہتا ہوں اگرچہ لوگ یقین نہ کریں

کاندر دلم دمید خداوند کردگار ؎ کاں برگزیدہ را ز رہِ صدق مظہرم

کہ خداوند کردگار نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں اس برگزیدہ کا سچا مظہر ہوں

موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم ؎ حیف است گر بدیدہ نبینند منظرم

میں موعود ہوں اور میرا حلیہ حدیثوں کے مطابق ہے افسوس ہے اگر آنکھیں کھول کر مجھے نہ دیکھیں

رنگم چو گندم است و بمو فرقِ بیّن ست ؎ زانساں کہ آمدست در اخبار سرورم

میرا رنگ گندمی ہے اور بالوں میں نمایاں فرق ہے جیسا کہ میرے آقا کی احادیث میں وارد ہے

ایں مقدمم نہ جائے شکوک ست و التباس ؎ سیّد جدا کند ز مسیحائے احمرم

میرے آنے میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ میرا آقا مجھے سرخ رنگ والے مسیح سے علیحدہ کر رہا ہے

از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار ؎ چوں خود ز مشرق است تجلّی نیرم

مشرقی منارہ والی بات سے تعجب نہ کرو جبکہ میرے سورج کا طلوع مشرق سے ہی ہے

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم (ق) عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

میں ہی ہوں جو بشارات کے مطابق آیا ہوں عیسیٰ کہاں ہے جو میرے منبر پر قدم رکھے

آں راکہ حق بر جنتِ خلدش مقام داد | چوں بر خلافِ وعدہ بروں آرد از ارم

وہ جسے خدا نے جنت الخلد میں جگہ دی۔ وہ اُسے اپنے وعدہ کے برخلاف فردوس میں سے کیوں نکالے

چوں کافر از ستم بپرستد مسیح را | غیوّری خدا البسرش کرد ہمسرم

چونکہ کافر بے فائدہ مسیح کی پرستش کرتا ہے اس لیے خدا کی غیرت نے مجھے اس کا ہمسر بنا دیا

رو یک نظر بجانبِ قرآں زغور کن! | تا بر تو منکشف شود ایں رازِ مضمرم

جا۔ اور قرآن کی طرف نظر غور کر۔ تاکہ میرا پوشیدہ راز تجھ پر کھل جائے

یارب کجاست محرمِ راز مکاشفات | تا نورِ باطنش خبر آرد زِ مخبرم

اے میرے رب مکاشفات کا راز جاننے والا کہاں ہے۔ تاکہ اس کا نور باطن آنحضرتؐ سے خبر لائے

آں قبلہ رُو نمود بگیتی بچار دہم[۱] | بعد از ہزار و سہ کہ بت افگند در حرم

اس قبلہ نے چودھویں صدی میں اپنا منہ دکھایا۔ حرم سے بت نکالنے کے تیرہ سو سال بعد

جوشید آنچناں کرمِ منبعِ فیوض | کامد ندائے یار ز ہر کوئے و معبرم

اس سرچشمۂ فیوض کی مہربانی اس قدر جوش میں آئی کہ میرے ہر گلی کوچہ سے یار کی ندا آنے لگی

اے معترض بخوفِ الٰہی صبور باش | تا خود خدا عیاں کند آں نورِ اخترم

اے معترض خدا کا خوف کر اور ذرا صبر کر۔ تاکہ خدا خود میرے ستارے کی روشنی کو ظاہر کر دے

آخر نخواندۂ کہ گمانِ نکو کنید! | چوں روی بروں زِ حدودش برادرم

کیا تو نے نہیں پڑھا؟ کہ نیک نیتی سے کام لو پس اے بھائی تو اس کی حدوں سے باہر کیوں جاتا ہے

بر من چرا کشی تو چنیں خنجر زباں | از خود نیم زِ قادرِ ذوالمجدِ اکبرم

مجھ پر تو اس طرح زبان کی چھری کیوں چلاتا ہے میں خود نہیں آیا بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے

[۱] ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الخ

مامورم و مرا چہ دریں کار اختیار | رو ایں سخن بگو بخداوند آمرم!

میں تو مامور ہوں مجھے اس کام میں کیا اختیار ہے جا! یہ بات میرے بھیجنے والے خدا سے پوچھ

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر | از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

اے وہ جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑے لے کر دوڑا ہے باغبان سے ڈر کیونکہ میں ایک پھلدار شاخ ہوں

حکم است ز آسماں بزمیں میرسانمش | گر بشنوم نگویمش آں را کجا برم

آسماں کا حکم میں زمین تک پہنچاتا ہوں۔ اگر میں اُسے سنوں اور لوگوں کو نہ سناؤں تو اُسے کہاں لے جاؤں

اے قومِ من بگفتۂ من تنگدل مباش | از اوّل چنیں مجوش ببیں تا بآخرم

اے میری قوم میری باتوں سے آزردہ نہ ہو شروع ہی میں ایسا جوش نہ دکھا بلکہ آخر تک میرا حال دیکھ

من خود نگویم اینکہ بلوحِ خدا ہمیں است | گر طاقت ست محو کن آں نقش داورم

میں خود یہ بات نہیں کہتا بلکہ لوح محفوظ میں ہی ایسا لکھا ہے اگر تجھ میں طاقت ہے تو خدا کے لکھے ہوئے کو مٹا دے

در تنگنائے حیرت و فکرم ز قومِ خویش! | یا رب عنایتے کہ ازیں فکر مضطرم

میں اپنی قوم کے باعث حیرت اور فکر کی مصیبت میں ہوں اے میرے رب مہربانی فرما کہ میں اس پریشانی سے بے قرار ہوں

نے چشم ماندہ است نہ گوش و نہ نورِ دل | جز یک زبانِ شاں کہ نیرزد بیک درم

نہ اُن کی آنکھیں باقی ہیں نہ کان اور نہ دل کی روشنی سوائے ایک زبان کے جس کی ایک درم بھی قیمت نہیں

بد گفتنم ز نوعِ عبادت شمردہ اند | در چشمِ شاں پلید تر از ہر مزوّرم

ان لوگوں نے مجھے برا کہنا عبادت سمجھ رکھا ہے۔ ان کی نظروں میں میں ہر کذاب سے زیادہ پلید ہوں

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار | کاخر کنند دعویِ حُبِّ پیمبرم!

تاہم اے دل تو ان لوگوں کا لحاظ رکھ۔ کیونکہ آخر میرے پیغمبر کی محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں

اے منکرِ پیامِ سروش و ندائے حق | از من خطا مبیں کہ خطا در تو بنگرم

اے وہ جو فرشتہ کے پیام اور خدا کی آواز کا منکر ہے۔ غلطی مجھ میں نہیں بلکہ تجھ میں ہے

جانم گداخت از غمِ ایمانت اے عزیز | وہ طرفہ تر کہ من بہ گمانِ تو کافرم

اے عزیز میری جان تیرے ایمان کے غم میں گھل گئی مگر عجیب بات یہ ہے کہ تیرے خیال میں میں کافر ہوں

خواہی کہ روشنت شود احوالِ صدقِ ما | روشن دلی بخواہ ازاں ذاتِ ذوالکرم

اگر تو چاہتا ہے کہ ہماری سچائی کی حقیقت تجھ پر روشن ہو جائے تو اسی مہربان ذات سے دل کی روشنی مانگ

گوشِ دلم بجانبِ تکفیرِ کس کجاست | من مستِ جامہائے عنایاتِ دلبرم

میرا خیال کسی کو کافر بنانے کی طرف کب ہے میں تو اپنے محبوب کی عنایتوں کے جام سے سرشار ہوں

از طعنِ دشمناں خبرے چوں شود مرا | کاندر خیالِ دوست بخوابِ خوش اندرم

دشمنوں کے طعن کا مجھ پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ میں تو دوست کے تصور میں مدہوش ہوں

من میزیم بوحیِ خدائے کہ با من است | پیغامِ اوست چوں نفسِ روح پرورم

میں تو اس خدا کی وحی کے سہارے جیتا ہوں جو میرے ساتھ ہے اس کا الہام میرے لیے زندگی بخش سانس کی طرح ہے

من رخت بردہ ام بعماراتِ یارِ خویش | دیگر خبر مپرس ازیں تیرہ کشورم

میں نے تو اپنے دوست کے گھر میں ڈیرہ ڈال دیا ہے پس تو اس اندھیرے جہان کے متعلق مجھ سے کچھ نہ پوچھ

عشقش بتار و پودِ دلِ من درون شدست | نورش شد است در رہِ دیں نیّرِ انورم

اس کا عشق میرے دل کے تانے بانے میں داخل ہو گیا ہے اور اس کی محبت راہِ دین میں میرے لیے چمکتا ہوا سورج بن گئی ہے

رازِ محبّتِ من و او فاش گر شدے | بسیار تن کہ جاں بفشاندے بریں درم

اگر میرا اور اس کی محبت کا راز ظاہر ہو جاتا۔ تو بہت سی خلقت میرے دروازہ پر اپنی جانیں قربان کر دیتی

ابنائے روزگار نہ دانند رازِ من　　　من نورِ خود نہفتہ زِ چشمانِ شپّرم

دنیادار لوگ میرے بھید کو نہیں جانتے ہیں میں نے اپنے نور کو چمگادڑوں کی آنکھوں سے چھپا رکھا ہے

بعد از رہم ہر آنچہ پسندند ہیچ نیست　　　بد قسمت آنکہ در نظرش ہیچ محترم

میری راہ چھوڑ کر جو راہ بھی وہ پسند کریں وہ کچھ نہیں وہ شخص بد قسمت ہے جو ہیچ کو عزت دیتا ہے

ہر لحظہ می خوریم زِ جامِ وصالِ دوست　　　ہر دم انیسِ یار علیٰ رغمِ منکرم

ہم تو ہر گھڑی دوست کے وصل کا جام پیتے ہیں اور میں ہر دم اپنے منکر کے خلاف اپنے یار کا ہم صحبت ہوں

بادِ بہشت بر دلِ پُرسوزِ من وزد　　　صد نگہتِ لطیف دہد دودِ مجمرم!

جنت کی ہوائیں میرے پُرسوز دل پر چلتی ہیں اور میری اس انگیٹھی کا دھواں سینکڑوں قسم کی اعلیٰ خوشبوئیں پیدا کرتا ہے

بد بوئے حاسداں نرساند زیاں بہ من　　　من ہر زماں زِ نافۂ یادش معطّرم!

حاسدوں کی بدبو مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ میں ہر وقت یادِ خدا کے نافہ سے معطّر رہتا ہوں

کارم زِ قربِ یار بجائے رسیدہ است　　　کانجا زِ فہم و دانشِ اغیار برترم

یار کے قرب کی وجہ سے میرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ میں غیروں کی عقل و فہم سے بہت بالاتر ہو گیا ہوں

پایم زِ لطفِ یار بہ جنّت خزیدہ است　　　واز فضلِ آں حبیب بدستست ساغرم

میرا قدم یار کی مہربانی سے جنت میں داخل ہو گیا ہے اور اس دوست کی عنایت سے میرے ہاتھ میں جام وصل ہے

جوشِ اجابتش کہ بوقتِ دُعا بود　　　زاں گونہ زاریم نشنیدست مادرم

اُس کی قبولیت کا جوش جو میری دُعا کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ اتنی گریہ و زاری میری ماں نے بھی نہیں سُنی

ہر سوی و ہر طرف رُخِ آں یار بنگرم　　　آں دیگرے کجاست کہ آید بخاطرم

میں ہر طرف اور ہر جانب اُس یار کا چہرہ دیکھتا ہوں۔ پھر اور کون ہے جو میرے خیال میں آئے

اے حسرت این گروہِ عزیزاں مرا ندید — وقتے بہ بینندم کہ ازیں خاک بگذرم

افسوس عزیزوں نے مجھے نہ پہچانا۔ یہ مجھے اُس وقت جانیں گے جب میں اِس دنیا سے گذر جاؤں گا

گر خوں شد است دل ز غم و درد شاں چہ شد — ہست آرزو کہ سر بروَد ہم دریں سرم

اگر ان کے درد و غم کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا ہے تو کیا ہوا میری تو خواہش یہ ہے کہ اسی دُھن میں میرا سر بھی قربان ہو جائے

ہر شب ہزار غم بمن آید ز دردِ قوم! — یارب نجات بخش ازیں روزِ پُر شرم

ہر رات قوم کے درد سے مجھ پر ہزاروں غم وارد ہوتے ہیں اے رب مجھے اس شور و شر کے زمانہ سے نجات دے

یارب ز آبِ چشمِ من ایں کسلِ شاں بشو — کامروز تر شد است ازیں نم دو بسترم

اے رب میرے آنکھ کے پانی سے اُن کی یہ سستی دھو ڈال کہ اس غم کے مارے آج میرا بستر تک تر ہو گیا

دریاب چونکہ آب ز بہرِ تو ریختیم — دریاب چونکہ جز تو نماند است دیگرم

میری داد کو پہنچ کیونکہ میں نے تیرے لیے آنسو بہائے ہیں میری فریاد سُن کیونکہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں رہا

تاریکیِ غموم بآخر نمے رسد — ایں شب مگر تمام شود روزِ محشرم

غموں کی تاریکی ختم ہونے میں نہیں آتی۔ یہ اندھیری رات تو شاید حشر تک لمبی چلی جائے گی

دل خوں شد است از غمِ ایں قومِ ناشناس — وز عالمانِ کج کہ گرفتند چنبرم!

اس ناقدر دان قوم کے غم سے میرا دل خون ہو گیا۔ نیز گمراہ عالموں کی وجہ سے جو میرے پیچھے پڑ گئے ہیں

گر علمِ خشک و کوریٔ باطن نہ رہ زدے — ہر عالم و فقیہ شدے ہمچو چاکرم

اگر خشک علم اور دل کی نابینائی حائل نہ ہوتی۔ تو ہر عالم اور فقیہ میرے آگے غلاموں کی طرح ہوتا

بر سنگ مے کند اثر ایں منطقم مگر — بے بہرہ ایں کساں ز کلامِ مؤثرم

میری یہ باتیں پتھر تک پر اثر کرتی ہیں مگر یہ لوگ میرے پُر تاثیر کلام سے بے نصیب ہیں

علم آں بود کہ نورِ فراست رفیقِ اوست | ایں علمِ تیرہ را بہ پشیزے نمے خرم

علم تو وہ ہے کہ فراست کا نور جس کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ اس تاریک علم کو تو میں ایک کوڑی کو بھی نہیں خریدتا

امروز قومِ من نشناسد مقامِ من | روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

آج کے دن میری قوم میرا درجہ نہیں پہچانتی لیکن ایک دن آئیگا کہ وہ رو رو کر میرے مبارک وقت کو یاد کرے گی

اے قومِ من بصبر نظر سوئے غیب دار | تا دستِ خود بہ عجز زبہرِ تو گسترم!

اے میری قوم صبر کیساتھ غیب کی طرف نظر رکھ تاکہ میں اپنے ہاتھ خدا کی درگاہ میں تیری خاطر عاجزی کے ساتھ پھیلاؤں

گر ہمچو خاک پیشِ تو قدرم بود چہ باک | چوں خاک نے کہ از خس و خاشاک کمترم

اگر تیرے نزدیک میری قدر خاک کے برابر بھی ہو تو کیا مضائقہ ہے خاک تو کیا میں کوڑے کرکٹ سے بھی زیادہ حقیر ہوں

لطف است و فضلِ او کہ نوازد وگرنہ من | کرمم نہ آدمی صدف استم نہ گوہرم!

یہ اس کا فضل اور لطف ہے کہ وہ قدر دانی کرتا ہے ورنہ میں تو ایک کیڑا ہوں نہ کہ آدمی۔ سیپی ہوں نہ کہ موتی

زانگونہ دستِ او دلم از غیرِ خود کشید | گوئی کسے نبود دگر در تصورم

اس کے ہاتھ نے اس طرح میرے دل کو غیر کی طرف سے کھینچ لیا گویا اس کے سوا اور کوئی بھی میرے خواب و خیال میں نہ تھا

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم | گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

خدا کے بعد میں محمد کے عشق میں سرشار ہوں۔ اگر یہی کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں

ہر تار و پودِ من بسر آید بعشقِ او | از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پرم

میرے ہر رگ و ریشہ میں اس کا عشق رچ گیا ہے میں اپنی خواہشات سے خالی اور اس معشوق کے غم سے پر ہوں

من در حریمِ قدس چراغِ صداقتم | دستش محافظ است ز ہر بادِ صرصرم

میں درگاہِ قدس میں صداقت کا چراغ ہوں۔ اسی کا ہاتھ ہر تیز ہوا سے میری حفاظت کرنے والا ہے

ہر دم فلک شہادت صدقم ہمے دہد — زیں غم کدام غم کہ زمیں گشت منکرم

آسمان ہر وقت میری سچائی کی گواہی دیتا ہے پھر مجھے اس بات کا کیا غم کہ اہل زمین مجھے نہیں مانتے

واللہ کہ ہمچو کشتیِ نوحم زِ کردگار — بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

بخدا میں اپنے پروردگار کی طرف سے نوح کی کشتی کی مانند ہوں بدقسمت ہے وہ جو میرے لنگر سے دور رہتا ہے

ایں آتشے کہ دامنِ آخر زماں بسوخت — از بہرِ چارہ اش بخدا نہرِ کوثرم

یہ آگ جس نے اس آخری زمانہ کا دامن جلا دیا ہے۔ خدا کی قسم میں اس کے علاج کے لیے نہر کوثر ہوں

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب — ہاں ملہم استم و زِ خداوند منذرم

میں رسول نہیں ہوں اور کتاب نہیں لایا ہوں۔ ہاں ملہم ہوں اور خدا کی طرف سے ڈرانے والا

یا رب بزاریم نظرے کن بلطف و فضل — جز دستِ رحمتِ تو دگر کیست یاورم

اے میرے رب میری گریہ وزاری کو دیکھ کر لطف و کرم کی ایک نظر کر تیری رحمت کے ہاتھ کے سوا اور کون میرا مددگار ہے

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفٰے! — ایں است کامِ دل اگر آید میسّرم!

میری جان مصطفٰے کے دین کی راہ میں فدا ہو۔ یہی میرے دل کا مدعا ہے کاش میسر آجائے

ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۸
مطبوعہ ۱۸۹۱ء

اے خدا جانم بہ اسرارت فدا — اُمّیاں را مے دہی فہم و ذکا!

اے خدا میری جان تیرے بھیدوں پر قربان کہ تو ان پڑھوں کو فہم اور ذہن رسا بخشتا ہے

در جہانت ہمچو من اُمّی کجاست — در جہالت ہا مرا نشو و نماست

تیری اس دُنیا میں میرے جیسا اُمّی کہاں ہے میرا تو نشو و نما ہی جہالتوں کے درمیان ہوا ہے

کرمکے بودم مرا کردی بشر	من عجب تر از مسیحے بے پدر

میں ایک حقیر کیڑا تھا تو نے مجھے بشر بنا دیا ہیں تو بے باپ مسیح سے بھی زیادہ عجیب ہوں

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۷۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

در اں ابنِ مریم خدائی نبود	نہ موت و نہ فوتش رہائی نبود!

اس ابن مریم میں خدائی نہ تھی۔ کیونکہ موت و فوت سے اُسے رہائی حاصل نہ تھی

رہا کرد خود را زِ شرک و دوئی	تو ہم کُن چنیں ابنِ مریم توئی!

اس نے اپنے تئیں شرک اور دوئی سے آزاد کر لیا تھا تو بھی ایسا کر۔ ابنِ مریم تو بھی بن جائے گا

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۳۶)

امتِ احمد نہاں دارد دو ضد را در وجود	مے تواند شد مسیحا مے تواند شد یہود

احمد کی امت اپنے وجود میں دو مخالف باتیں مخفی رکھتی ہے (اس کا فرد) مسیح بھی بن سکتا ہے اور یہودی بھی

زمرۂ زیشاں ہمہ بدطینتاں را جائے ننگ	زمرۂ دیگر بجائے انبیاء دارد قعود!

ایک گروہ تو بدفطرت انسانوں کے لیے بھی جائے ننگ و عار ہے اور دوسرا گروہ انبیاء کا جانشین ہے

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۷۶۳)

عہد شد از کردگارِ بے چگوں	غور کن در انّھم لایرجعون

خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عہد ہو چکا ہے (اپنی مردے واپس نہیں آیا کرتے) تو آیت انّہم لا یرجعون پر غور کر

سخت شورے اوفتاد اندر زمیں | رحم کن بر خلق اے جان آفریں

دنیا میں سخت شور پڑ گیا ہے۔ اے پیدا کرنے والے خدا اپنی مخلوقات پر رحم فرما

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۷۶۵-۷۶۶)

عزیزاں بے خلوص و صدق نکشایند راہے را | مصفا قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا

اے عزیز و بغیر اخلاص اور سچائی کے کوئی راہ نہیں کھل سکتی۔ مصفا قطرہ چاہیے تا کہ موتی پیدا ہو

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۸۲۵)
۱۸۹۱ء

اے خداوند رہنمائے جہاں! | صادقاں را ز کاذباں برہاں!

اے جہاں کو ہدایت دینے والے مالک سچوں کو جھوٹوں کی گرفت سے رہائی بخش

آتش افتاد در جہاں ز فساد | الغیاث اے مغیثِ عالمیاں

فساد کی وجہ سے دنیا میں آگ لگ گئی۔ اے اہل جہان کے فریادرس امداد کو پہنچ

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

اے خدا اے مالکِ ارض و سما | اے پناہِ حزبِ خود در ہر بلا

اے خدا۔ اے زمین و آسمان کے مالک اے ہر مصیبت میں اپنی جماعت کی پشت و پناہ

اے رحیم و دستگیر و رہنما! | ایکہ در دستِ تو فضل است و قضا

اے رحیم دستگیر اور رہنما اے وہ کہ تیرے ہاتھ میں فیصلہ اور حکم ہے

سخت شورے او فتاد اندر زمین — رحم کن بر خلق اے جاں آفریں

زمین میں سخت شور برپا ہے اے جان آفریں! اپنی مخلوقات پر رحم کر

امرِ فیصل از جنابِ خود نما — تا شود قطعِ نزاع و فتنہ ہا!

اپنی درگاہ سے کوئی فیصلہ کرنے والی بات ظاہر کر۔ تاکہ جھگڑے اور فساد بند ہو جائیں

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۸)

گر خدا از بندہ خوشنود نیست — ہیچ حیوانے چو او مردود نیست

اگر خدا بندہ سے خوش نہیں ہے تو اس جیسا کوئی حیوان بھی مردود نہیں

گر سگِ نفسِ دنی را پروریم — از سگانِ کوچہ ہا ہم کمتریم

اگر ہم اپنے ذلیل نفس کو پالنے میں لگے رہیں تو ہم گلیوں کے کتّوں سے بھی بدتر ہیں

اے خدا اے طالباں را رہنما! — اے کہ مہرِ تو حیاتِ روحِ ما!

اے خدا۔ اے طالبوں کے رہنما۔ اے وہ کہ تیری محبت ہماری رُوح کی زندگی ہے

بر رضائے خویش کُن انجامِ ما — تا بر آید در دو عالم کامِ ما!

تو ہمارا خاتمہ اپنی رضا پر کر کہ دونوں جہان میں ہماری مراد پوری ہو

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند — طالبانت در مقامِ دیگر اند

دنیا اور اس کے لوگ سب شور و شر میں مصروف ہیں۔ مگر تیرے طالب اور ہی مقام پر ہیں

آں یکے را نور مے بخشی بہ دل — واں دگر را مے گذاری پا بہ گِل

ان میں سے ایک کے دل کو تو نور بخشتا ہے اور دوسرے کو کیچڑ میں پھنسا ہوا چھوڑ دیتا ہے

چشم و گوش و دل ز نو گیرد ضیا | ذاتِ تو سر چشمۂ فیض و ہدیٰ

آنکھ کان اور دل تجھ سے ہی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ تیری ذات ہدایت اور فیض کا سرچشمہ ہے

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۸)

ہماں بہ کہ جاں در رہِ اُو فشانم | جہاں راچہ نقصاں اگر من نمانم

یہی بہتر ہے کہ میں اُس کی راہ میں جان قربان کر دوں۔ اگر میں نہ رہوں تو دنیا کا کیا نقصان ہے

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۵۴ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

این ست نشانِ آسمانی! | مثلش بنما اگر توانی!

اس کتاب کا نام "نشانِ آسمانی" ہے | اگر ہو سکتا ہے تو اس کی نظیر لا

یا صوفیٔ خویش را برون آر | یا توبہ بکن ز بدگمانی!

یا تو اپنے صوفی کو باہر نکال۔ یا پھر بد گمانی سے توبہ کر

(نشانِ آسمانی سرورق مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

اے سختِ اسیرِ بدگمانی | وے بستہ کمر بہ بد زبانی

اے بدگمانی میں مبتلا انسان اور اے بد زبانی پر مستعد شخص

سوزم کہ چساں شوی مسلماں | واں طرفہ کہ کافرم بخوانی

میں تو اس غم سے جل رہا ہوں کہ تو کس طرح مسلمان ہو گا مگر عجیب بات یہ ہے کہ الٹا تو مجھے ہی کافر سمجھتا ہے

(نشانِ آسمانی صفحہ ۳۸)

اگر خود آدمی کاہل نباشد در تلاشِ حق! | خدا خود راہ بنماید طلبگارِ حقیقت را
اگر آدمی خود ہی تلاشِ حق میں سست نہ ہو تو خدا آپ طالبِ حق کو راستہ دکھا دیتا ہے
(نشانِ آسمانی صفحہ ۴۴)

رحمتِ خالق کہ حرزِ اولیاست | ہست پنہاں زیرِ لعنت ہائے خلق
خدا کی رحمت جو اولیاء اللہ کا تعویذ ہے وہ خلقت کی لعنت کے نیچے مخفی ہوا کرتی ہے
(نشانِ آسمانی صفحہ ۳۸)

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامّت نورِ دیں بودے | ہمیں بودے اگر ہر دل پُراز نورِ یقیں بودے
کیا اچھا ہوتا اگر امت میں سے ہر ایک نور دین ہوتا۔ یہی ہوتا اگر ہر دل نورِ یقین سے بھرا ہوتا
(نشانِ آسمانی صفحہ ۴۶)
۱۸۹۲ء

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوّت شود پیدا | بہار و رونق اندر روضۂ ملّت شود پیدا
اے جوانو! کوشش کرو کہ دین میں قوت پیدا ہو اور ملتِ اسلام کے باغ میں بہار اور رونق آئے
اگر یاراں کنوں بر غربتِ اسلام رحم آرید | باصحابِ نبیؐ نزدِ خدا نسبت شود پیدا
اے دوستو! اگر اب تم اسلام کی غربت پر رحم کرو تو خدا کے ہاں تمہیں آنحضرت کے صحابہ سے مناسبت پیدا ہو جائے
نفاق و اختلافِ ناشناساں از میاں خیزد | کمالِ اتفاق و خُلّت و اُلفت شود پیدا
نا اہل لوگوں کا آپس کا اختلاف اور نفاق دور ہو جائے اور کمال درجہ کا اتفاق دوستی اور محبت پیدا ہو جائے

بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہِ ربّانی   ز بہرِ ناصرانِ دینِ حق نصرت شود پیدا

کوشش کے لیے حرکت میں آؤ۔ کہ خدا کی درگاہ سے مددگارانِ اسلام کے لیے ضرور نصرت ظاہر ہوگی

اگر امروز فکرِ عزتِ دیں در شما جوشد   شما را نیز واللہ رتبت و عزت شود پیدا

اگر آج دین کی عزت کا خیال تمہارے دل میں جوش مارے تو خدا کی قسم خود تمہارے لیے بھی عزت و مرتبت پیدا ہو جائے

اگر دستِ عطا در نصرتِ اسلام بکشائید   ہم از بہرِ شما تا گہ یدِ قدرت شود پیدا

اگر اسلام کی تائید میں تم اپنا سخاوت کا ہاتھ کھول دو تو فوراً تمہارے اپنے لیے بھی خدائی قدرت کا ہاتھ نمودار ہو جائے

زِ بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد   خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اس کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا اگر ہمت پیدا ہو جائے تو خدا خود ہی مددگار بن جاتا ہے

دو روزِ عمرِ خود در کارِ دیں کوشید اے یاراں   کہ آخر ساعتِ رحلت بصد حسرت شود پیدا

اے دوستو اپنی عمر کے دو دن دین کے کام میں گذارو کہ آخر کار مرنے کی گھڑی سینکڑوں حسرتیں لے کر آ جائے گی

امیدِ دیں روا گرداں امیدِ تو روا گردد   زِ صد نومیدی و یاس و الم رحمت شود پیدا

تو دین کی امید پوری کر تا کہ تیری امیدیں پوری ہوں سینکڑوں ناامیدیوں یاس اور غم کے بعد رحمت پیدا ہو جائیگی

در انصارِ نبی بنگر کہ چوں شد کار نادانی   کہ از تائیدِ دیں سرچشمۂ دولت شود پیدا

آنحضرت کے انصار کی طرف دیکھ کہ کس طرح انہوں نے کام کیا تا کہ تجھے پتہ لگے کہ دین کی مدد کرنے سے دولت کا منبع پیدا ہو جاتا ہے

بجو از جان و دل تا خدمتے از دستِ تو آید   بقائے جاوداں یابی گر ایں ثمرت شود پیدا

دل و جان سے کوشش کر تا کہ تیرے ہاتھوں سے کوئی خدمتِ اسلام ہو جائے اگر یہ ثمرت پیدا ہو جائے تو تو بقائے دوام حاصل کرے گا

بمفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ   قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

اے بھائی مفت میں تجھے نصرت کا یہ بدلہ دے رہے ہیں ورنہ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا

ہمے بینم کہ دادارِ قدیر و پاک مے خواہد | کہ باز آں قوّتِ اسلام و آں شوکت شود پیدا

میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ قادر و قدوس خدا کا منشا یہ ہے کہ اسلام کی وہ قوت اور وہ شوکت پھر پیدا ہو جائے

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصرِ دین است | بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

اے خداوند کریم سینکڑوں مہربانیاں اس شخص پر کر جو دین کا مددگار ہے اگر کبھی آفت آئے تو اس کی مصیبت کو ٹال دے

چناں خوش دار او را اے خدائے قادرِ مطلق | کہ در ہر کار و بار و حالِ او جنّت شود پیدا

اے خداوند قادر مطلق اُسے ایسا خوش رکھ کہ اس کی حالت اور سب کاروبار میں ایک جنّت پیدا ہو جائے

دریغ و دردِ قومِ من ندائے من نمے شنود | ز ہر در میدہم پندش مگر عبرت شود پیدا

افسوس قوم میری چیخ و پکار کو نہیں سنتی میں تو ہر طریقہ سے اسے نصیحت کرتا ہوں کاش اس کو عبرت ہو

مرا باور نمے آید کہ چشمِ خویش بکشایند | مگر وقتیکہ خوف و عفّت و خشیت شود پیدا

مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ لوگ کبھی اپنی آنکھیں کھولیں گے مگر صرف اس وقت جب تقویٰ کی پاکدامنی اور خشیت اللہ ان میں پیدا ہو جائے گی

مرا دجّال و کذّاب و بتر از کافراں فہمند | نمیدانم چرا از نورِ حق نفرت شود پیدا

یہ تو مجھے دجال جھوٹا اور کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں میں نہیں جانتا کہ خدا کے نور سے انہیں کیوں نفرت ہو گئی

عجب دارید اے ناآشنایاں غافلاں از دیں | کہ از حق چشمۂ حیواں دریں ظلمت شود پیدا

اے دین سے غافل اور ناواقف انسانو کیا تمہیں تعجب آتا ہے کہ اس اندھیرے میں خدا کی طرف سے ایک چشمۂ حیات پیدا ہو گیا ہے

چرا انساں تعجّب ہا کند در فکرِ ایں معنیٰ | کہ خواب آلودگاں را رافعِ غفلت شود پیدا

آدمی یہ بات سوچ کر کیوں حیران ہو کہ نیند کے متوالوں کے لیے ایک غفلت کا دور کرنے والا پیدا ہو گیا

فراموشت شد اے قوم احادیثِ نبی اللہ | کہ نزدِ ہر صدی یک مصلحِ اُمّت شود پیدا

اے میری قوم۔ تو رسول اللہ کی حدیثوں کو بھی بھول گئی کہ ہر صدی کے سر پر اُمت کے لیے ایک مصلح پیدا ہوا کرتا ہے

(آئینہ کمالات اسلام ٹائیٹل مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

محبتِ تو دوائے ہزار بیماری است ۔۔۔ بروئے تو کہ رہائی دریں گرفتاری است

تیری محبت ہزار بیماریوں کی دوا ہے تیرے منہ کی قسم کہ اس گرفتاری ہی میں اصل آزادی ہے

پناہِ روئے تو جستن نہ طورِ مستاں است ۔۔۔ کہ آمدن بہ پناہت کمالِ ہشیاری است

تیری پناہ ڈھونڈنا دیوانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ تیری پناہ میں آنا ہی تو کمال درجہ کی عقلمندی ہے

متاعِ مہرِ رخِ تو نہاں نخواہم داشت ۔۔۔ کہ خفیہ داشتنِ عشقِ تو زِ غداری است

میں تیری محبت کی دولت کو ہرگز نہیں چھپاؤں گا۔ کہ تیرے عشق کا مخفی رکھنا بھی ایک غداری ہے

برآں سرم کہ سر و جاں فدائے تو بکنم ۔۔۔ کہ جاں بیار سپردن حقیقتِ یاری است

میں تیار ہوں کہ جان و دل تجھ پر قربان کردوں کیونکہ جان کو محبوب کے سپرد کردینا ہی اصل دوستی ہے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱)

چوں زِ من آید ثنائے سرورِ عالی تبار ۔۔۔ عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

مجھ سے اس عالی قدر سردار کی تعریف کس طرح ہوسکے جس کی مدح سے زمین و آسمان اور دونوں جہان عاجز ہیں

آں مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم ۔۔۔ کس نداند شانِ آں از واصلانِ کردگار

قرب کا وہ مقام جو وہ محبوب ازلی کے ساتھ رکھتا ہے اس کی شان کو واصلانِ بارگاہ الٰہی میں سے بھی کوئی نہیں جانتا

آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو ۔۔۔ کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آں اندر دیار

وہ مہربانیاں جو محبوب ازلی اس پر فرماتا رہتا ہے۔ وہ کسی نے دنیا میں خواب میں بھی نہیں دیکھیں

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں ۔۔۔ آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

خاصانِ حق کا سردار اور عاشقانِ الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے جس کی روح نے محبوب کے وصل کے ہر مرحلہ کو طے کرلیا ہے

آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیاتِ او ‌ | ‌ رحمتے زاں ذاتِ عالم پرور و پروردگار

وہ مبارک قدم جس کی ذات والا صفات رحمت بن کر اس رب العالمین پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی

آنکہ دارد قربِ خاص اندر جنابِ پاکِ حق ‌ | ‌ آنکہ شانِ او نہ فہمد کس زِ خاصان و کبار

وہ جو کہ جناب الٰہی میں خاص قرب رکھتا ہے وہ جس کی شان خواص اور بزرگ بھی نہیں سمجھتے

احمدِ آخر زماں کو اولین را جائے فخر ‌ | ‌ آخریں را مقتدائے و ملجا و کہف و حصار

احمد آخر الزمان جو پہلوں کے لیے فخر کی جگہ ہے اور پچھلوں کے لیے پیشوا، مقام پناہ، جائے حفاظت اور قلعہ ہے

ہست درگاہِ بزرگش کشتیٔ عالم پناہ ‌ | ‌ کس نگردد روزِ محشر جز بہ پناہش رستگار

اُس کی عالی بارگاہ سارے جہان کو پناہ دینے والی کشتی ہے حشر کے دن کوئی بھی اس کی پناہ میں آنے کے بغیر نجات نہیں پائے گا

از ہمہ چیزے فزوں تر در ہمہ نوعِ کمال ‌ | ‌ آسمانہا پیشِ اوجِ ہمّتِ او ذرّہ وار

وہ ہر قسم کے کمالات میں ہر ایک سے بڑھ کر ہے اس کی بلندی ہمت کے آگے آسمان بھی ایک ذرہ کی طرح ہیں

مظہرِ نورے کہ پنہاں بود از عہدِ ازل ‌ | ‌ مطلعِ شمسے کہ بود از ابتدا در استتار

وہ اُس نور کا مظہر ہے جو روز ازل سے مخفی تھا اور اس سورج کے نکلنے کی جگہ ہے جو ابتدا سے نہاں تھا

صدرِ بزمِ آسمان و حجۃ اللہ بر زمیں ‌ | ‌ ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

وہ آسمانی مجلس کا میر مجلس اور زمین پر اللہ کی حجت ہے نیز ذاتِ باری کا عظیم الشان مضبوط نشان ہے

ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل ‌ | ‌ ہر دم و ہر ذرّہ اش پُر از جمالِ دوستدار

اس کے وجود کا ہر رگ و ریشہ خداوند ازلی کا گھر ہے اس کا ہر سانس اور ہر ذرہ دوست کے جمال سے منور ہے

حسنِ روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب ‌ | ‌ خاکِ کوئے او بہ از صد نافۂ مشکِ تتار

اس کے چہرہ کا حسن سینکڑوں چاند اور سورج سے بہتر ہے اس کے کوچہ کی خاک تاتاری مشک کے سینکڑوں نافوں سے زیادہ خوشبودار ہے

ہست اُو از عقل و فکر و وہمِ مردم دور تر ۔۔۔ کے مجالِ فکر تا آں بحرِ ناپیدا کنار

وہ لوگوں کی عقل و سمجھ سے بالاتر ہے فکر کی کیا مجال کہ اُس ناپیدا کنار سمندر کی حد تک پہنچ سکے

رُوحِ اُو در گفتنِ قولِ بلیٰ اوّل کسے[۱] ۔۔۔ آدمِ توحید و پیش از آدمش پیوندِ یار

قولِ بلیٰ کہنے میں اس کی رُوح سب سے اوّل ہے وہ توحید کا آدم ہے اور آدم سے بھی پہلے یار سے اُس کا تعلق تھا

جانِ خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش ۔۔۔ جاں نثارِ خستہ جاناں بیدلاں را غمگسار

مخلوقِ الٰہی کے لیے جان دینا اس کی فطرت میں ہے۔ وہ شکستہ دلوں کا جان نثار اور بیکسوں کا ہمدرد ہے

اندراں وقتیکہ دُنیا پُر ز شرک و کُفر بود ۔۔۔ ہیچ کس را خوں نشد دل جز دلِ آں شہریار

ایسے وقت میں جبکہ دنیا کفر و شرک سے بھر گئی تھی سوائے اُس بادشاہ کے اور کسی کا دل اس کے لیے غمگین نہ ہوا

ہیچکس از خبثِ شرک و رجسِ بُت آگہ نشد ۔۔۔ ایں خبر شد جانِ احمدؐ را کہ بود از عشق زار

کوئی بھی شرک کی نجاست اور بتوں کی گندگی سے آگاہ نہ تھا صرف احمدؐ کے دل کو یہ آگاہی ہوئی جو محبتِ الٰہی سے چُور تھا

کس چہ میداند کہ زاں نالہ ہا باشد خبر ۔۔۔ کاں تشفعے کرد از بہرِ جہاں در کنجِ غار

کون جانتا ہے اور کسے اُس آہ و زاری کی خبر ہے؟ جو آنحضرت نے دنیا کے لیے غارِ حرا میں کی

من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے ۔۔۔ کاندراں غارے در آوردش حزین و دلفگار

میں نہیں جانتا کہ کیا درد غم اور تکلیف تھی جو اُسے غم زدہ کر کے اس غار میں لاتی تھی

نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس ۔۔۔ نے ز مُردن غم نہ خوفِ کژدم و نے بیمِ مار

نہ اُسے اندھیرے کا خوف تھا نہ تنہائی کا ڈر نہ مرنے کا غم نہ سانپ بچھو کا خطرہ

کُشتۂ قومم فدائے خلق و قربانِ جہاں ۔۔۔ نے بجسمِ خویش میلش نے بنفسِ خویش کار

وہ کشتۂ قوم فدائے خلق اور اہلِ جہاں پر قربان تھا نہ اسے اپنے تن بدن سے کچھ تعلق تھا نہ اپنی جان سے کچھ کام

---

۱ اشارہ سوئے الست بربکم قالوا بلیٰ

نعرہ ہا پُر درد مے زد از پئے خلقِ خدا — شد تضرّع کارِ اُو پیشِ خدا لیل و نہار

خدا کی مخلوق کے لیے دردناک آہیں بھرتا تھا اور خدا کے سامنے رات دن گریہ و زاری اس کا کام تھا

سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجز و دعا — قدسیاں را نیز شد چشم از غمِ آں اشکبار

اس کے عجز و دعا کی وجہ سے آسمان پر سخت شور برپا ہو گیا اور اس کے غم کی وجہ سے فرشتوں کی آنکھیں بھی غم سے اشکبار ہو گئیں

آخر از عجز و مناجات و تضرّع کردنش — شد نگاہِ لطفِ حق بر عالمِ تاریک و تار

آخر کار اس کی عاجزی، مناجات اور گریہ و زاری کی وجہ سے خدا نے تاریک و تار دنیا پر مہربانی کی نظر فرمائی

در جہاں از معصیت ہا بود طوفانِ عظیم — بود خلق از شرک و عصیاں کور و کر در ہر دیار

جہان میں بد عملیوں کا خطرناک طوفان بپا تھا اور ہر ملک میں لوگ شرک اور گناہوں کے مارے اندھے اور بہرے ہو رہے تھے

ہمچو وقتِ نوح دُنیا بود پُر از ہر فساد — ہیچ دل خالی نبود از ظلمت و گرد و غبار

دنیا نوح کے زمانہ کی طرح ہر قسم کے فسادوں سے بھر گئی تھی کوئی دل بھی ظلمت اور گرد و غبار سے خالی نہ تھا

مر شیاطیں را تسلّط بود بر ہر رُوح و نفس — پس تجلّی کرد بر رُوحِ محمّد کردگار

ہر روح اور ہر نفس پر شیاطین کا قبضہ تھا تب خدا تعالےٰ نے محمد کی روح پر تجلّی فرمائی

منّتِ اُو بر ہمہ سرخ و سیاہے ثابت است — آنکہ بہرِ نوعِ انساں کرد جانِ خود نثار

تمام گوری اور کالی قوموں پر اس کا احسان ثابت ہے اس نے نوعِ انسانی کے لیے اپنی جان قربان کر دی

یا نبی اللہ توئی خورشیدِ رہ ہائے ہُدیٰ — بے تو نارد رو براہے عارفِ پرہیزگار

اے نبی اللہ! تو ہی ہدایت کے رستوں کا سورج ہے تیرے بغیر کوئی عارف پرہیزگار ہدایت نہیں پا سکتا

یا نبی اللہ لبِ تو چشمۂ جاں پرور است — یا نبی اللہ توئی در راہِ حق آموزگار

اے نبی اللہ! تیرے ہونٹ زندگی بخش چشمہ ہیں اے نبی اللہ! تو ہی خدا کے راستہ کا رہنما ہے

آں یکے جوید حدیثِ پاکِ تو از زید و عمرو | واں دگر از خود دہانت بشنود بے انتظار

ایک تو تیری پاک باتیں زید و عمر کے پاس جا کر تلاش کرتا ہے اور دوسرا بلا توسط تیرے منہ سے اُن کو سنتا ہے

زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعۂ از چشمہ ات | زیرک آں مردیکہ کرد است اتباعت اختیار

وہ شخص زندہ ہے جو تیرے چشمہ سے پانی کے گھونٹ پیتا ہے اور وہی انسان عقلمند ہے جس نے تیری پیروی اختیار کی

عارفاں را منتہائے معرفت علمِ رخت | صادقاں را منتہائے صدق بر عشقت قرار

عارفوں کی معرفت کا آخری نقطہ تیرے رُخ کا علم ہے اور راستبازوں کے صدق کا منتہا تیرے عشق پر ثابت قدم رہنا ہے

بے تو ہرگز دولتِ عرفاں نمے یابد کسے | گرچہ میرد در ریاضت ہا و جہدِ بے شمار

تیرے بغیر کوئی عرفان کی دولت کو نہیں پا سکتا۔ اگرچہ وہ ریاضتیں اور جد و جہد کرتا مر بھی جائے

تکیہ بر اعمالِ خود بے عشق روئیت ابلہی است | غافل از رویت نہ بیند روئے نیکی زینہار

تیرے عشق کے سوا صرف اپنے اعمال پر بھروسہ کرنا بے وقوفی ہے جو تجھ سے غافل ہے وہ ہرگز نیکی کا منہ نہ دیکھے گا

در دمے حاصل شود نورے ز عشقِ روئے تو | کاں نہ باشد سالکاں را حاصل اندر روزگار

تیرے عشق کی وجہ سے ایک دم میں وہ نور حاصل ہو جاتا ہے جو سالکوں کو ایک لمبے زمانے میں حاصل نہیں ہوتا

از عجائبہائے عالم ہر چہ محبوب و خوش است | شانِ آں ہر چیز بینم در وجودت آشکار

دنیا کی عجیب چیزوں میں سے جو چیز بھی دلپسند اور مفید ہے ایسی ہر چیز کی خوبیاں میں تیری ذات میں پاتا ہوں

خوشتر از ہنگامِ عشقِ تو نباشد ہیچ دور | خوبتر از وصف و مدحِ تو نباشد ہیچ کار

تیرے عشق کے زمانہ سے اور کوئی زمانہ زیادہ اچھا نہیں اور کوئی کام تیری مدح و ثنا سے زیادہ بہتر نہیں

منکرہ بر دم بخوبی ہائے بے پایانِ تو | جاں گدازم بہر تو گر دیگرے خدمتگزار

چونکہ مجھے تیری بے انتہا خوبیوں کا تجربہ ہے اس لیے اگر دوسرے تیرے خدمتگزار ہیں تو میں تجھ پر جان فدا کرنے کو تیار ہوں

ہر کسے اندر نمازِ خود دعائے مے کند
من دعاہائے بر و بارِ نوائے باغِ بہار

ہر شخص اپنی نماز میں (اپنے لیے) دعا کرتا ہے مگر میں اے میرے آقا تیری آل و اولاد کے لیے دعا مانگتا ہوں

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام
وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

اے نبی اللہ میں تیرے بال بال پر فدا ہوں اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں سب کو قربان کر دوں

اتباع و عشقِ رویت از رہِ تحقیق چیست
کیمیائے ہر دلے اکسیرِ ہر جانِ فگار

اصل میں تیری اتباع اور تیرا عشق ہر دل کے لیے کیمیا اور ہر زخمی جان کے لیے اکسیر ہے

دل اگر خوں نیست از بہرت چہ چیز است آں دلے
ور نثارِ تو نگردد جاں کجا آید بکار

دل اگر تیری محبت میں خون نہیں تو وہ دل ہی نہیں اور جو جان تجھ پر قربان نہ ہو وہ جان کس کام کی

دل نمے ترسد بمہرِ تو مرا از موت ہم
پائیداری ہا ببیں خوش میروم تا پائے دار

تیری محبت میں میرا دل موت سے بھی نہیں ڈرتا میرا استقلال دیکھ کر میں صلیب کے نیچے خوش خوش جا رہا ہوں

راغبیم اندر رحمتت یا رحمۃ اللہ آمدیم
اے کہ چوں ما بر درِ تو صد ہزار امیدوار

اے اللہ کی رحمت ہم تیرے رحم کے امیدوار ہیں تو وہ ہے کہ ہم جیسے لاکھوں تیرے در کے امیدوار ہیں

یا نبی اللہ نثارِ روئے محبوبِ توام
وقفِ راہت کردہ ام ایں سر کہ بر دوشش ست بار

اے نبی اللہ میں تیرے پیارے مکھڑے پر نثار ہوں میں نے اس سر کو جو کندھوں پر بار ہے تیری راہ میں وقف کر دیا ہے

تا بمن نورِ رسولِ پاک را بنمودہ اند
عشقِ او در دل ہمے جوشد چو آب از آبشار

جب سے مجھے رسولِ پاک کا نور دکھایا گیا تب سے اس کا عشق میرے دل میں یوں جوش مارتا ہے جیسے آبشار میں پانی

آتشِ عشق از دمِ من ہمچو برقے مے جہد
یک طرف اے ہمدمانِ خام از گردِ جوار

میرے دل سے اس کے عشق کی آگ بجلی کی طرح نکلتی ہے اے خام طبع رفیقو میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ

بر سرِ وجد است دل تا دید روئے اُو بخواب　　اے بر آں روئے و سرش جان و سر و دیدہ نثار

میرا دل وجد میں ہے جب سے آنحضور کو خواب میں دیکھا ہے اس چہرے اور سر پر میری جان سر اور دیدہ قربان ہوں

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن　　واں مسیحِ ناصری شد از دمِ اُو بے شمار

اس چاہِ ذقن میں میں لاکھوں یوسف دیکھتا ہوں اور اس کے دم سے بے شمار مسیحِ ناصری پیدا ہوئے

تاجدارِ ہفت کشور آفتابِ شرق و غرب　　بادشاہِ ملک و ملت ملجاءِ ہر خاکسار

وہ ہفت کشور کا شہنشاہ اور مشرق و مغرب کا آفتاب ہے دین و دنیا کا بادشاہ اور ہر خاکسار کی پناہ ہے

کامراں آں دل کہ شد در راہِ او از صدق گام　　نیک بخت آں سر کہ میدارد سرِ آں شہسوار

کامیاب ہو گیا وہ دل جو صدق و وفا کے ساتھ اس کی راہ پر چلا خوش قسمت ہے وہ سر جو اس شہسوار سے تعلق رکھتا ہے

یا نبی اللہ جہاں تاریک شد از شرک و کفر　　وقتِ آں آمد کہ بنمائی رخِ خورشید وار

اے نبی اللہ کفر اور شرک سے دنیا اندھیر ہو گئی اب وقت آگیا ہے کہ تو اپنا سورج کی مانند چہرہ ظاہر کرے

بینم انوارِ خدا در روئے تو اے دلبرم　　مستِ عشقِ روئے تو بینم دلِ ہر ہوشیار

اے میرے دلبر میں انوارِ الٰہی تیری ذات میں دیکھتا ہوں اور ہر عقلمند دل کو تیرے عشق میں سرشار پاتا ہوں

اہلِ دل فہمند قدرت عارفاں دانند حال　　از دو چشمِ شپراں پنہاں خورِ نصف النہار

صاحبِ دل تیری قدر پہچانتے ہیں اور عارف تیرا حال جانتے ہیں لیکن چمگادڑوں کی آنکھ سے دوپہر کا سورج چھپا ہوا ہے

ہر کسے دارد سرے با دلبرے اندر جہاں　　من فدائے روئے تو اے دلستانِ گلعذار

ہر شخص دنیا میں کوئی نہ کوئی محبوب رکھتا ہے مگر میں تو تیرا فدائی ہوں اے پھول سے رخسار والے محبوب

از ہمہ عالم دل اندر روئے خوبت بستہ ام　　بر وجودِ خویشتن کردم وجودت اختیار

سارا جہان چھوڑ کر میں نے تیرے حسین چہرہ سے دل لگایا ہے اور اپنے وجود پر تیرے وجود کو ترجیح دی ہے

زندگانی چیست جاں کردن براہِ تو فدا ۔ رستگاری چیست در بندِ تو بودن صید وار

زندگی کیا ہے؟ یہی کہ تیری راہ میں جان کو قربان کر دینا۔ آزادی کیا ہے؟ یہی کہ تیری قید میں شکار بن کر رہنا

تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم ۔ تا دلم دورانِ خوں دارد بہ تو دارد مدار

جب تک میرا وجود باقی ہے تیرا عشق میرے دل میں رہیگا جب تک میرے دل میں خون دورہ کرتا ہے تب تک اس کا دارو مدار تجھ پر ہے

یا رسول اللہ بروحت عہد دارم استوار ۔ عشقِ تو دارم ازاں کو نہ کہ بودم شیر خوار

یا رسول اللہ میں تجھ سے مضبوط تعلق رکھتا ہوں اور اس دن سے کہ میں شیر خوار تھا۔ مجھے تجھ سے محبت ہے

ہر قدم کاندر جنابِ حضرتِ بیچوں زدم ۔ دیدمت پنہاں معین و حامی و نصرت شعار

جو قدم بھی میں نے خدائے بے ہمتا کی راہ میں مارا میں نے پوشیدہ طور پر ہر جگہ تجھے اپنا معین حامی اور مددگار دیکھا

در دو عالم نسبتے دارم بتو از بس بزرگ ۔ پرورش دادی مرا خود ہمچو طفلے در کنار

دونوں جہانوں میں میں تجھ سے بے انتہا تعلق رکھتا ہوں تو نے خود بچے کی طرح اپنی گود میں میری پرورش فرمائی

یاد کن وقتیکہ در کشفم نمودی شکلِ خویش ۔ یاد کن ہم وقتِ دیگر کامدی مشتاق وار

وہ وقت یاد کر جب تو نے کشف میں مجھے اپنی صورت دکھائی تھی اور ایک اور وقت بھی یاد کر جب تو میرے پاس مشتاقانہ تشریف لایا تھا

یاد کن آں لطف و رحمتہا کہ با من داشتی ۔ واں بشارت ہا کہ میدادی مرا از کردگار

ان مہربانیوں اور رحمتوں کو یاد کر جو تو نے مجھ پر کیں اور ان بشارتوں کو بھی جو خدا کی طرف سے تو مجھے دیتا تھا

یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا ۔ آں جمالے آں رخے آں صورتے رشکِ بہار

وہ وقت یاد کر جب بیداری میں تو نے مجھے دکھایا تھا۔ وہ جمال، وہ چہرہ اور وہ صورت جس پر موسمِ بہار بھی رشک کرتا ہے

آنچہ مارا از دو شیخِ شوخ آزارے رسید ۔ یا رسول اللہ بپرس از عالمِ ذوالاقتدار

جو کچھ ہم کو ان دو موذی شیخوں سے تکلیف پہنچی اے رسول اللہ اس کا حال اس قادر اور علیم خدا سے پوچھ لے

حالِ ما و شوخیِ ایں ہر دو شیخِ بدزبان
جملہ میداند خدائے حال دان و بردبار

ہمارے حال اور ان دو بدزبان شیخوں کی شوخی کو خدائے علیم و بردبار پورے طور پر جانتا ہے

نامِ من دجال و ضال و کافرے بنہادہ اند
نیست اندر زعمِ شاں چوں من پلید و زشت و خوار

انہوں نے میرا نام دجال، گمراہ اور کافر رکھ چھوڑا ہے اور ان کے خیال میں میرے جیسا اور کوئی ناپاک، بد اور ذلیل نہیں

ہیچ کس بہرِ منِ مظلوم و غمگیں دل نسوخت
جز تو کاندر خوابہا رحمت نمودی بار بار

مجھ مظلوم اور غمگین کے لیے کسی کا دل نہ جلا سوائے تیرے جس نے خوابوں میں مجھ پر بار بار شفقت دکھائی

ہاں خداوند کریم و دلبر و محبوب من
داد و ہر دم میدہد تسکیں مرا چوں غمگسار

ہاں اس خدائے کریم نے جو میرا معشوق و محبوب ہے ایک ہمدرد کی طرح ہمیشہ مجھے تسلی دی اور دیتا رہتا ہے

صبر کردیم از عنایاتش بریں صد ضرب و کوفت
سرمہ در چشمے نباید تا نمے گردد غبار

سینکڑوں تکالیف پر اسی کی مہربانی کی وجہ سے ہم نے صبر کیا کیونکہ سرمہ آنکھ کے قابل نہیں ہوتا جب تک غبار کی طرح باریک نہ ہو جائے

اے کہ تکفیرِ مسلماناں کنی از بخل و کیں
شرمت آید از خدائے عادل و ذی اختیار

اے وہ شخص جو بخل اور دشمنی کی وجہ سے مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے۔ تجھے منصف اور قادر خدا سے شرم آنی چاہیے

سہل باشد از زبانِ خویش تکفیر کسے
مشکل افتد آں زماں چوں پرسد از وے کردگار

اپنی زبان سے کسی کو کافر کہہ دینا آسان ہے مگر اس وقت مشکل پڑے گی جب خدائے کردگار پوچھے گا

کلمہ گویاں را چرا کافر نہی نام اے اخی
گر تو داری خوفِ حق رو بیخِ کفر خود برار

اے بھائی تو کلمہ گوؤں کا نام کافر کیوں رکھتا ہے اگر تو خوفِ خدا رکھتا ہے تو خود اپنے کفر کو جڑ سے نکال

پیر گشتی خلقِ پیراں ہا نمے دانی ہنوز
ایزدت بخشد چو پیراں صدق و سوز و اصطبار

تو بوڑھا ہو گیا مگر ابھی تک بوڑھوں والے اخلاق کو نہیں جانتا۔ خدا تجھے بوڑھوں کی طرح سوز اور صبر عنایت کرے

گر کنی تکفیرِ قومِ خود چہ کارے کردۂ | رَو اگر مردی جہودے را باسلام اندر آر

اگر تو نے اپنی قوم ہی کی تکفیر کی تو کیا کام کیا؟ اگر تو جوانمرد ہے تو جا اور کسی یہودی کو اسلام میں داخل کر

چوں نسیمِ صبحِ محشر پردہ بردارد ز کار | کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار

جب قیامت کی صبح کی ہوا حقیقت پر سے پردہ اٹھا دیگی تو صاف ظاہر ہو جائے گا کہ کون کافر ہے اور کون مومن

گر خردمندی برو کن فکرِ نفسِ خود نخست | لافِ ایماں خود چہ چیزے فکرِ ایماں را بیار

اگر تو عقلمند ہے تو جا اور پہلے اپنی جان کی فکر کر۔ ایمان کا دعویٰ کچھ چیز نہیں فکرِ ایمان لا

چند بر تکفیر نازی چند استہزا کنی | رو بایمانِ خود و ما را بکفرِ ما گذار

کب تک تو تکفیر پہ ناز کرے گا اور کب تک تمسخر کرتا رہے گا۔ جا اپنے آپ کو اپنے ایمان پر اور ہم کو ہمارے کفر پر چھوڑ دے

نے ز فردوسم حکایت کُن نہ از آلامِ نار | کز غمِ دینِ محمدؐ مے زیم شوریدہ وار

مجھ سے نہ تو جنت کا ذکر کر نہ دوزخ کا میں تو محمدؐ کے دین کے غم میں دیوانوں کی سی زندگی بسر کرتا ہوں

اندر آں وقتیکہ یاد آید مہمِّ دیں مرا | بس فراموشم شود عیش و رنجِ ہر دو دار

اس وقت جبکہ مجھے دین کی مہم یاد آتی ہے تو دونوں جہان کی خوشیاں اور غم مجھے بالکل بھول جاتے ہیں

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶ تا ۲۹)

مطبوعہ ۱۸۹۳ء

ایکہ دجالم بچشمت نیز ضال | چوں نترسی از خدائے ذوالجلال

اے وہ شخص کہ میں تیری نظر میں دجال اور گمراہ ہوں تو خدائے ذوالجلال سے کیوں نہیں ڈرتا

مومنے را نام کافر مے نہی | کافرم گر مومنی با ایں خیال

تو مومن کا نام کافر رکھتا ہے اگر تو اس عقیدہ کے باوجود مومن ہے تو واقعی میں کافر ہوں

(آئینہ کمالات اسلام صـ۳۲)

بدہ از چشمِ خود آبے درختانِ محبّت را ‏— مگر روزے دہندت میوہ ہائے پُر حلاوت را

محبت کے درختوں کو اپنی آنکھوں کے پانی سے سیراب کرتا کہ ایک دن وہ تجھے شیریں پھل دیں

مہِ اسلام در باطن حقیقت ہا ہمی دارد ‏— کجا باشد خبر زاں مہ گرفتارانِ صورت را

اسلام کا چاند اپنے اندر بہت سی حقیقتیں رکھتا ہے۔ ظاہر بینوں کو اس چاند کی خوبیوں کی کیا خبر ہو سکتی ہے

من از بہر آمدم تا خلق را ایں ماہ بنمایم ‏— گر امروزم نمے بینی بہ بینی روزِ حسرت را

میں اُس یار کی طرف سے آیا ہوں کہ مخلوق کو یہ چاند دکھاؤں اگر آج تو مجھے نہیں دیکھے گا تو ایک روز حسرت کا دن دیکھے گا

گر از چشمِ تو پنہانست شانم دم مزن بارے ‏— کہ بد پرہیز بیمارے نہ بیند روئے صحت را

اگر میری شان تیری آنکھوں سے پوشیدہ ہے تو بھی خاموش رہ۔ کہ بد پرہیز بیمار تندرستی کا منہ نہیں دیکھتا

چو چشمِ حق شناس و نورِ عرفانت نہ بخشیدند ‏— نہادی نام کافر لاجرم عشاقِ ملّت را

چونکہ تجھے معرفت کی آنکھ اور نورِ عرفان نہیں دیا گیا اس لیے تو نے عاشقانِ اسلام کا نام کافر رکھ دیا ہے

کجا از آستانِ مصطفےٰ اے ابلہ بگریزیم ‏— نمے یابیم در جائے دگر ایں جاہ و دولت را

اے بیوقوف ہم درگاہِ مصطفوی سے کہاں بھاگ کر جائیں کیونکہ ہم کسی اور جگہ یہ عزت اور دولت نہیں پا سکتے

بحمد اللہ کہ خود قطعِ تعلق کرد ایں قومے ‏— خدا از رحمت و احساں میسّر کرد خلوت را

الحمد للہ کہ اس قوم نے خود ہی مجھ سے قطع تعلق کر لیا اور خدا نے مہربانی اور کرم سے خلوت میسّر کر دی

چہ جور و جفا کہ میدیدم بدیدارِ چنیں رُوہا ‏— بنازم دلبرِ خود را کہ بازم داد جنّت را

ان چہروں کے دیکھنے سے میں کس قدر تکلیف پاتا تھا مجھے اپنے دلبر پر ناز ہے کہ اس نے پھر مجھے جنّت عطا کی

چہ میسوزی ازاں قربے کہ با دلدار میدارم ‏— اگر زورے ست در دستت بگرداں رزقِ قسمت را

تو اس قرب کی وجہ سے جو مجھے دلدار سے حاصل ہے کیوں جلتا ہے اگر تیرے ہاتھ میں زور ہے تو قسمت کے رزق کو بند کر دے

بنخوت ہا نمی آید بدست آں دامنِ پاکش　　کسے عزت ازو یابد کہ سوزد رختِ عزت را

اُس کا مقدس دامن تکبر سے ہاتھ نہیں آتا۔ اُس کے ہاں اسی کو عزت ملتی ہے جو لباسِ عزت جلا دیتا ہے

اگر خواہی رہِ مولا ئے نِسلاف علم خالی شو　　کہ رہ ندہند در کویش اسیر کبر و نخوت را

اگر مولا کی راہ چاہتا ہے تو علم کی شیخی ترک کر کہ اس کے کوچہ میں اسیر کبر و نخوت کو گھسنے نہیں دیتے

منہ دل در تنعمہائے دُنیا گر خدا خواہی　　کہ مے خواہد نگارِ من تہیدستانِ عشرت[1] را

اگر خدا کا طلبگار ہے تو دنیوی نعمتوں سے دل نہ لگا کہ میرا محبوب　　ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو عیش کے تارک ہوں

مصفّا[2] قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا　　کجا بیند دلِ ناپاک رُوئے پاکِ حضرت را

پانی کا مصفا قطرہ چاہیئے تا کہ اس سے موتی پیدا ہو۔ ناپاک دل خدا کے پاک چہرہ کو کہاں دیکھ سکتا ہے

نمے باید مرا یک ذرّہ عزتہائے ایں دُنیا　　منہ از بہرِ ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

مجھے ذرہ بھر دُنیا کی عزت درکار نہیں۔ ہمارے لیے کرسی نہ بچھا کہ ہم تو خدمت پر مامور ہیں

ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفسِ خود عزت　　خلافِ من کہ مے خواہم براہِ یار ذلّت را

سب لوگ اور سارا جہاں اپنے لیے عزت چاہتا ہے برخلاف اس کے میں یار کی راہ میں ذلت مانگتا ہوں

ہمہ در دورِ ایں عالم امان و عافیت خواہند　　چہ افتاد ایں سرِ ما را کہ مے خواہد مصیبت را

سب لوگ اس زمانہ میں امن و عافیت کے خواستگار ہیں میرے سر کو کیا ہوا کہ وہ مصیبت کا خواہشمند ہے

مرا ہر جا کہ مے بینم رُخِ جاناں نظر آید　　درخشد در خور و در ماہ بنماید ملاحت را

مجھے تو جدھر دیکھتا ہوں رُخِ جاناں ہی نظر آتا ہے سورج میں بھی وہی چمکتا ہے اور چاند میں بھی وہی ملاحت دکھاتا ہے

حریصِ غربت و عجزم ازاں روزیکہ دانستم　　کہ جا در خاطرش باشد دلِ مجروحِ غربت را

میں اس روز سے غربت اور عجز کا حریص ہوں جب سے میں نے جانا کہ اس کے حضور میں زخمی مسکین دل کی عزت ہے

---

[1] یہ مصرع الہامی ہے　　[2] یہ مصرع الہامی ہے

من آں شاخِ خودیؑ خود رائی از بیخ برکندم | کہ مے آرد زِ ناپاکی بر نفرین و لعنت را

میں نے خودی اور خود رائی کی اُس شاخ کو جڑ سے کاٹ ڈالا جو اپنی ناپاکی سے نفرین اور لعنت کا پھل پیدا کرتی ہے

اگر از روضۂ جانؑ دلِ من پردہ بردارند | بہ بینی اندراں آں دلبرِ پاکیزہ طلعت را

اگر میرے جان و دل کے چمن سے پردہ اٹھایا جائے تو تُو اُس میں اُس پاکیزہ طلعت معشوق کا چہرہ دیکھ لے گا

فروغِ نورِ عشقِ اُو زِ بام و قصرِ ما روشن | مگر بیند کسے آں را کہ میدارد بصیرت را

اُس کے نورِ عشق کی تجلی سے ہمارے بام و قصر روشن ہیں۔ لیکن اُسے وہی دیکھتا ہے جو بصیرت رکھتا ہو

نگاہ و رحمتِ جاناں عنایتہا بمن کردست | وگرنہ چوں منے کے یابد آں رشد و سعادت را

محبوب کی نگاہ و رحمت نے مجھ پر بڑی عنایتیں کی ہیں ورنہ مجھ جیسا انسان کس طرح اس رشد و ہدایت کو پاتا

نظر بازانِ علمِ ظاہر اندر علمِ خود نازند | زِ دستِ خود فگندہ معنی و مغزِ حقیقت را

ظاہری علوم کے واقف اپنے علم پر نازاں ہیں انہوں نے اپنے ہاتھ سے اصلیت اور حقیقت اور مغز کو پرے پھینک دیا

ہمہ فہم و نظر در پردہ ہائے کبر پوشیدند | چناں خواہند ایں خمرے کہ پاکاں جامِ قربت را

انہوں نے تکبر کے پردوں میں اپنی عقل و دانش کو چھپا دیا اور اس شراب کے ایسے خواہشمند ہیں جیسے پاک لوگ قربِ الٰہی کے

خدا خود قصۂ شیطاں بیاں کردست تا دانند | کہ ایں نخوت کند ابلیس ہر اہلِ عبادت را

خدا نے خود شیطان کا قصہ اس لیے بیان کیا ہے تا کہ لوگ جانیں کہ تکبر عبادت گذار کو بھی شیطان بنا دیتا ہے

بلفاظی بسر کردند عمرِ خود بلا حاصل | دمے از بہرِ معنی ہا نمی یابند فرصت را

ان لوگوں نے اپنی عمر بے فائدہ لفاظیوں میں بسر کر دی مگر حقیقت کے لیے اُن کو ایک لحظہ کی فرصت نہیں

گزاف و لافِ شاں در ظاہرِ شرعست ہم باطل | کہ غافل از حقایق کے نکو داند شریعت را

ظاہری شرع کے بارے میں بھی اُن کی لاف و گزاف باطل ہے کیونکہ حقائق سے غافل انسان شریعت کو کب سمجھ سکتا ہے

مسیحِ ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند … مگر مدفونِ یثرب را ندادند ایں فضیلت را

یہ مسیحِ ناصری کو قیامت تک زندہ سمجھتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فضیلت نہیں دیتے

ز بوئے نافۂ عرفاں چو محرومِ ازل بودند … پسندیدند در شانِ شہِ خلق ایں مذلّت را

چونکہ نافۂ عرفاں کی خوشبو سے ازلی محروم تھے اس لیے شاہنشاہِ عالم کی شان میں یہ ذلت پسند کی

ہمہ دُرہائے قرآں را چو خاشاکے بیفگندند … ز علمِ ناتمامِ شاں چہا گم گشت ملّت را

قرآن کے تمام موتیوں کو کوڑے کرکٹ کی طرح پھینک دیا اُن کے ناقص علم کی وجہ سے ملتِ اسلام کا کس قدر نقصان ہوا

ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند … دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میّت را

انہوں نے اپنے عقیدہ سے تمام عیسائیوں کی مدد کی اسی وجہ سے مردہ پرستوں میں بھی دلیری آ گئی

دریں ہنگامِ پُر آتش بخوابِ خوش چساں خُسپم … زماں فریاد می دارد کہ بشتابید نُصرت را

اس آتشیں زمانے میں میں آرام کی نیند کیونکر سو سکتا ہوں جبکہ زمانہ فریاد کر رہا ہے کہ جلدی مدد کو پہنچو

شبِ تاریک و بیمِ دُزد و قومِ ما چنیں غافل … کجا زیں غم روم یارب نما خود دستِ قدرت را

اندھیری رات چور کا خوف اور قوم غافل اس غم سے کہاں جاؤں؟ یارب خود دستِ قدرت دکھا

بخاک انگیزئ شاں بر ضیائے خود نمی ترسم … نہاں کے ماند آں نورے کہ حق بخشید فطرت را

جو میری دشمنی پر خاک ڈال رہے ہیں اس کا مجھے خوف نہیں بھلا وہ نور کب چھپ سکتا ہے جو خدا نے میری فطرت کو بخشا ہے

کجا غوغائے شاں بر خاطرِ من وحشتے آرد … کہ صادق بزدلے نبود وگر بیند قیامت را

اُن کے شور و شغب سے میرے دل میں گھبراہٹ نہیں پیدا ہوتی صادق کبھی بزدل نہیں ہوتا خواہ قیامت کو دیکھے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۵ تا ۵۷

مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

مصطفیٰ را چوں فروتر شد مقام ॥ از مسیحِ ناصری اے طفلِ خام

مصطفیٰ کا درجہ کیونکر کم ہوگیا ۔ مسیح ناصری سے ۔ اے نادان لڑکے

آنکہ دستِ پاکِ او دستِ خداست ॥ چوں تواں گفتن کہ از روحش جُداست

وہ کہ جس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے اس کی بابت کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ رُوح القدس سے الگ ہے

آنکہ ہر کردار و قولش دینِ ماست ॥ یک دم از جبریل بُعدش چوں رواست

وہ جس کا ہر قول و فعل ہمارا دین ہے تو ایک دم کے لیے بھی جبریل سے اس کی جدائی کیونکر جائز ہو سکتی ہے

بر امامِ انبیاء ایں افترا ॥ چوں نمے ترسید از قہرِ خدا

نبیوں کے سردار پر یہ افترا، تم کیوں خدا کے غصے سے نہیں ڈرتے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱۲)

خوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند ॥ مصلحت را ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند

چونکہ مجھے عیسائی قوم کے لیے ایک نور دیا گیا ہے ۔ اس وجہ سے میرا نام ابنِ مریم رکھا گیا

مے درخشم چوں قمر تابم چو قرصِ آفتاب ॥ کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند

میں چاند کی طرح روشن ہوں اور آفتاب کی طرح چمکتا ہوں وہ اندھے ہیں جو انکار میں پڑے ہوئے ہیں

بشنوید اے طالباں کز غیب بکنند ایں ندا ॥ مُصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

اے طالبو سنو غیب سے یہ آواز آرہی ہے کہ ایک مصلح درکار ہے کیونکہ ہر جگہ فساد پیدا ہوگئے ہیں

صادقم و از طرفِ مولیٰ با نشانہا آمدم ॥ صد درِ علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند

میں صادق ہوں اور مولیٰ کی طرف سے نشان لے کر آیا ہوں علم و ہدایت کے سینکڑوں دروازے مجھ پر کھولے گئے ہیں

یدُ اللّٰہ فوق ایدیھم

آسمان بارد نشاں اَلوقت میگوید زمیں | ایں دو شاہد از پئے تصدیقِ من استادہ اند

آسمان نشان برسا رہا ہے اور زمین پکار رہی ہے کہ یہی وقت ہے میری تصدیق کے لیے یہ دو گواہ کھڑے ہیں

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۸)

خدا چوں بر بندد و دو چشم کسے | نہ بیند وگر مہر تابد بسے

خدا جب کسی کی دونوں آنکھیں بند کر دیتا ہے تو اُسے کچھ نظر نہیں آتا خواہ سورج کتنا ہی چمکتا رہے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۷)

دوستاں خود را نثارِ حضرتِ جاناں کنید | در رہِ آں یارِ جانی جان و دل قرباں کنید

اے دوستو اپنے تئیں محبوبِ حقیقی پر قربان کر دو اور اس جانی دوست کی راہ میں جان و دل نثار کر دو

آں دلِ خوش باش را کاندر جہان جوید خوشی | از پئے دینِ محمد کلبۂ احزاں کنید

اس آرام پسند دل کو جو اس جہان میں خوشیاں ڈھونڈتا ہے محمد کے دین کی خاطر بیت الحزن بنا دو

از تعیش ہا بروں آئید اے مردانِ حق | خویشتن را از پئے اسلام سرگرداں کنید

اے مردانِ خدا عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ دو اور اب اپنے آپ کو اسلام کی خاطر سرگرداں کرو

(آئینہ کمالات اسلام آخری صفحات ۔ صفحہ ۲۶)

عجب نوریست در جانِ محمد | عجب لعلیست در کانِ محمد

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے محمد کی کان میں ایک عجیب و غریب لعل ہے

زظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف ｜ کہ گردد از محبانِ محمدؐ

دل اُس وقت ظلمتوں سے پاک ہوتا ہے جب وہ محمد صلعم کے دوستوں میں داخل ہو جاتا ہے

عجب دارم دلِ آں ناکساں را ｜ کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

میں اُن نالائقوں کے دلوں پر تعجب کرتا ہوں جو محمد صلعم کے دسترخوان سے منہ پھیرتے ہیں

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ｜ کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

دونوں جہان میں میں کسی شخص کو نہیں جانتا۔ جو محمد صلعم کی سی شان و شوکت رکھتا ہو

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار ｜ کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا اُس شخص سے سخت بیزار ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کینہ رکھتا ہو

خُدا خود سوزد آں کرمِ دنی را ｜ کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ

خدا خود اُس ذلیل کیڑے کو جلا دیتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں سے ہو

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس! ｜ بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر تو نفس کی بدمستیوں سے نجات چاہتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مستانوں میں سے ہو جا

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ｜ بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو تہ دل سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مدح خواں بن جا

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ｜ محمد ہست برہانِ محمدؐ

اگر تو اس کی سچائی کی دلیل چاہتا ہے تو اس کا عاشق بن جا کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی خود محمد کی دلیل ہے

سرے دارم فدائے خاکِ احمد ｜ دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

میرا سر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاکِ پا پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان رہتا ہے

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم | نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

رسول اللہ کی زلفوں کی قسم کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرے پر فدا ہوں

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند | نتابم رو زِ ایوانِ محمدؐ

اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جاوے تو پھر بھی میں محمد کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیروں گا

بکارِ دیں نترسم از جہانے | کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

دین کے معاملہ میں میں سارے جہان سے بھی نہیں ڈرتا کہ مجھ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ ہے

بسے سہلست از دُنیا بریدن | بیادِ حسن و احسانِ محمد

دنیا سے قطع تعلق کرنا نہایت آسان ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو یاد کر کے

فدا شد در رہش ہر ذرّہ من | کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمد

اس کی راہ میں میرا ہر ذرّہ قربان ہے کیونکہ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مخفی حسن دیکھ لیا ہے

دگر استاد را نامے ندانم | کہ خواندم در دبستانِ محمد

میں اور کسی استاد کا نام نہیں جانتا میں تو صرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ کا پڑھا ہوا ہوں

بدیگر دلبرے کارے ندارم | کہ ہستم کشتۂ آنِ محمد

اور کسی محبوب سے مجھے واسطہ نہیں کہ میں تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ناز و ادا کا مقتول ہوں

مرا آں گوشۂ چشمے بباید | نخواہم جز گلستانِ محمد

مجھے تو اسی آنکھ کی نظرِ مہر درکار ہے۔ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے باغ کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا

دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید | کہ بستیمش بدامانِ محمد

میرے زخمی دل کو میرے پہلو میں تلاش نہ کرو کہ اسے تو ہم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن سے باندھ دیا ہے

من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم	کہ دارد جا بہ بُستانِ محمد

میں طائرانِ قدس میں سے وہ اعلیٰ پرندہ ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ میں بسیرا رکھتا ہے

تو جانِ ما منوّر کردی از عشق	فدایت جانم اے جانِ محمد

تو نے عشق کی وجہ سے ہماری جان کو روشن کر دیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر میری جان فدا ہو

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ	نباشد نیز شایانِ محمد

اگر اس راہ میں سو جان سے قربان ہو جاؤں تو بھی افسوس رہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے شایاں نہیں

چہ ہیبت ہا بداوند ایں جواں را	کہ ناید کس بہ میدانِ محمد

اس جوان کو کس قدر رعب دیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے میدان میں کوئی بھی (مقابلہ پر) نہیں آتا

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ	[1] بترس از تیغِ بُرّانِ محمد

اے نادان اور گمراہ دشمن ہوشیار ہو جا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر

رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم	بجو در آل و اعوانِ محمد

خدا کے اس راستہ کو جسے لوگوں نے بھلا دیا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آل اور انصار میں ڈھونڈھ

الا اے منکر از شانِ محمد	ہم از نورِ نمایانِ محمد

خبردار ہو جا! اے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چمکتے ہوئے نور کا منکر ہے

کرامت گرچہ بے نام و نشان است	بیا بنگر ز غلمانِ محمد

اگرچہ کرامت اب مفقود ہے۔ مگر تو آ اور اسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں دیکھ لے

(آئینہ کمالات اسلام آخری صفحات م
مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

---

[1] یہ الہامی شعر ہے

اے عزیزاں مددِ دینِ متیں آں کاریست | کہ بصد زہد میسر نہ شود انساں را

اے عزیزو۔ دینِ متین کی مدد ایسا عظیم الشان کام ہے کہ انسان اُسے سو زہد کے بدلے میں بھی حاصل نہیں کر سکتا

(آئینہ کمالات اسلام آخری صفحات ۲)

قربانِ تست جانِ من اے یارِ محسنم | با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

اے میرے محسن دوست میری جان تجھ پر قربان ہے تو نے مجھ سے کونسا فرق کیا ہے کہ میں تجھ سے کروں

ہر مطلب و مراد کہ می خواستم ز غیب | ہر آرزو کہ بود بخاطر معینم

ہر مراد اور مدعا جو میں نے غیب سے طلب کیا۔ اور ہر خواہش جو میرے دل میں تھی

از جود دادہ ہمہ آں مدعائے من | واز لطف کردہ گذرِ خود بمسکنم

تو نے اپنی مہربانی سے میری وہ مرادیں پوری کردیں اور مہربانی فرماکر تو میرے گھر تشریف لایا

ہیچ آگہی نبود زِ عشق و وفا مرا | خود ریختی متاعِ محبت بدامنم

مجھے عشق و وفا کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ تو نے ہی خود محبت کی یہ دولت میرے دامن میں ڈال دی

ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ | بود آں جمالِ تو کہ نمود است احسنم

اس سیاہ مٹی کو تو نے خود اکسیر بنا دیا وہ صرف تیرا ہی جمال ہے جو مجھے اچھا لگا

ایں صیقلِ دلم نہ بزہد و تعبد است | خود کردۂ بلطف و عنایات روشنم

یہ میرے دل کی صفائی زہد اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے نہیں بلکہ تو نے مجھے آپ اپنی مہربانیوں سے روشن کر دیا ہے

صد منت است بر سرِ ایں مشتِ خاکِ من | جانم رہینِ لطفِ عمیم تو ہم تنم!

میں ایک مشتِ خاک ہوں جس پر تیرے سینکڑوں احسان ہیں تیری مہربانیوں سے میرا جسم و جان زیرِ بار ہے

سہل است ترکِ ہر دو جہاں گر رضائے تو | آید بدست اے پنہ و کہف و مانم!

دونوں جہان کا ترک کرنا آسان ہے اگر تیری رضا مل جائے اے میری پناہ۔ اے میرے حصار۔ اے میرے دارالاماں

فصلِ بہار و موسمِ گُل نایدم بکار | کاندر خیالِ روئے تو ہر دم بگلشنم!

فصل بہار اور پھولوں کا موسم میرے لیے بیکار ہیں کیونکہ میں تو ہر وقت تیرے چہرے کے خیال کی وجہ سے ایک چمن میں ہوں

چوں حاجتے بود بادیبِ دگر مرا | من تربیت پذیرز ربِّ مہیمنم!

مجھے کسی اور اُستاد کی ضرورت کیوں ہو۔ میں تو اپنے خدا سے تربیت حاصل کیے ہوئے ہوں

تاں سال عنایتِ ازلی شد قریبِ من | کآمد ندائے یار زہر کوئے و برزنم

اس کی دائمی عنایت اس قدر میرے قریب ہو گئی کہ دوست کی آواز میری ہر گلی کوچہ سے آنے لگی

یارب مرا بہر قدمم استوار دار | واں روز خود مباد کہ عہدِ تو بشکنم

اے رب مجھے ہر قدم پر مضبوط رکھ اور ایسا کوئی دن نہ آئے کہ میں تیرا عہد توڑ دوں

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند | اوّل کسیکہ لافِ تعشق زند منم!

اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر اتارے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا دعویٰ کرے گا وہ میں ہوں گا

(آئینہ کمالاتِ اسلام آخری صفحہ،
مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

اے اسیرِ عقلِ خود برہستئ خود کم بناز | کیں سپہرِ بوالعجائب چوں تو بسیار آورد

اے اپنی عقل کے قیدی اپنی ہستی پر ناز نہ کر کہ یہ عجیب آسمان تیری طرح کے بہت سے آدمی لایا کرتا ہے

غیر را ہرگز نمے باشد گذر در کوئے حق | ہر کہ آید زآسماں اُو رازِ آں یار آورد

خدا کے کوچہ میں غیر کو ہرگز دخل نہیں جو آسمان سے آتا ہے وہی اس یار کے اسرار ہمراہ لاتا ہے

خود بخود فہمیدنِ قرآں گمانِ باطل است — ہر کہ از خود آورد او نجس و مُردار آورد

آپ ہی آپ قرآن کو سمجھ لینا ایک غلط خیال ہے جو شخص اپنے پاس سے اس کا مطلب بیان کرتا ہے وہ گندگی اور مردار پیش کرتا ہے

(برکات الدعا صفحہ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

اے نیچرِ شوخ اینچہ ایذا است — از دستِ تو فتنہ ہر طرف خاست

اے شوخ نیچری! یہ کیسا دکھ ہے جو تو دے رہا ہے، تیرے ہاتھوں ہر طرف فتنے برپا ہو گئے

آں کس کہ رہِ کجت پسندید — دیگر نگزید جانبِ راست

جس نے تیرے ٹیڑھے راستہ کو پسند کر لیا اس نے پھر سیدھا راستہ اختیار نہ کیا

لیکن چو ز غور و فکر بینم! — از ماست مصیبتے کہ بر ماست

لیکن جب میں غور و فکر کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری یہ مصیبت ہماری ہی وجہ سے ہے

متروک شدست درسِ فرقان — زاں روز ہجومِ ایں بلاہاست

قرآن کا پڑھنا پڑھانا لوگوں نے چھوڑ دیا۔ اسی دن سے ان بلاؤں کا ہجوم ہے

نیچر نہ باصلِ خویش بد بود — دیں گم شد و نورِ عقلہا کاست

نیچر کی اصلیت تو بُری نہ تھی لیکن دین کے گم ہونے سے عقلوں کا نور گھٹ گیا

بر قطرہ نگوں شدند یکبار — رو تافتہ زاں طرف کہ دریاست

یکدم لوگ قطرہ کی طرف جھک گئے اور اس جانب سے منہ پھیر لیا جدھر دریا تھا

بر جنت و حشر و نشر خندند — کیں قصّہ بعید از خردہاست

جنت اور حشر نشر پر ہنستے ہیں کہ یہ کہانی عقل سے بعید ہے

چوں ذکرِ فرشتگاں بیاید	گویند خلافِ عقلِ داناست

جب فرشتوں کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بات داناؤں کی سمجھ کے برخلاف ہے

اے سیّدِ سرگروہِ ایں قوم!	ہُشدار کہ پائے تو نہ برجاست

اے سیّد! تو جو اس قوم کا لیڈر ہے خبردار ہو جا کہ تیرا قدم راہ راست پر نہیں ہے

پیرانہ سرایں چہ در سر افتاد	رو توبہ کُن ایں نہ راہ تقویٰ ست

تجھے بڑھاپے میں یہ کیا سوجھی ہے۔ جا اور توبہ کر۔ یہ تقویٰ کا طریق نہیں ہے

ترسم کہ بدیں قیاس یک روز	گوئی کہ خدا خیال بیجاست

مجھے ڈر ہے کہ ایسے ہی قیاسات سے تو ایک دن کہہ دے گا کہ خدا کا خیال بھی غلط ہے

اے خواجہ برو کہ فکرِ انساں	در کارِ خدا ز نوعِ سوداست

ارے میاں ان باتوں کو چھوڑ کہ خدائی میں دخل دینا جنون کی ایک قسم ہے

آخر ز قیاس ہا چہ خیزد	بنشیں کہ نہ جائے شور و غوغاست

آخر قیاس سے کیا بنتا ہے! (صبر سے) بیٹھ جا کہ یہ فضول باتوں کا مقام نہیں ہے

اے بندہ بصیرت از خدا خواہ	اسرارِ خدا نہ خوانِ یغماست

اے بندے خدا سے بصیرت طلب کر کیونکر خدائی اسرار لوٹ کا مال نہیں ہیں (جو یونہی سمجھ میں آجائیں)

(برکات الدعا صفحہ ۱، مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

روئے دلبر از طلبگاراں نمی دارد حجاب	می درخشد در خور و مے تابد اندر ماہتاب

دلبر کا چہرہ طالبوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سورج میں بھی چمکتا ہے اور چاند میں بھی

لیکن آں روئے حسین از غافلاں ماند نہاں
عاشقے باید کہ بردارد از بہرش نقاب

لیکن وہ حسین چہرہ غافلوں سے پوشیدہ ہے سچا عاشق چاہیے تاکہ اُس کی خاطر نقاب اٹھائی جائے

دامنِ پاکش ز نخوت نامے آید بدست
ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب

اس کا مقدس دامن تکبر سے ہاتھ نہیں آتا اس کے لیے کوئی راہ سوائے درد اور بے قراری کے نہیں ہے

ایں خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم
جاں سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب

اس محبوب ازلی کا راستہ بہت خطرناک ہے اگر تجھے جان کی سلامتی چاہیئے تو خود روی کو ترک کر دے

تا کلامش فہم و عقلِ نا سزایاں کم رسد
ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہِ صواب

نااہل لوگوں کی عقل اس کے کلام کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی جو خودی کو مار کر، ہو اسی کو وہ صحیح راستہ ملتا ہے

مشکلِ قرآں نہ از ابنائے دُنیا حل شود
ذوقِ آں مے داند آں مستے کہ نوشد آں شراب

قرآن کو سمجھنے کا مسئلہ اہل دنیا سے حل نہیں ہو سکتا اُس شراب کا مزا وہی جانتا ہے جو اس شراب کو پیتا ہے

اے کہ آگاہی ندادندت ز انوارِ درُوں
در حقِ ما ہرچہ گوئی نیستی جائے عتاب

اے وہ شخص جسے باطنی انوار کی کچھ خبر نہیں تو جو کچھ بھی ہمارے حق میں کہے ناراضگی کا موجب نہیں

از سرِ وعظ و نصیحت ایں سخنہا گفتہ ایم
تا مگر زیں مرہمے بہ گردد آں زخمِ خراب

ہم نے نصیحت اور خیر خواہی کے طور پر یہ باتیں کہی ہیں تاکہ وہ خراب زخم اس مرہم سے اچھا ہو جائے

از دُعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دُعا
چوں علاجِ مے زمے وقتِ خمار و التہاب

انکارِ دُعا کے مرض کا علاج دعا ہی سے کر جیسے خمار کے وقت شراب کا علاج شراب سے ہی کیا جاتا ہے

اے کہ گوئی گر دُعاہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب

اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعاؤں میں اثر ہے تو دکھاؤ کہاں ہے کس میری طرف دوڑ تاکہ میں تجھے سورج کی طرح وہ اثر دکھاؤں

ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرت ہائے حق ۔۔۔ قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

خبردار خدا کی قدرتوں کے بھیدوں کا انکار نہ کر بات ختم کر اور ہم سے دعائے مستجاب دیکھ لے

(منقول از برکات الدعا صفحہ ۲۸ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

بیکسے شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست ۔۔۔ ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست

دینِ احمد بیکس ہو گیا کوئی اس کا غمخوار نہیں ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف ہے احمد کے دین سے کچھ واسطہ نہیں

ہر طرف سیلِ ضلالت صد ہزاراں تن ربود ۔۔۔ حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست

گمراہی کا سیلاب ہر طرف لاکھوں انسانوں کو بہا کر لے گیا اس آنکھ پر افسوس جو اب بھی ہشیار نہیں ہوئی

اے خداوندانِ نعمت ایں چنیں غفلت چرا ۔۔۔ ہیچو دار خوابید یا خود بختِ دیں بیدار نیست

اے دولت مندو اس قدر غفلت کیوں ہے تم ہی نیند سے بے ہوش ہو یا دین کی قسمت سو گئی ہے

اے مسلماناں خدارا یک نظر بر حالِ دیں ۔۔۔ آنچہ مے بینم بلاہا حاجتِ اظہار نیست

اے مسلمانو! خدا کے لیے دین کی طرف ایک نظر تو دیکھو جو بلائیں دیکھ رہا ہوں ان کے اظہار کی حاجت نہیں

آتش افتادست در رختش بخیزید اے ملاں ۔۔۔ دیدنش از دُور کارِ مردمِ دیندار نیست

اے جوانمردو اٹھو اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی ہے دین داروں کا یہ کام نہیں کہ اسے دور سے دیکھتے رہیں

ہر زماں از بہرِ دیں در خونِ دلِ من می تپد ۔۔۔ محرمِ ایں دردِ ما جُز عالمِ اسرار نیست

میرا دل دین کی خاطر ہر وقت خون میں تڑپ رہا ہے ہمارے اس درد کا واقف خدا کے سوا اور کوئی نہیں

آنچہ بر ما می رود از غم کہ داند جُز خدا ۔۔۔ زہر مے نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست

غم جو ہم پر گذر رہا ہے اسے خدا کے سوا کون جان سکتا ہے ہم زہر پی رہے ہیں لیکن بولنے کی طاقت نہیں رکھتے

ہر کسے غمخوارئ اہل و اقارب مے کند　　اے دریغ ایں بیکسے را ہیچ کس غمخوار نیست

ہر شخص اپنے اہل و عیال کی غمخواری کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ دین بیکس کا کوئی غمخوار نہیں

خونِ دیں بینیم ہمچوں کشتگانِ کربلا　　اے عجب ایں مردمانرا مہرِ آں دلدار نیست

کشتگانِ کربلا کی طرح میں دین کا خون بہتا ہوا دیکھتا ہوں مگر تعجب ہے کہ ان لوگوں کو اس محبوب سے کچھ بھی محبت نہیں

خیرہ تم آید چو بینیم بذلِ ایشاں در کارِ نفس　　کایں ہمہ جود و سخاوت در رہِ دادار نیست

جب میں نفسانی کاموں میں ان کی سخاوت دیکھتا ہوں تو حیران ہو جاتا ہوں کہ یہ دریا دلی اور سخاوت خدا کی راہ میں نہیں ہے

اے کہ داری مقدرت ہم عزمِ تائیداتِ دیں　　لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست

اے وہ شخص جو توفیق بھی رکھتا ہے اور نصرتِ دین کا ارادہ بھی رکھتا ہے جتنا ہو سکے دے ہمیں تھوڑے بہت کا خیال نہیں

بیں کہ چوں در خاک مے غلطد ز جورِ ناکساں　　آنکہ مثلِ او بزیرِ گنبدِ دوار نیست

دیکھ کہ کس طرح نالائقوں کے ظلم سے خاک میں لوٹ رہا ہے وہ دین جس کا آسمان کے نیچے کوئی ثانی نہیں

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں　　جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

اس مصیبت کے وقت ہم غریبوں کا علاج سوائے صبح کی دعا اور سحری کے رونے کے اور کچھ نہیں

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دلِ تاریک را　　آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

اے خدا اس سیہ دل کو کبھی خوش نہ کریو جس کو احمد مختار کے دین کا فکر نہیں ہے

اے برادر پنج روزے عالمِ عشرت ہا بود　　دائماً عیش و بہارِ گلشن و گلزار نیست

اے بھائی بس چند دن عیش و عشرت کے ہیں گلشن اور گلزار کی بہار اور رونق ہمیشہ نہیں رہا کرتی

(برکات الدعا صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

رہبرِ ما سیدِ ما مصطفےٰ است	آنکہ ندیدست نظیرش سروش

مصطفےٰ ہمارا پیشوا اور سردار ہے جس کا ثانی فرشتوں نے بھی نہیں دیکھا

آنکہ خدا مثلِ رخش نا فرید	آنکہ رہش مخزنِ ہر عقل و ہوش

وہ ایسا ہے کہ خدا نے اس کے چہرہ جیسا اور کوئی مکھڑا پیدا نہیں کیا اور جس کا طریقہ ہر قسم کی عقل اور دانش کا خزانہ ہے

دشمنِ دیں حملہ برو مے کند	حیف بود گر بنشینم خموش

دشمنِ دین اس پر حملہ کرتا ہے شرم کی بات ہوگی اگر میں خاموش بیٹھا رہوں

چوں سخنِ سفلہ بگوشم رسید	در دلِ من خاست چو محشر خروش

جب کمینہ دشمن کی بات میرے کان میں پہنچی تو میرے دل میں قیامت کا جوش پیدا ہوا

چند توانم کہ شکیبے کنم	چند کند صبر دلِ زہر نوش

کب تک میں صبر کرتا رہوں. زہر پینے والا دل کب تک صبر کر سکتا ہے

آں نہ مسلماں بتر از کافر ست	کش نبود از پئے آں پاک ہوش

وہ شخص مسلمان نہیں بلکہ کافروں سے بھی بدتر ہے جسے اس پاک نبی کے لیے غیرت نہ ہو

جاں بشود اندر رہ پاکش فدا	مژدہ ہمیں است گر آید بگوش

اس کے پاک مذہب پر ہماری جان قربان ہو مبارک بات یہی ہے اگر سننے میں آئے

سر کہ نہ در پائے عزیزش رود	بارِ گراں است کشیدن بدوش[1]

وہ سر جو اس کے مبارک قدموں میں نہ پڑے مفت کا بوجھ ہے جسے کندھوں پہ اٹھانا پڑتا ہے

(مجموعہ اشتہارات حصہ ششم صفحہ ۵۹۳

محررہ ۱۷ مارچ ۱۸۹۴ء)

[1] یہ سعدی کا شعر قدرے تغیر کے ساتھ ہے۔

حمد و شکرِ آں خدائے کردگار | کز وجودش ہر وجودے آشکار

اس خدائے کردگار کی حمد اور شکر واجب ہے جس کے وجود سے ہر چیز کا وجود ظاہر ہوا

ایں جہاں آئینہ دارِ روئے اُو | ذرّہ ذرّہ رہ نماید سوئے اُو

یہ جہان اس کے چہرے کے لیے آئینہ کی طرح ہے ذرّہ ذرّہ اُسی کی طرف راستہ دکھاتا ہے

کرد در آئینہ ارض و سما | آں رُخِ بے مثلِ خود جلوہ نما

اس نے زمین و آسمان کے آئینہ میں اپنا بے مثل چہرہ دکھلا دیا

ہر گیاہے عارفِ بُنگاہِ اُو | دست ہر شاخے نماید راہِ اُو

گھاس کا ہر پتّہ اس کے کون و مکان کی معرفت رکھتا ہے اور درختوں کی ہر شاخ اسی کا راستہ دکھاتی ہے

نُورِ مہر و مہ ز فیضِ نُورِ اوست | ہر ظہورے تابعِ منشورِ اوست

چاند اور سورج کی روشنی اسی کے نور کا فیضان ہے ہر چیز کا ظہور اُسی کے شاہی فرمان کے ماتحت ہوتا ہے

ہر سرے سرّے ز خلوت گاہِ اُو | ہر قدم جوید درِ باجاہِ اُو

ہر سر اس کے اسرار خانہ کا ایک بھید ہے اور ہر قدم اسی کا باعظمت دروازہ تلاش کرتا ہے

مطلبِ ہر دل جمالِ روئے اوست | گمرہے گر ہست بہرِ کوئے اوست

اُسی کے منہ کا جمال ہر ایک دل کا مقصود ہے اور کوئی گمراہ بھی ہے تو وہ بھی اُسی کے کوچہ کی تلاش میں ہے

مہر و ماہ و انجم و خاک آفرید | صد ہزاراں کرد صنعتہا پدید

اس نے چاند سورج ستارے اور زمین کو پیدا کیا اور لاکھوں صنعتیں ظاہر کر دیں

ایں ہمہ صنعش کتابِ کارِ اوست | بے نہایت اندریں اسرارِ اوست

اس کی یہ تمام صنائیاں اس کی کارگری کا دفتر ہیں اور ان میں اس کے بے انتہا اسرار ہیں

ایں کتابے پیشِ چشمِ ما نہاد | تا ازو راہِ ہدیٰ داریم یاد
یہ نیچر کی کتاب اُس نے ہماری آنکھوں کے سامنے رکھ دی تاکہ اس کی وجہ سے ہم ہدایت کا راستہ یاد رکھیں

تا شناسی آں خدائے پاک را | کو نماند خاکیان و خاک را
تاکہ تو اس خدائے پاک کو پہچانے جو دنیا والوں اور دنیا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا

تا شود معیار بہرِ وحی دوست | تا شناسی از ہزاراں آنچہ زوست
تاکہ خدا کی وحی کے لیے یہ بطور معیار کے ہو تاکہ تو ہزاروں کلاموں میں سے پہچان لے کہ کونسا اس کی طرف سے ہے

تا خیانت را نماند ہیچ راہ | تا جدا گردد سفیدی از سیاہ
تاکہ خیانت کا کوئی راستہ کھلا نہ رہے اور نور تاریکی سے الگ ہو جائے

پس ہماں شد آنچہ آں جادار خواست | کارِ دستش شاہدِ گفتار خاست
بس وہی ہوا جو اُس خدا کا منشا تھا اور اُس کا کام اُس کے کلام کا گواہ قرار پایا

مشرکاں وآنچہ پوزش مے کنند | ایں گواہاں تیر دوزش مے کنند
مشرک لوگ جو بہانے کرتے ہیں یہ گواہ (قولِ خدا اور فعلِ خدا) ان عذرات کو تیروں سے چھلنی کر دیتے ہیں

گر بگوئی غیر را رحمانِ خدا | تُف زند بر روئے تو ارض و سما
اگر تو کسی اور کو خدائے رحمان کہ دے تو تیرے منہ پر زمین و آسمان تھوکیں

ور تراشی بہرِ آں یکتا پسر | بر تو بارد لعنت زیر و زبر
اور اگر اس یکتا کے لیے تو کوئی بیٹا تجویز کرے تو نیچے اور اُوپر سے تجھ پر لعنتیں برسنے لگیں

با زبانِ حال گوید ایں جہاں | کاں خدا فرد است و قیوم و یگاں
یہ جہان زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ وہ خدا یکتا قیوم اور واحد ہے

نے پدر دارد نہ فرزند و نہ زن
نے مبدّل شد ز ایّامِ کہن

نہ اس کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ بیوی اور نہ ازل سے اُس میں کوئی تغیر آیا

یکدمے گر رشحِ فیضش کم شود
ایں ہمہ خلق و جہاں برہم شود

اگر ایک لحظہ کے لیے بھی اس کے فیض کی بارش کم ہو جائے تو یہ سب مخلوقات اور جہان درہم برہم ہو جائیں

یک نظر قانونِ قدرت را ببیں
تا شناسی نشانِ ربُّ العالمین

قانونِ قدرت پر ایک نظر ڈال تاکہ تو رب العالمین کی نشان کو پہچانے

کارِ دُنیا را چہ دیدہ استی بقا
کز پئے آں مے گذاری صدق را

کارِ دُنیا کی پائداری ہی کیا ہے؟ جو اُس کی خاطر تو سچائی کو چھوڑتا ہے

عابد آں باشد کہ پیشش فانی است
عارف آں کو گویدش لاثانی است

عابد وہ ہے جو خدا کے سامنے فانی ہے عارف وہ ہے جو کہتا ہے کہ وہ لاثانی ہے

ترک کُن ناراستی ہم عُذرِ خام
مَیل سُوئے راستی چوں شد حرام

جھوٹ اور بہانہ بازی چھوڑ دے۔ سچ کی طرف رغبت کرنا تجھے کیوں حرام ہو گیا

راہِ بد را نیک اندیشیدۂ
اے ہداک اللہ چہ بد فہمیدۂ

غلط راستے کو تو نے صحیح سمجھ لیا ہے تجھے خدا ہدایت دے کیسا غلط سمجھا ہے

روئے خود خود مے نماید آں یگاں
تو کشی تصویرِ اُو چوں کودکاں

وہ خدائے واحد اپنا چہرہ خود دکھاتا ہے تو بچوں کی طرح اس کی تصویر اپنے دل سے کھینچتا ہے

آں رُخے کاں فعلِ حق بنمودہ است
در حقیقت روئے حق آں بودہ است

وہ چہرہ جسے خدا کے فعل نے ظاہر کیا ہے۔ اصل میں وہی خدا کا چہرہ ہے

واں چہ خود کردی بُتے داری براہ | بُت پرستی ہا کنی شام و پگاہ

لیکن جو تو نے خود تراشا ہے وہ تیرے راستہ میں ایک بت ہے اور تو صبح و شام بت پرستی کرتا ہے

اے دو چشمے بستہ از انوارِ او | چوں نہ بینی روئے او در کارِ او

اے وہ جس نے اس کے نور یعنی اس کے کلام سے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں تو اس کے فعل میں اس کا چہرہ کیوں نہیں دیکھتا

ایں چنیں در افترا ہا چوں پری | یا مگر از ذاتِ بے چوں منکری

اس قدر بڑھ بڑھ کر کیوں افترا باندھتا ہے شاید تو اُس بے مثل ذات سے منکر ہے

دل چہ بندی دریں دُنیائے دُوں | ناگہاں خواہی شدن زینجا بروں

اس ذلیل دنیا سے کیوں دل لگاتا ہے جہاں سے تو یک دم باہر چلا جائے گا

از پئے دُنیا بریدن از خُدا | بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا

دنیا کی خاطر خدا سے تعلق توڑنا یہی بدبختوں کی علامت ہے

چوں شود بخشایشِ حق بر کسے | دل نمے ماند بدنیا بیش بسے

جب کسی پر خدا کی مہربانی ہوتی ہے تو اُس کا دل دنیا میں کچھ زیادہ نہیں لگتا

لیک ترکِ نفس کے آساں بود | مُردن واز خود شدن یکساں بود

لیکن ترکِ نفس بھی آسان نہیں۔ مرنا اور خودی کا چھوڑنا برابر ہے

آں خدا خود را نمود از کارِ خویش | کرد قائم شاہدِ گفتارِ خویش

اُس خدا نے اپنے تئیں اپنے افعال سے ظاہر کیا اور انہیں اپنے کلام کا گواہ قرار دیا

ہر چہ اُو را بود از حسنِ مزید | حلیۂ آں پیشِ چشمِ ما کشید

جو علاوہ ہوا اور حُسن اُس کی ذات میں تھا اُس کا حلیہ بھی اُس کے ذریعہ کلام ہمارے سامنے کھینچ دیا

تو کشی از پیشِ خود تصویرِ اُو   خالقِ اُو مے شوی اے تیرہ خو

تو اپنی طرف سے اس کی تصویر کھینچتا ہے اور اے بد باطن آپ اُس کا خالق بنتا ہے

آنکہ خود از کارِ خود جلوہ نما است   آں خدا نے آنکہ خود از دستِ ماست

وہ جو اپنے فعل سے اپنا جلوہ دکھا رہا ہے خدا وہ ہے نہ کہ وہ جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا ہے

اے ستمگر ایں ہماں مولائے ماست   آنکہ قرآں مادحِ او جابجا است

اے ظالم ہمارا مولا وہی ہے جس کی تعریف قرآن نے جا بجا کی ہے

ہر چہ قرآں گفت مے گوید سما   چشم بکشا تا بہ بینی ایں ضیا

جو کچھ قرآن نے کہا وہی آسمان بھی کہتا ہے آنکھ کھول تا کہ تو اس روشنی کو دیکھے

بس ہمیں فخرے بود اسلام را   کو نماید آں خدائے تام را

اسلام کو یہی فخر تو حاصل ہے کہ وہ اس کامل خدا کو پیش کرتا ہے

گویدش زانساں کہ از صنعش عیاں   نے تراشد از خودش چوں دیگراں

وہ اسی طرح کہتا ہے جو اس کی صنعت سے ظاہر ہے۔ وہ دوسروں کی طرح اپنے پاس سے کوئی خدا نہیں تراشتا

غیر مسلم خود تراشد پیکرش   خود تراشد قامت و پا و سرش

غیر مسلم اس کے وجود کو خود تراشتا ہے۔ وہ آپ ہی اس کا قد اور پیر اور سر تجویز کرتا ہے

خود تراشیدہ نمے گردد خدا   ہمچو طفلاں بازی است و افترا

یہ خود تراشیدہ وجود خدا نہیں ہو سکتا وہ تو بچوں کا کھلونا ہے اور جھوٹ

زیں تراشیدن جہانے شد تباہ   کم کسے سُوئے خدا بُرد ست راہ

اس خدا تراشی کی وجہ سے ایک جہان برباد ہو گیا اور کسی کو سچے خدا کا راستہ نہیں ملا

چوں تو کورے نیستی چشمے گشا ‏| بیں چہ ظاہر مے کنند ارض و سما

جب تو اندھا نہیں ہے تو آنکھیں کھول اور دیکھ کہ آسمان و زمین کیا ظاہر کرتے ہیں

ہر طرف بشنو صدائے القدیر ‏| ذو الجلال و ذو العلیٰ نورے منیر

ہر طرف یہی آواز آتی ہے کہ ایک قادر خدا ہے ایک صاحب جلال، صاحب عزت اور روشنی بخش نور موجود ہے

ہیچ مخلوقے خدائے خود مگیر ‏| کے شود یک کرمکے چوں آں قدیر

تو کسی مخلوق کو اپنا خدا نہ بنا۔ ایک کیڑا کیونکر اُس قدیر کی طرح ہو سکتا ہے

پیشِ اُو لرزد زمین و آسماں ‏| پس تو مشتِ خاک را مثلش مداں

اس کے آگے زمین و آسمان لرزتے ہیں پس تو ایک مشتِ خاک کو اس کی طرح نہ سمجھ

گر خدا گوئی ضعیفے را بزور ‏| جانِ تو گوید کہ کذابی و کور

اگر تو کسی کمزور مخلوق کو زبردستی خدا کہہ بھی دے تو خود تیرا دل بول اٹھے گا کہ تو جھوٹا اور اندھا ہے

دل نمے داند خدا جز آں خدا ‏| ایں چنیں افتاد فطرت زابتدا

دل سوائے اس اصلی خدا کے کسی اور کو خدا تسلیم نہیں کرتا۔ شروع سے انسانی فطرت اسی طرح واقعہ ہوئی ہے

از رہِ کین و تعصب دور شو ‏| یک نظر از صدق کُن پُر نور شو

کینہ اور تعصب کی راہ کو چھوڑ دے صدق سے غور کر اور روشن دل ہو جا

کیں ریاضِ عقل را ویراں کند ‏| عاقلاں را گمرہ و ناداں کند

کینہ اور تعصب عقل کے باغ کو اجاڑ دیتے ہیں اور عقلمندوں کو گمراہ اور بیوقوف بنا دیتے ہیں

کے بشر گردد خدائے لایزال ‏| داوری ہا کم کن اے صیدِ ضلال

ایک انسان کس طرح غیر فانی خدا بن سکتا ہے اے گمراہی کے شکار جھگڑا نہ کر

آبِ شور اندر کفت ہست اے عزیز　　ناز ہا کم کن اگر داری تمیز

اے عزیز تیرے ہاتھ میں صرف کھاری پانی ہے۔ اگر تجھ میں تمیز ہے تو شیخیاں نہ مار

تو ہلاکی گر نجوئی آں خدا　　آنکہ بنماید ترا ارض و سما

تو ہلاک ہو جائے گا اگر اُس خدا کو تلاش نہ کرے گا جسے زمین و آسمان تجھے دکھا رہے ہیں

ہم بقرآں بیں جمالِ آں قدیر　　قول و فعل حق زلالِ یک غدیر

تو قرآن سے بھی اُس قادر خدا کا حسن دیکھ خدا کا قول اور خدا کا فعل ایک ہی تالاب کے مصفےٰ پانی ہیں

مُردم اندر حسرتِ ایں مُدّعا　　چوں نمے خواہند خلق ایں چشمہ را

میں تو اس بات کے غم سے مرگیا کہ خلقت اس چشمہ کو کیوں طلب نہیں کرتی

ہست قرآں در رہِ دیں رہنما　　در ہمہ حاجاتِ دیں حاجت روا

قرآن دین کے راستہ کا رہنما ہے اور مذہب کی سب ضروریات کو پورا کرنے والا ہے

آں گروہِ حق کہ از خود فانی اند　　آب نوش از چشمۂ فرقانی اند

وہ اہلِ حق جو فانی ہیں۔ وہ فرقانی چشمے سے پانی پینے والے ہیں

فارغ افتادہ ز نام و عزّ و جاہ　　دل زِکف واز فرق افتادہ کلاہ

وہ نام نمود اور جاہ اور عزت کی طرف سے بے پروا ہیں ان کے ہاتھ سے دل اور سر سے ٹوپی گر گئی ہے

دُور تر از خود بہ یار آمیختہ　　آبرو از بہرِ روئے ریختہ

خودی سے دور اور یار سے واصل ہو گئے ہیں اور اُس کی خاطر اپنی عزت و آبرو سے دستبردار ہیں

از بروں چوں اجنبی دل پُر ز یار　　کس نداند رازِ شاں جز کردگار

ظاہراً اجنبی دکھائی دیتے ہیں گر دل یار کی محبت سے بھرا ہے خدا کے سوا ان کا بھید کوئی نہیں جانتا

دیدنِ شاں مے دہد یاد از خُدا | صدق ورزاں در جنابِ کبریا
اُن کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے خدا کے لیے انھوں نے صدق و وفا اختیار کیا ہے

آں ہمہ را بود فرقاں رہبرے | ہر یکے زاں دُر شدہ ہمچوں دُرے
ان سب لوگوں کا رہنما قرآن ہی تھا اسی دروازہ کی برکت سے ان میں سے ہر ایک موتی کی طرح ہوگیا

آں ہمہ زاں دلبرے جاں یافتند | جاں چہ باشد روئے جاناں یافتند
ان سب نے اسی محبوب سے زندگی حاصل کی۔ زندگی کیا خود اس محبوب کو پا لیا

چشمِ شاں شد پاک از شرک و فساد | شد دلِ شاں منزلِ ربُّ العباد
اُن کی نظر شرک اور فساد سے پاک ہو گئی اور ان کا دل رب العالمین کا گھر بن گیا

سیّدِ شاں آنکہ نامش مصطفےٰ است | رہبرِ ہر زمرۂ صدق و صفا است
ان لوگوں کا سردار وہ ہے جس کا نام مصطفےٰ ہے تمام اہل صدق و صفا کا وہی رہنما ہے

مے درخشد روئے حق در روئے اُو | بوئے حق آید زبام و کوئے اُو
اس کے چہرہ میں خدا کا چہرہ چمکتا نظر آتا ہے اس کے در و دیوار سے خدا کی خوشبو آتی ہے

ہر کمالِ رہبری بروے تمام | پاک روئی و پاک رویاں را امام
رہبری کے تمام کمالات اس پر ختم ہیں خود بھی مقدس ہے اور سب مقدسوں کا امام ہے

اے خدا! اے چارۂ آزارِ ما | کن شفاعت ہائے اُو در کارِ ما
اے خدا! اے ہماری تکلیفوں کی دوا ہمارے معاملہ میں اس کی شفاعت ہمیں نصیب کر

ہر کہ مہرش در دل و جانش فتد | ناگہاں جانے دراِیمانش فتد
جس کے جان و دل میں اس کی محبت داخل ہو جاتی ہے تو یکدم اس کے ایمان میں ایک جان پڑ جاتی ہے۔

کے زِ تاریکی بر آید اے غراب | کور مدزیں مشرقِ صدق و صواب

وہ کوّا اندھیرے سے کب نکل سکتا ہے جو اس صدق و صواب کے طلوع کے مقام سے بھاگتا ہے

آنکہ او را ظلمتے گیرد براہ | نیستش چوں روئے احمد مہر و ماہ

وہ شخص جسے تاریکی گھیر لے اس کے لیے احمد کے چہرہ کی طرح اور کوئی چاند سورج نہیں ہے

تابعش بحرِ معانی مے شود | از زمینی آسمانی مے شود

اُس کا پیرو معرفت کا ایک سمندر بن جاتا ہے اور زمینی سے آسمانی ہو جاتا ہے

ہر کہ در راہِ محمدؐ زد قدم | انبیا را شد مثیلِ آں محترم

جس نے محمدؐ کے طریقہ پر قدم مارا وہ قابل عزت شخص نبیوں کا مثیل بن جاتا ہے

تو عجب داری زِ فوزِ ایں مقام | پائے بندِ نفس گشتہ صبح و شام

تو اس درجہ کی کامیابی پر تعجب کرتا ہے کیونکہ تو ہر وقت اپنے نفس کا غلام ہے

اے کہ فخر و ناز بر عیسیٰ تراست | بندۂ عاجز بچشمِ تو خداست

اے وہ شخص کہ تجھے عیسیٰ پر فخر اور ناز ہے اور خدا کا ایک عاجز بندہ تیری نظر میں خدا ہے

شد فراموشت خداوندِ ودود | پیشِ عیسیٰ اوفتادی در سجود

تجھے خدائے شفیق بھول گیا اور تو عیسیٰ کے آگے سجدہ میں گر گیا

من ندانم ایں چہ عقل است و ذکا | بندہ را ساختن ربُّ السما

میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی عقل اور ذہانت ہے کہ ایک بندہ کو خدا بنایا جائے

فانیاں را نسبتے با او کجا | از صفاتِ او کمال است و بقا

فانی انسانوں کو خدا سے کیا نسبت اس کی صفت تو کامل ہونا اور ہمیشہ رہنا ہے

چارہ سازِ بندگاں قادر خدا — آنکہ نابد تا ابد بروے فنا

وہ بندوں کا چارہ گر اور خدائے قادر ہے جس پر کبھی بھی فنا نہیں آسکتی

حافظ و ستّار و جواد و کریم — بیکساں را یار و رحمٰن و رحیم

حفاظت کرنے والا، پردہ پوش، سخی اور کریم ہے بے کسوں کا دوست ہے حد رحم کرنے والا اور مہربان

تو چہ دانی آں خدائے پاک را — آں جلالِ او تو دادی خاک را

تو اس خدائے پاک کا جلال کیا جان سکتا ہے وہ عزت کا مقام تو تو نے ایک خاکی انسان کو دے رکھا ہے

ہاں دمے ہر دم ز کفّارہ زنی — پس نہ مردانتی کہ کمتر از زنی

تو ہر دم کفارہ کی شیخیاں ہی بگھارتا رہتا ہے پس تو مرد نہیں بلکہ عورت سے بھی گیا گذرا ہے

نسخۂ سہل است گر یابد سزا — زید۔ و گردد بکر زاں فعلش رہا

یہ تو بڑا آسان نسخہ ہے کہ سزا ملے زید کو۔ اور بکر اپنے گناہ سے پاک ہو جائے

لیک زیں نسخہ نہ یابی نشاں — در ورق ہائے زمین و آسماں

لیکن اس نسخہ کا تجھے نام و نشان بھی نہیں ملے گا زمین و آسمان (کی کتاب) کے ورقوں میں

تا خدا بنیادِ ایں عالم نہاد — ظالمے ہم ننگ دارد زیں فساد

جب سے خدا نے اِس دنیا کی بنیاد رکھی ہے اس وقت سے ظالموں کو بھی ایسی شرارت سے عار آتی ہے

چوں نہ دارد فاسقے آں را پسند — چوں پسند و حضرتِ پاک و بلند

جب ایک فاسق بھی اس بات کو ناپسند کرتا ہے تو خدا تعالیٰ جو پاک ہے وہ اسے کس طرح پسند کر سکتا ہے

ما گنہگاریم نالاں نیز ہم — او غیور ست رحماں نیز ہم

ہم گنہگار بھی ہیں اور (معافی کیلئے) روتے بھی ہیں (اسی طرح) وہ غیرت مند بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی

زہر و تریاق است در ما مستتر　　آں کشد ایں مے دہد جانِ دگر

ہم میں زہر اور تریاق دونوں مخفی ہیں۔ وہ قتل کرتا ہے اور یہ دوسری زندگی بخشتا ہے

زہر را دیدی نہ دیدی چارہ اش　　آنکہ بودہ از ازل کفّارہ اش

تو نے زہر کو تو دیکھ لیا مگر اس کا علاج نہ دیکھا جو ہمیشہ سے اس کا کفّارہ ہے

چوں دو چشمت دادہ اند اے بے خبر　　پس چرا پوشی یکے وقتِ نظر

اے بے خبر جب تجھے دو آنکھیں دی گئی ہیں تو دیکھتے وقت تو ایک کو کیوں ڈھانک لیتا ہے

یک نظر ہیں سوئے ایں دنیائے دوں　　چوں بگردی از پئے آں سرنگوں

ذرا اس ذلیل دنیا پر نظر ڈال کہ کس طرح تو اس کے پیچھے سرگرداں پھر رہا ہے

آنچہ داری از متاع و منزلت　　بے مشقت ہا نگشتہ حاصلت

جو کچھ بھی سامان اور عزت تیرے پاس ہے وہ تجھے بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوئی

بایدت تا مدّتے جہدے دراز　　تا خوری از کشتِ خود نانے فراز

ایک لمبے عرصہ کی کوشش درکار ہے تاکہ تو اپنی کھیتی سے روٹی کھائے

چوں ہمیں قانونِ قدرت اوفتاد　　پس ہمیں یاد آر در کشتِ معاد

جب قانونِ قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے پس آخرت کی کھیتی کے لیے بھی یہی بات یاد رکھ

خوب گفت آں قادرِ ربّ الوریٰ　　لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

رب العالمین قادر خدا نے کیا خوب فرمایا ہے کہ انسان کو اپنی کوشش کا بدلہ ضرور ملتا ہے

ہم دریں مضمون گر تو بشنوی　　یادگارِ مولوی در مثنوی

اگر تو سنے تو اسی مطلب کا مضمون وہ بھی ہے۔ جو مثنوی میں مولوی معنوی کی یادگار ہے

گندم از گندم بروید جَو زِ جَو | از مکافاتِ عمل غافل مشو

کہ گیہوں سے گیہوں پیدا ہوتا ہے اور جَو سے جَو پس تو عمل کے بدلے سے غافل نہ ہو

آنکہ بر کفارہ ہا خاطر نہاد | عقل و دیں از دستِ خود یکسر بداد

جس نے کنارہ پر دل جما لیا اس نے عقل اور دین دونوں کو برباد کر دیا

دین و دُنیا جمد خواہد ہم تلاش | رو برا ہش جہد کن ناداں مباش

دین اور دنیا محنت اور تلاش کو چاہتے ہیں جا۔ تو بھی اُس کی راہ میں کوشش کر اور ناداں نہ بن

(ضیاء الحق صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

وحیِ حق پر از اشاراتِ خداست | گر نہ فہمد جاہلے کج دل رواست

خدا کی وحی اشاروں سے بھری ہوئی ہوتی ہے اگر کوئی جاہل اور کم فہم نہ سمجھے تو یہ عین ممکن ہے

چشمۂ فیض است وحیِ ایزدی | لیکن آں فہمد کہ باشد مہتدی

خدا کی وحی فیضان کا ایک چشمہ ہے لیکن اُسے وہی سمجھ سکتا ہے جو خود ہدایت یافتہ ہو

وحیِ فرقاں رازہا دارد بسے | نسبتے باید کہ تا فہمد کسے

قرآنی وحی میں بکثرت اسرار ہیں مناسبت ہونی چاہیئے تا کہ کوئی اسے سمجھ سکے

واجب آمد نسبت اندر دیں نخست | کارِ بے نسبت نمے آید درست

دین کے لیے پہلے مناسبت ہونی ضروری ہے۔ بغیر مناسبت کے کام ٹھیک نہیں بیٹھتا

آں سعیدے کش ابوبکر است نام | نسبتے مے داشت با خیر الانام

وہ سعید انسان جس کا نام ابوبکر ہے وہ آنحضرت کے ساتھ ایک نسبت (یعنی باطنی تعلق) رکھتا تھا

زیں نہ شد محتاجِ تفتیشِ دراز — جانِ او بشناخت روئے پاکباز

اس وجہ سے وہ کسی لمبی تحقیقات کا محتاج نہ تھا۔ اس کی ایمان نے ایک پاکباز کے چہرہ کو پہچان لیا

ہست فرقے در نظر ہائے سعید — آنچہ ہاروں دید آں قاروں ندید

اے سعید انسان بنظر نظر میں فرق ہوتا ہے۔ جو ہارون نے دیکھ لیا وہ قارون نہ دیکھ سکا

بود ہاروں پاک وایں کرمے پلید — کے بماند بایزیدے بایزید

ہارون ایک پاک انسان تھا اور قارون ایک گندہ کیڑا۔ بایزیدؒ، یزید سے کس طرح برابر ہو سکتا ہے

گر نباشد نسبتے در جائے گاہ — ظلمتے در ہر قدم گیرد براہ

اگر کسی کو مقامِ مقصود کا پتہ نہ ہو تو وہ ہر قدم پہ ٹھوکریں کھاتا ہے

آں یکے را مہ عیاں پیشِ نظر — دیگرے را ابر کردہ کور و کر

ایک کو چاند صاف نظر آتا ہے۔ دوسرے کو ابر نے اندھا اور بہرا کر رکھا ہے

آں نشستہ با نگارِ دل ربا — ایں ز کوری ہا در انکار و ابا

ایک تو دل ربا محبوب کے ساتھ بیٹھا ہے اور دوسرا نابینائی کی وجہ سے مخالفت اور انکار میں مبتلا ہے

مہ نمے آید نظر در وقتِ ابر — ہمچنیں صدیق در چشمانِ گبر

چاند ابر کے وقت نظر نہیں آیا کرتا اسی طرح صدیق بھی کافر کی آنکھ کو دکھائی نہیں دیتا

اے برادر راز نائل کُن تلاش — ہاں مرو چوں توسنے آہستہ باش

اے بھائی صبر و سہولت سے تلاش میں لگا رہ گھوڑے کی طرح نہ دوڑ، آہستہ چل

اے پئے تکفیرِ ما بستہ کمر — خانہ ات ویراں تو در فکرِ دگر

اے وہ کہ جس نے ہماری تکفیر پر کمر باندھ رکھی ہے تیرا اپنا گھر تو ویران ہے مگر تو اوروں کی فکر میں پڑا ہوا ہے

صد ہزاراں کفر در جانت نہاں
رو چہ نالی بہرِ کفرِ دیگراں

لاکھوں کفر تو تیری اپنی جان کے اندر چھپے ہوئے ہیں بھلا تو اوروں کے کفر پہ کیوں روتا ہے

خیز و اوّل خویشتن را کُن درست
نکتہ چیں را چشم مے باید نخست

اُٹھ اور پہلے اپنے تئیں ٹھیک کر۔ معترض کے لیے پہلے چشمِ بصیرت ہونی چاہیئے

لعنتی گر لعنتے بر ما کند!
او نہ بر ما خویش را رُسوا کند

اگر کوئی لعنتی ہم پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت ہم پر نہیں پڑتی وہ تو خود اپنے تئیں ذلیل کرتا ہے

لعنتِ اہلِ جفا آساں بود
لعنت آں باشد کہ از رحماں بود

ظالموں کی لعنت کا برداشت کرنا آسان ہے اصلی لعنت تو وہ ہے۔ جو رحمان کی طرف سے آئے

(ضیاء الحق صفحہ ۱۹ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

جاں فدائے آنکہ او جاں آفرید
دل نثارِ آنکہ زو شد دل پدید

جان اُس پر قربان ہے جس نے اس جان کو پیدا کیا دل اس پر نثار ہے جس نے دل کو بنایا

جاں ازو پیداست زیں مے جویدش
ربّنا اللہ ربّنا اللہ گویدش

جان چونکہ اس کی مخلوق ہے اس لیے اُسے ڈھونڈتی ہے اور کہتی ہے کہ تو ہی میرا رب ہے تو ہی میرا رب ہے

گر وجودِ جاں نبودے زو عیاں
کے شدے مہرِ جمالش نقشِ جاں

اگر جان کا وجود اس کی طرف سے ظاہر نہ ہوتا۔ تو اُس کے حسن کی محبت جان پر کس طرح نقش ہوتی

جسم و جاں را کرد پیدا آں یگاں
زیں رود دل سوئے او چوں عاشقاں

جسم اور جان کو اسی یکتا نے پیدا کیا ہے اسی لیے عاشقوں کی طرح دل اس کی طرف دوڑتا ہے

او نمک ہا ریخت اندر جانِ ما — جانِ جانِ ماست آں جانانِ ما

اُس نے ہماری روحوں پر محبت کا نمک چھڑکا ہے۔ وہ ہمارا محبوب ہماری جانوں کی جان ہے

ہر وجودے نقشِ ہستی زو گرفت — جانِ عاشق رنگِ ہستی زو گرفت

ہر وجود نے اُسی سے اپنی ہستی کا نقش حاصل کیا ہے اور عاشق کی جان نے بھی ہستی کا رنگ اُسی سے لیا ہے

ہر کہ نزدش خود بخود جانے بود — او نہ دانا سخت نادانے بود

جس شخص کے نزدیک روح خود بخود پیدا ہو گئی ہے وہ شخص دانا نہیں بلکہ سخت بیوقوف ہے

گر وجودِ ما نہ زاں رحماں بُدے — جانِ ما با جانِ او یکساں بُدے

اگر ہمارا وجود اُس رحمان کی مخلوق نہ ہوتا تو ہماری جان اور اُس کی جان ایک جیسی ہوتی

آنکہ جانِ ما بجانش ہمسر است — جائے ننگ و عار نے پرمیشر است

وہ جس کی جان سے ہماری جان برابر ہو وہ پرمیشر نہیں ہے بلکہ قابلِ شرم وجود ہے

سرِّ مفہومِ خدائی قدرت است — منکرِ آں لائقِ صد لعنت است

خدا شناسی کا بھید اُس کی قدرت میں ہے قدرت کا منکر سینکڑوں لعنتوں کا مستحق ہے

گر ندانی صدقِ ایں گفتار را — ہم ز نانک بشنو ایں اسرار را

اگر تو اس بات کی سچائی کو نہیں جانتا تو نانک سے ہی یہ راز کی باتیں سُن لے

گفت ہر نورے ز نورِ حق بتافت — ہر وجودے نقشِ خود زاں دست یافت

اُس نے کہا کہ ہر نور خدا کے نور سے چمکا ہے اور ہر وجود نے اُسی کے ہاتھ سے اپنا نقش حاصل کیا ہے

وید مے گوید کہ ہر جاں چوں خدا ست — خود بخود نے کردۂ ربّ الورٰی ست

وید کہتا ہے کہ ہر روح خدا کی طرح ہے اور آپ ہی آپ ہے نہ کہ رب العالمین کی پیدا کی ہوئی

لیکن ایں مردِ خدا اہلِ صفا　　آنکہ کرد از کذب قومے را رہا!

لیکن یہ مردِ خدا اور اہلِ صفا انسان جس نے ایک قوم کو جھوٹ سے آزاد کیا

گفت ہر جانے زِ دستش شد پدید　　قادر ست او جسم و جاں را آفرید

فرماتا ہے کہ ہر روح خدا کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی ہے۔ وہ قادر ہے اسی نے جسم اور روح کو پیدا کیا ہے

فکر کُن در گفتۂ ایں عارفاں　　رو چہ نالی بہرِ ویدِ آریاں

تو بھی ان عارفوں کی باتوں پر غور کر آریوں کے وید کے لیے کیوں روتا پھرتا ہے

بود نانکؒ عارف و مردِ خدا　　رازہائے معرفت را رہ گُشا

نانک ایک عارف اور با خدا مرد تھا۔ اور معرفت کے بھیدوں کو کھولنے والا

وید زاں راہِ معارف دُور تر　　سادہ کی فہما نجا مے بے ہنر

وید اس حقائق و معارف سے بہت دور ہے وہ بے ہنر تو عارف کی تعریف بھی نہیں جانتا

ایں نصیحت گر ز نانک بشنوی　　در دو عالم از شقاوت ہا رہی

اگر تو نانکؒ کی اس نصیحت کو سُن لے۔ تو دونوں جہان میں بدبختی سے نجات پائے

او نہ از خود گفت ایں گفتار را　　گوشِ او بشنید ایں اسرار را

اس نے اپنے پاس سے یہ بات نہیں کہی بلکہ اس کے کانوں نے خدا کی طرف سے اس راز کو سنا ہے

وید را از نُورِ حق مہجور یافت　　از خدا ترسید و راہِ نور یافت

اس نے وید کو خدا کے نور سے خالی پایا۔ وہ خدا سے ڈرا اور اس نے نور کا راستہ پالیا

اے برادر ہم تو سوئے او بیا　　دل چہ بندی در جہانِ بے وفا

اے بھائی تو بھی اس کی طرف آ۔ اس بے وفا دُنیا سے کیا دل لگاتا ہے

(ست بچن طبع دوم مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

آنانکہ گشت کوچۂ جاناں مقامِ شاں | ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ شاں

وہ لوگ جن کی جائے رہائش کوچۂ جاناں بن گئی ہے اس جہان کے دفتر میں اُن کا نام ہمیشہ ثبت رہتا ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق[1] | میرد کسے کہ نیست مرامش مرامِ شاں

وہ شخص نہیں مرتا جس کا دل عشق سے زندہ ہو گیا مرتا وہ ہے جس کا مقصد ان عاشقوں جیسا نہیں ہوتا

اے موہ دل بکوش پئے ہجوِ اہلِ دل | جہل و قصورِ تست نفہمی کلامِ شاں

اے موہ دل صاحبِ دلوں کی مذمت کی کوشش نہ کر تو اپنی نادانی کی وجہ سے اُن کا کلام نہیں سمجھ سکتا

(دست یحن صفحہ ۱۶)

تو یک قطرہ داری ز عقل و خرد | مگر قدرتش بحرِ بے حدّ و عد

تیرے پاس تو عقل اور دانائی کا صرف ایک قطرہ ہے لیکن خدا کی قدرت بے پایاں سمندر ہے

اگر بشنوی قصّۂ صادقاں | مجنباں سرِ خود چو مستہزیاں

جب تو راستبازوں کے حالات سُنے تو چاہیئے کہ اپنا سر ٹھٹھا کرنے والوں کی طرح نہ ہلائے

تو خود را خرد مند فہمیدۂ | مقاماتِ مرداں کجا دیدۂ!

تو خود کو عقلمند سمجھتا ہے۔ گر تو نے مردانِ خدا کے مقامات دیکھے ہی نہیں

(دست یحن ص۳۶)

توانم کہ ایں عہد و پیماں کنم | کہ جاں در رہِ خلق قرباں کنم

مجھ میں یہ طاقت ہے کہ یہ عہد و پیمان کر لوں کہ مخلوق کے لیے اپنی جان قربان کر دوں گا

---

[1] حافظ شیرازی کا مصرع ہے

توانم کہ سرہم و دیں رہ دہم ۔۔۔ ولے بد گماں را چہ درماں کنم

میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ اس رستہ میں سر بھی دے دوں مگر بدگمان کا کیا علاج کروں

(ست بچن صد ۱۰۰ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

بہ یاراں مے دہم صد بار سوگند ۔۔۔ بروئے حضرتِ دادار سوگند

اے دوستو میں تمہیں سینکڑوں قسمیں دیتا ہوں اور جنابِ الٰہی کی ذات کی قسمیں دیتا ہوں

کہ در کارم جواب از حق بجوئید ۔۔۔ بہ محبوبِ دلِ ابرار سوگند

کہ میرے معاملہ میں خدا سے ہی جواب مانگو میں تمہیں نیکوں کے دلوں کے محبوب کی قسم دیتا ہوں

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صد ۲۴۲)

بنگر کہ اک مؤیدِ من شیخِ نجف را ۔۔۔ چنداں اماں نداد کہ تکمیلِ چل کند

دیکھ لے کہ اس میرے مددگار نے شیخ نجفی کو اتنی مہلت نہ دی کہ چالیس دن پورے کر لیتا

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صد ۲۹۷)

گر ہمیں لاف و گزاف و شیخی است ۔۔۔ شیخِ نجدی بہتر از صد نجفی است

اگر یہی لاف و گزاف اور یہی شیخی ہے تو ایسے سو نجفی شیخوں سے شیخ نجدی (شیطان) بہتر ہے

(اشتہار لیکھ رام کی موت)

۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء

صادق آں باشد کہ ایامِ بلا	لے	مے گذارد با محبت با وفا

صادق وہ ہوتا ہے کہ ابتلاؤں کے دن محبت اور وفاداری سے گذارتا ہے

گر قضا را عاشقے گردد اسیر	لے	بوسد آں زنجیر را کو آشنا

اگر قضائے الٰہی سے عاشق قید ہو جاتا ہے تو وہ اس زنجیر کو چومتا ہے جس کا سبب آشنا ہو

(کتاب البریہ سرورق مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

کے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانے بود	پس بگرید بر رہ شاں ہر کہ گریانے بود

کسی بندہ کی پرستش کون کر سکتا ہے سوائے اس کے جو نادان ہو پس جو رونے والا ہو ان لوگوں کی حالت پر روئے

آں خداوندیکہ نامش ہست بر ہر برگ ثبت	ہر کہ جوید آں خدا را او مسلمانے بود

وہ خدا جس کا نام ہر پتے پر نقش ہے جو اس خدا کو ڈھونڈتا ہے وہی سچا مسلمان ہوتا ہے

(کتاب البریہ صـ ۷۸)

محمد است امام و چراغِ ہر دو جہاں	محمد است فروزندۂ زمین و زماں

محمد ہی دونوں جہانوں کا امام اور چراغ ہے محمد ہی زمین و زماں کا روشن کرنے والا ہے

خدا نگویمش از ترسِ حق گر بخدا	خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

میں خوف خدا کی وجہ سے اسے خدا تو نہیں کہتا مگر خدا کی قسم اس کا وجود اہل جہان کے لیے خدا نما ہے

(کتاب البریہ صفحہ ۱۲۹ ۱۸۹۸ء)

لے یہ دونوں شعر الہامی ہیں (تذکرہ صفحہ ۲۱۲ و ۲۱۳)

بنگر اے قوم نشانہائے خداوندِ قدیر ۔۔۔ چشم بکشا کہ بہ چشم نشانے است کبیر

اے قوم خدائے قادر کے نشانات دیکھ آنکھ کھول کہ تیری آنکھ کے سامنے ایک عظیم الشان نشان ہے

روبرو آر گر او بپذیرد روتافت ۔۔۔ ورنہ ایں روئے سیہ ہست بتر از خنزیر

اُس کی طرف اپنا رُخ کر کہ اگر وہ قبول کرے تو منہ چمک اٹھے گا ورنہ یہ روئے سیاہ سؤر سے بھی بدتر ہے

چون تابی سرِ خود زاں ملکِ ارض وسما ۔۔۔ اگر بگیرد ز غضب پس چہ پناہ ست و ظہیر

تو زمین و آسمان کے بادشاہ سے کیوں منہ پھیرتا ہے اگر اس کا غضب تجھے پکڑ لے تو کون تجھے پناہ اور مدد دے سکتا ہے

قمر و شمس و زمین و فلک و آتش و آب ۔۔۔ ہمہ در قبضۂ آں یارِ عزیز اند اسیر

چاند سورج زمین و آسمان آگ اور پانی سب اس عزت والے دوست کے قبضہ میں قیدی ہیں

قدسیاں جملہ بلرزند ازاں ہیبتِ پاک ۔۔۔ انبیا را دل و جاں خون و الم دامنگیر

سب فرشتے اُس کی ہیبت سے لرزتے ہیں انبیاء کی جان اور دل خون ہے اور خوف دامنگیر ہے

جنت و دوزخِ سوزندہ ازو مے لرزند ۔۔۔ تو چہ چیزی چہ تنازی اے کرمِ حقیر

جنت اور جلانے والا دوزخ اس کے خوف سے کانپتے ہیں اے حقیر کیڑے تیری ہستی ہی کیا ہے اور تیری منزلت ہی کیا ہے

چند ایں جنگ و جدلہا بخدا خواہی کرد ۔۔۔ توبہ کن توبہ مگر در گذرد از تقصیر

تو خدا تعالےٰ سے کب تک یہ جنگ و جدال کرتا رہے گا۔ توبہ کر توبہ۔ تا کہ وہ تیری خطائیں معاف کر دے

من اگر در نظرِ یار مقامے دارم ۔۔۔ پس چہ نقصاں ز نکوہیدنِ تو و از تکفیر

میں اگر یار کی نظر میں کوئی درجہ رکھتا ہوں تو تیری بدگوئی اور تکفیر سے مجھے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے

لعنت آنست کہ از سوئے خدا مے بارد ۔۔۔ لعنتِ بدگہراں است یکے ہرزہ نفیر

لعنت وہ ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہو۔ بد اصل لوگوں کی لعنت محض بیہودہ شور ہے

اے برادر رہِ دین است بے بس دُشوار — خاک شو خاک مگر باز کنندش اکسیر

اے بھائی دین کا راستہ بہت مشکل راستہ ہے۔ خاک ہو جا خاک، تا کہ پھر تجھے اکسیر بنا دیں

تو ہلاکی اگر از کبر بتابی سرِ خویش — من از و آمدم و با تو بگویم چو نذیر

اگر تو تکبر سے روگردانی کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا میں اُس کے پاس سے آیا ہوں اور بطور نذیر تجھے سمجھاتا ہوں

آں خدا ئیکہ ازو خلق و جہاں بیخبر اند — بر من او جلوہ نمود است اگر اہلی بپذیر

وہ خدا جس سے مخلوق اور لوگ بے خبر ہیں اُس نے مجھ پر تجلی کی ہے۔ اگر تو عقلمند ہے تو مجھے قبول کر

(سراج منیر صفحہ ا مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

اے فریدِ وقت در صدق و صفا — با تو باد آں رو کہ نامِ اُو خدا

اے صدق و صفا میں اس زمانہ کے یگانہ انسان تیرے ساتھ وہ ذات ہو جس کا نام خدا ہے

بر تو بارد رحمتِ یارِ ازل — در تو تابد نُورِ دلدارِ ازل!

تجھ پر اُس یار قدیم کی رحمتوں کی بارش ہو اور تجھ میں اس محبوب ازلی کا نور چمکتا رہے

از تو جانِ من خوش ست اے خوش خصال — دیدمت مردے دریں قحط الرّجال

اے نیک خصلت انسان تجھ سے میری جان راضی ہے اس قحط الرّجال میں میں نے تجھ کو ہی ایک مرد پایا ہے

در حقیقت مردمِ معنی کم اند — گو ہمہ از روئے صورت مردم اند

دراصل حقیقی انسان کم ہوتے ہیں اگرچہ دیکھنے میں سب آدمی ہی نظر آتے ہیں

اے سرا روئے محبت سوئے تو — بوئے اُنس آمد مرا از کوئے تو!

اے وہ کہ میری محبت کا رُخ تیری طرف ہے مجھے تیرے کوچہ سے اُنس کی خوشبو آتی ہے

کس ازیں مردم بما روئے نکرد   ایں نصیبت بود اے فرخندہ مرد

ان لوگوں میں سے کسی نے بھی ہماری طرف رُخ نہ کیا اے نیک نصیب انسان یہ بات تیری قسمت میں ہی تھی

ہر زماں با لعنتے یادم کنند   خستہ دل از جور و بیدادم کنند

یہ لوگ تو ہر وقت مجھے لعنت سے یاد کرتے ہیں۔ اور ظلم و جفا سے مجھے دکھ دیتے رہتے ہیں

کس بچشمِ یار صدیقے نہ شد   تا بچشمِ غیر زندیقے نہ شد

یار کی نظر میں کوئی شخص صدیق قرار نہیں پاتا جب تک وہ غیروں کی نظر میں زندیق نہ ہو

کافرم گفتند و دجّال و لعین   بہرِ قتلم ہر لئیمے در کمیں!

انہوں نے مجھے کافر دجال اور لعنتی کہا اور ہر کمینہ میرے قتل کے لیے گھات میں بیٹھ گیا

بنگر ایں بازی کناں را چوں جہند   از حسد بر جانِ خود بازی کنند

ان بازیگروں کو دیکھ کہ کس طرح اچھلتے ہیں یہ حسد کے مارے اپنی جان سے ہی کھیلتے ہیں

مومنے را کافرے دادن قرار   کارِ جاں بازی ست نزدِ ہوشیار

کسی مومن کو کافر ٹھیرانا سمجھ دار آدمی کے نزدیک بڑے خطرہ کی بات ہے

زانکہ تکفیرے کہ از ناحق بود!   واپس آید بر سرِ اہلش فتد

کیونکہ جو تکفیر ناحق کی جاتی ہے۔ وہ تکفیر کرنے والے کے سر پر ہی واپس پڑتی ہے

سفلۂ کو غرق در کفرِ نہاں   ہرزہ نالد بہرِ کفرِ دیگراں!!

وہ بے وقوف جو مخفی کفر میں غرق ہے وہ اوروں کے کفر پر ناحق بیہودہ غل مچاتا ہے

گر خبر زاں کفرِ باطن داشتے   خویشتن را بدترے انگاشتے

وہ اپنے باطنی کفر کی خبر ہوتی تو اپنے آپ کو ہی بہت برا سمجھتا

تا مرا از قومِ خود ببریده اند! — بہرِ تکفیرم چہا کوشیدہ اند

جب سے لوگوں نے مجھے اپنی قوم سے کاٹ دیا ہے تب سے انھوں نے میرے کافر بنانے میں کتنی کتنی کوششیں کی ہیں

افترا ہا پیشِ ہر کس بردہ اند — واز خیانت ہا سخن پروردہ اند

ہر شخص کے روبرو افترا پردازیاں کیں اور خیانت کے ساتھ خوب باتیں بنائیں

تا مگر لغزد کسے زاں افترا — سادہ لوحے کافر انگارد مرا

تا کہ کوئی تو اس افترا کی وجہ سے پھسل جائے اور بھولا آدمی مجھے کافر سمجھنے لگے

در رہِ ما فتنہ ہا انگیختند — با نصاریٰ رائے خود آمیختند

انھوں نے ہمارے راستے میں فتنے کھڑے کیے اور عیسائیوں کے ساتھ ساز باز کی

کافرم خواندند از جہل و عناد — ایں چنیں کورے بدنیا کس مباد

جہل و عداوت کی وجہ سے مجھے کافر کہا۔ کاش دنیا میں اتنا اندھا کوئی نہ ہو

بخل و نادانی تعصب ہا فزود — کیں بجوشید و دو چشمِ شاں ربود

بخل و نادانی نے تعصب کو بڑھایا اور کینہ بھڑک کر اُن کی دونوں آنکھیں نکال لے گیا

ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ ما را امام و مقتدا

ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ محمد مصطفےٰ ہمارے امام اور پیشوا ہیں

اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دارِ دُنیا بگذریم

ہم ماں کے پیٹ سے اسی دین میں پیدا ہوئے اور اسی دین پر دُنیا سے گذر جائیں گے

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست — بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

خدا کی وہ کتاب جس کا نام قرآن ہے ہماری شراب معرفت اُسی جام سے ہے

آں رسولے کش محمد ہست نام ‏ ‏ ‏ دامنِ پاکش بدستِ ما مدام

وہ رسول جس کا نام محمد ہے۔ اُس کا مقدس دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے

مہرِ او با شیر شد اندر بدن ‏ ‏ ‏ جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

اُس کی محبت ماں کے دودھ کے ساتھ ہمارے بدن میں داخل ہوئی وہ جان بن گئی اور جان کے ساتھ ہی باہر نکلے گی

ہست او خیر الرسل خیر الانام ‏ ‏ ‏ ہر نبوّت را برو شد اختتام

وہی خیر الرسل اور خیر الانام ہے اور ہر قسم کی نبوت کی تکمیل اُس پر ہو گئی

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست ‏ ‏ ‏ زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

جو بھی پانی ہے وہ ہم اُسی سے لے کر پیتے ہیں جو بھی سیراب ہے وہ اُسی سے سیراب ہوا ہے

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود! ‏ ‏ ‏ آں نہ از خود از ہماں جائے بود:

جو وحی و الہام ہم پر نازل ہوتا ہے وہ ہماری طرف سے نہیں وہیں سے آتا ہے

ما ازو یابیم ہر نور و کمال! ‏ ‏ ‏ وصلِ دلدارِ ازل بے او محال!

ہم ہر روشنی اور ہر کمال اُسی سے حاصل کرتے ہیں محبوب ازلی کا وصل بغیر اُس کے ناممکن ہے

اقتدائے قولِ او در جانِ ماست ‏ ‏ ‏ ہر چہ زو ثابت شود ایمانِ ماست

اُس کے ہر ارشاد کی پیروی ہماری فطرت میں ہے جو بھی اس کا فرمان ہے اُس پر ہمارا پورا ایمان ہے

از ملائک و از خبر ہائے معاد ‏ ‏ ‏ ہر چہ گفت آں مرسلِ ربُّ العباد

فرشتوں کے متعلق اور آخرت کے حالات کے متعلق، جو کچھ اُس ربّ العباد کے پیغمبر نے فرمایا

آں ہمہ از حضرتِ احدیت است ‏ ‏ ‏ منکرِ آں مستحقِ لعنت است

وہ سب خدائے واحد کی طرف سے ہے (اور) اُس کا منکر لعنت کا مستحق ہے

معجزاتِ اُو ہمہ حق اندر راست | منکرِ آں موردِ لعنِ خداست

اُس کے معجزے سب کے سب سچے اور درست ہیں۔ اُن کا منکر خدا کی لعنت کا مورد ہے

معجزاتِ انبیائے سابقین | آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں

پہلے سب نبیوں کے معجزے جن کا ذکر صاف اور واضح طور پر قرآن میں ہے

بر ہمہ از جان و دل ایمانِ ماست | ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

ان سب پر بدل و جان ہمارا ایمان ہے جو انکار کرتا ہے وہ بدبختوں میں سے ہے

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب | نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

اُس نورانی کتاب سے ایک قدم بھی دُور رہنا ہمارے نزدیک کفر و زیاں اور ہلاکت ہے

لیک دوناں را بمغزش راہ نیست | ہر دلے از سرّ آں آگاہ نیست

لیکن ذلیل لوگوں کو قرآن کی حقیقت کی خبر نہیں ہر ایک دل اُس کے بھیدوں سے واقف نہیں ہے

تا نباشد طالبے پاک اندرول | تا نجوشد عشقِ یارِ بے چگوں!

جب تک طالبِ حق پاک باطن نہیں ہوتا اور جب تک اُس یارِ بے مثال کا عشق اُس کے دل میں جوش نہیں مارتا

رازِ قرآں را کُجا فہمد کسے | بہرِ نورے نورے باید بسے!

تب تک کوئی قرآنی اسرار کو کیونکر سمجھ سکتا ہے نور کے سمجھنے کے لیے بہت سا نورِ باطن ہونا چاہیئے

ایں نہ من قرآں ہمیں فرمودہ است | اندرو شرطِ تطہّر بودہ است

یہ میری بات نہیں بلکہ قرآن نے بھی یہی فرمایا ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے پاک ہونے کی شرط ہے

گر بقرآں ہر کسے را راہ بود | پس چرا شرطِ تطہّر را فزود

اگر ہر شخص قرآن کو (خود ہی) سمجھ سکتا۔ تو خدا نے تطہّر کی شرط کیوں زائد لگائی

نور را داند کسے کو نور شد　　واز حجابِ سرکشی ہا دور شد

نور کو وہی شخص سمجھتا ہے جو خود نور ہوگیا ہو۔ اور سرکشی کے حجابوں سے دور ہوگیا ہو

ایں ہمہ کوراں کہ تکفیرم کنند　　بیگماں از نورِ قرآں غافل اند

یہ سب اندھے جو میری تکفیر کر رہے ہیں۔ یقیناً قرآن کے نور سے بے خبر ہیں

بے خبر از رازہائے ایں کلام!　　ہرزہ گویاں ناقصان و ناتمام

اور اس کلام کے اسرار سے ناواقف ہیں۔ بیہودہ گو۔ ناقص اور خام ہیں

در کفِ شاں استخوانے بیش نیست　　در سرِ شاں عقلِ دور اندیش نیست

ان کے ہاتھ میں ہڈی سے بڑھ کر کچھ نہیں اور اُن کے سر میں دور اندیش عقل نہیں ہے

مُردہ اند و فہمِ شاں مُردار ہم　　بے نصیب از عشق واز دلدار ہم

وہ خود مردہ ہیں اور ان کا فہم بھی مردار ہے وہ عشق اور معشوق دونوں سے محروم ہیں

الغرض فرقاں مدارِ دینِ ماست　　او انیسِ خاطرِ غمگینِ ماست

الغرض قرآن ہمارے دین کی بنیاد ہے وہ ہمارے غمگین دل کو تسلی دینے والا ہے

نورِ فرقاں مے کشد سوئے خدا　　مے تواں دیدن از و روئے خدا

فرقان کا نور خدا کی طرف کھینچتا ہے۔ اس سے خدا کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں

ما چہ ساں بندیم زاں دلبر نظر!　　ہمچو روئے او کجا روئے دگر!

ہم اس معشوق سے اپنی آنکھیں کیونکر بند کرسکتے ہیں۔ اس کے چہرہ جیسا خوبصورت اور کوئی چہرہ کہاں ہے

روئے من از نورِ روئے او بتافت　　یافت از فیضش دلِ من ہرچہ یافت

میرا منہ اس منہ کے نور کی وجہ سے چمک اٹھا میرے دل نے جو کچھ بھی پایا اسی کے فیض سے پایا

چوں دو چشمم کس نداند آں جمال
جانِ من قربانِ آں شمس الکمال

جس قدر میری آنکھیں اُس کے حسن کو جانتی ہیں کوئی نہیں جانتا میری جان کمالات کے اس سورج پر قربان ہے

ہمچنیں عشقم بروئے مصطفیٰؐ
دل بپرد چوں مُرغ سوئے مُصطفیٰؐ

ایسا ہی عشق مجھے مصطفیٰؐ کی ذات سے ہے میرا دل ایک پرندہ کی طرح مصطفیٰؐ کی طرف اُڑ کر جاتا ہے

تا مرا دادند از حسنش خبر
شد دلم از عشقِ اُو زیر و زبر

جب سے مجھے اُس کے حسن کی خبر دی گئی ہے۔ میرا دل اُس کے عشق میں بے قرار رہتا ہے

منکہ می بینم رُخِ آں دلبرے
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

میں اُس دلبر کا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ اگر کوئی اُسے دل دے تو میں اُس کے مقابلہ پر جان نثار کر دوں

ساقیٔ من ہست آں جاں پرورے
ہر زماں مستم کند از ساغرے

وہی روح پرور شخص تو میرا ساقی ہے جو ہمیشہ جامِ شراب سے مجھے سرشار رکھتا ہے

محوِ روئے او شد است ایں روئے من
بوئے او آید ز بام و کوئے من

یہ میرا چہرہ اُس کے چہرہ میں محو اور گم ہو گیا اور میرے مکان اور کوچہ سے اُسی کی خوشبو آ رہی ہے

بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں
من ہمانم۔ من ہمانم۔ من ہماں

از بسکہ میں اُس کے عشق میں غایب ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں

جانِ من از جانِ اُو یابد غذا
از گریبانم عیاں شد آں ذکا

میری روح اُس کی روح سے غذا حاصل کرتی ہے اور میرے گریبان سے وہی سورج نکل آیا ہے

احمد اندر جانِ احمد شد پدید
اسم من گردید اسم آں وحید

احمد کی جان کے اندر احمد ظاہر ہو گیا اس لیے میرا وہی نام ہو گیا جو اس لاثانی انسان کا نام ہے

فارغ افتادم بدواز عزّ و جاہ | دل ز کف دادز فرق افتادہ کلاہ

اُس کے عشق میں میں عزت و جاہ سے مستغنی ہو گیا۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور سر سے ٹوپی گر پڑی

بر من ایں بہتاں کہ من زاں آستاں | تافتم سر ایں چہ کذبِ فاسقاں

مجھ پر یہ افترا کہ میں اس درگاہ سے روگردان ہوں۔ فاسق لوگوں کا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے

سر نتابد زاں مہِ من چوں منے | لعنتِ حق بر گمانِ دشمنے!

کیا میرے جیسا شخص اپنے اس چاند سے منہ پھیر سکتا ہے؟ دشمن کے اس خیال پر خدا کی لعنت ہو

آں منم کاندر رہِ آں سرورے | در میانِ خاک و خوں بینی سرے

میں تو وہ ہوں کہ اس سردار کی راہ میں تُو میرا سر خاک اور خون میں تھڑا ہوا دیکھے گا

تیغ گر بارد بکوئے آں نگار | آں منم کاوّل کند جاں را نثار

اگر اس محبوب کی گلی میں تلوار چلے تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو اپنی جان قربان کرے گا

گر ہمیں کفراست نزدِ کیں ورے | خوش نصیبے آں کہ چوں من کافرے

اگر دشمن کے نزدیک یہی کفر ہے تو وہ بڑا خوش نصیب ہے جو میری طرح کا کافر ہے

کافرم گفتند و دجّال و لعیں | من ندانم ایں چہ ایماں است و دیں

ان لوگوں نے مجھے کافر دجال اور لعنتی کہا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کونسا دین و ایمان ہے

ایں طبیعتہائے شاں چوں سنگہاست | در برِ شاں گر دلے بودے کجاست

ان کی یہ طبیعتیں پتھر کی طرح سخت ہیں۔ ان کے پہلو میں اگر دل ہے۔ تو دکھاؤ وہ کہاں ہے

کارِ ایناں ہر زمانے افترا است | یارِ ایناں ہر دمے حرص و ہوا است

ان لوگوں کا کام ہر وقت افترا پردازی ہے اور حرص و ہوا ہر دم ان کی رفیق ہے

دل پر از خبث است و باطن پُر ز شر — صحتِ نیّت از ایشاں دُور تر

اُن کے دل خباثتوں سے پُر ہیں اور اُن کے باطن شرارتوں سے۔ نیک نیتی اُن سے بہت دور ہے

صحتِ نیت چو باشد در دِلے — بر گُلِ صدق او فتد چوں بُلبُلے

جب دل میں نیک نیتی ہوتی ہے تو وہ صدق کے پھول پر بلبل کی طرح گرتا ہے

بر شرارت ہا نمے بندد میاں — ترسد از دانائے اسرارِ نہاں

اور شرارتوں پر کمر نہیں باندھتا۔ وہ پوشیدہ بھیدوں کے جاننے والے سے ڈرتا ہے

لیکن ایں بے باکی و ترکِ حیا — افترا بر افترا بر افترا

لیکن یہ بے باکی اور بے شرمی اور افترا پر افترا

ایں نہ کارِ مومنان و اتقیاست — ایں نہ خوئے بندگانِ باصفاست

یہ ایمانداروں اور پرہیزگاروں کا کام نہیں ہے۔ نہ یہ پاک دل بزرگوں کی خصلت ہے

ہر کہ او ہر دم پرستارِ ہوا — من چساں دانم کہ ترسد از خدا

وہ جو ہر وقت اپنی خواہشوں کا غلام ہے میں کیونکر جانوں کہ وہ خدا سے ڈرتا ہے

خویشتن را نیک اندیشیدہ اند — ہائے ایں مردم چہ بد فہمیدہ اند

انھوں نے اپنے تئیں نیک خیال کر رکھا ہے افسوس ان لوگوں نے کیسا غلط سمجھا ہے

اتباعِ نفس اعراض از خدا — بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا

(۱) نفس کی پیروی اور خدا سے روگردانی۔ بس یہی بدبختوں کی نشانی ہے

ہر کہ زینساں خبث در جانش بود — کافرم گر بوئے ایمانش بود

جس کے دل میں اس طرح کی گندگی ہے اگر اس میں ایمان کی بو بھی ہو تو پھر میں کافر ہوں

من بریں مردم بخواندم آں کتاب | کاں منزّہ او فتاد از ارتیاب

میں نے ان لوگوں کے سامنے وہ کتاب پڑھی جو ریب اور شک سے پاک ہے (یعنی قرآن)

ہم خبرہا پیش کردم زاں رسول | کو صدوق از فضلِ حق پاک از فضول

نیز اُس رسول کی حدیثیں بھی پیش کیں جو بفضلِ خدا راستباز ہے اور لغو گوئی سے پاک ہے

لیکن ایناں را بحق رُوئے نبود | پیش گرگے گریۂ میشے چہ سُود

لیکن ان کا ارادہ ہی حق قبول کرنے کا نہ تھا بھیڑیے کے آگے بھیڑ کا رونا فضول ہے

کافرم گفتند و رو ہا تافتند | آں یقیں گو یا دلم بشگافتند

انھوں نے مجھے کافر کہا اور منہ پھیر لیا اور یقین کر لیا کہ گویا انھوں نے میرا دل چیر کر دیکھ لیا ہے

اندریناں خوب گفت آں شاہِ دیں | کافرانِ دل برون چوں مومنیں

انھی کے بارے میں اُس شاہِ دین نے کیا خوب فرمایا ہے کہ یہ لوگ دل کے کافر ہیں اور ظاہر کے مومن

بر زباں قرآں مگر در سینہ ہا | حُبِّ دُنیا ہست و کبر و کینہ ہا

ان کی زبان پر قرآن ہے مگر ان کے سینوں میں دُنیا کی محبّت۔ تکبّر اور عناد بھرے ہیں

دانشِ دیں نیز لاف است و گزاف | پشت بنمودند وقتِ ہر مصاف

دین کی سمجھ کا دعویٰ بھی صرف لاف و گزاف ہے کیونکہ ہر جنگ کے وقت انھوں نے پیٹھ دکھائی ہے

جاہلانے غافل از تازی زباں | ہم نہ قرآں ہم ز اسرارِ نہاں

یہ وہ جاہل ہیں جو عربی زبان سے ناواقف ہیں نیز قرآن اور اُس کے باریک بھیدوں سے بھی

کبر شاں چوں تا کمالِ خود رسید | غیرتِ حق پردہ ہائے شاں درید

جب ان کا تکبّر اپنے کمال کو پہنچ گیا تو خدا کی غیرت نے ان کے پردے پھاڑ دیئے

دشمنانِ دیں چو شمرِ نابکار | دیں چو زین العابدیں بیمار و زار

شمرِ نابکار کی طرح یہ لوگ دین کے دشمن ہیں اور دین زین العابدین کی طرح بیمار اور کمزور ہے

تن ہمے لرزد دل و جاں نیز ہم | چوں خیانت ہائے ایشاں بنگرم

میرا بدن کانپ جاتا ہے اور جان و دل لرز جاتے ہیں جب میں اُن کی خیانتیں دیکھتا ہوں

مکرہا بسیار کردند و کنند | تا نظامِ کارِ ما برہم زنند

انھوں نے بہت مکر کیے اور اب بھی کر رہے ہیں تاکہ ہمارے کام کے نظام کو درہم برہم کر دیں

لیکن آں امرے کہ ہست از آسماں | چوں زوال آید بروازِ حاسداں

لیکن وہ بات جو آسمان کی طرف سے ہے اس پر حاسدوں کے حسد سے کیونکر زوال آ سکتا ہے

من چہ چیزم جنگِ شاں با آں خداست | کز دو دستش ایں ریاض و ایں بناست

میں کیا چیز ہوں اُن کی لڑائی تو اس خدا کے ساتھ ہے جس کے دونوں ہاتھوں سے یہ باغ اور یہ محل تیار ہوا ہے

ہر کہ آویزد بکار و بارِ حق! | اوستادہ از پئے پیکارِ حق!

جو شخص خدائی کاروبار میں دخل انداز ہوتا ہے وہ در اصل خدا سے جنگ کرنے کھڑا ہوتا ہے

فانی ایم و تیرِ ما تیرِ حق است | صیدِ ما در اصل نخچیرِ حق است

ہم تو فانی لوگ ہیں اور ہمارا تیر خدا کا تیر ہے اور ہمارا شکار در اصل خدا کا شکار ہے

صادقے دارد پناہِ آں یگاں! | دستِ حق در آستینِ اُو نہاں

صادق تو اس یکتا کی پناہ میں ہوتا ہے اور خدا کا ہاتھ اُس کی آستین میں چھپا ہوا ہوتا ہے

ہر کہ با دستِ خدا پیچد ز کیں | بیخِ خود کند چو شیطانِ لعیں

جو شخص دشمنی کی وجہ سے خدا کے ساتھ لڑتا ہے وہ شیطان لعین کی طرح اپنی ہی جڑ اکھیڑتا ہے

اے بسا نفسے کہ ہمچو بلعم است — کارِ او از دستِ موسیٰ برہم است

ست سے لوگ بلعم کی طرح ہیں جن کا کام موسیٰ کے ہاتھوں تہس نہس ہو جاتا ہے

آمدم بر وقت چوں ابرِ بہار — با من آمد صد نشانِ لطفِ یار

یں ابرِ بہار کی طرح وقت پر آیا ہوں اور میرے ساتھ خدا کی مہربانیوں کے سینکڑوں نشانات ہیں

آسماں از بہرِ من بارد نشاں — ہم زمیں الوقت گوید ہر زماں

آسماں میرے لیے نشان برساتا ہے اور زمین بھی ہردم یہی کہتی ہے کہ وقت یہی ہے

ایں دو شاہد بہرِ من استادہ اند — باز در من ناقصاں افتادہ اند

میری تائید میں یہ دو گواہ کھڑے ہیں پھر بھی یہ بیوقوف میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

ہائے ایں مردم عجب کور و کر اند — صد نشاں بینند و غافل بگذرند

ے افسوس یہ لوگ عجب طرح کے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھتے ہیں پھر بھی غافل گذر جاتے ہیں

ایں چنیں ایناں چرا بالا پرند — یا مگر زاں ذاتِ بیچوں منکر اند

یہ اس قدر کیوں اونچے اڑتے ہیں (یعنی اتنے متکبر کیوں ہیں)، شاید اس بے مثل ذات کے منکر ہیں

او چو بر کس مہربانی مے کند — از زمینی آسمانی مے کند!

وہ خدا تو جب کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے

عزتش بخشد ز فضل و لطف و جود — مہر و مہ را پیشش آرد در سجود

نے فضل لطف اور کرم سے اسے عزت بخشتا ہے سورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ میں لگاتا ہے

من نہ از خود ادعائے کردہ ام — امرِ حق شد اقتدائے کردہ ام

ں نے اپنے پاس سے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے حکم کی پیروی کی ہے

کارِ حق است ایں نہ از مکرِ بشر — دشمنِ ایں دشمنِ آں داد گر

یہ خدا کا کام ہے نہ کہ انسان کا مکر اس کا دشمن اُس عادل خدا کا دشمن ہے

آں خدا کایں عاجزے را چیدہ است — رحمتش در کوئے ما باریدہ است

وہ خدا جس نے اس عاجز کو منتخب کیا ہے اس کی رحمت ہماری گلی میں برسی ہے

مردم و جاناں پس از مردن رسید — گم شدم آخر رخے آمد پدید

جب میں مرگیا تو مرنے کے بعد میرا محبوب آگیا جب میں فنا ہو گیا تو اُس کا چہرہ مجھ پر ظاہر ہو گیا

سیلِ عشقِ دلبرے پُر زور بود — غالب آمد رختِ ما را در ربود

دلبر کے عشق کی رَو زوروں پر تھی۔ وہ غالب آگئی اور ہمارا سب سامان بہا کر لے گئی

من ندارم مایۂ کردار ہا — عشق جوشید و از و شد کارہا

میرے پاس اعمال کا ذخیرہ نہیں بلکہ عشق جوش میں آیا اور اُس سے یہ سب کام ہو گئے

بہرِ من شد نیستی طورِ خدا — چوں خودی رفت آمد آں نورِ خدا

میرے لیے نیستی ہی خدا کا طور بن گئی جب خودی جاتی رہی تو خدا کا نور آگیا

رو بدو کردم کہ رو آں روئے اوست — ہر دلِ فرخندہ مائل سوئے اوست

میں نے اسی کی طرف اپنا رُخ پھیر لیا کیونکہ دیکھنے کے لائق وہی چہرہ ہے اور ہر مبارک دل اسی کی طرف مائل ہے

در دو عالم مثلِ او روئے کجاست — جز سرِ کویش دگر کوئے کجاست

دونوں جہان میں اس کی طرح کا کوئی چہرہ کہاں ہے اور اس کے کوچہ کے سوا اور کوئی کوچہ کہاں ہے؟

آں کساں کز کوچۂ او غافل اند — از سگانِ کوچہ ہا ہم کمتر اند

وہ لوگ جو اُس کے کوچہ سے غافل ہیں۔ وہ گلیوں کے کتوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں

خلقِ عالم جملہ در شور و شر اند   عاشقانش در جہانِ دیگر اند

مخلوقات اور دُنیا سب شور و شر میں مبتلا ہے مگر اس کے عاشق اور ہی عالم میں ہیں

آں جہاں چوں ماند بر کس ناپدید   از جہاں آں کور و بد بختے چہ دید

وہ عالم جس شخص سے پوشیدہ رہا۔ اُس بد بخت نے دنیا میں آکر دیکھا ہی کیا؟

راہِ حق بر صادقاں آساں تر است   ہر کہ جوید دامنش آید بدست

صادقوں پر خدا کا راستہ پانا آسان ہے جو خدا کو ڈھونڈتا ہے تو اس کا دامن اس کے ہاتھ میں آجاتا ہے

ہر کہ جوید وصلش از صدق و صفا   رہ دہندش سوئے آں ربّ السما

جو بھی صدق و صفا کے ساتھ اُس کا وصل چاہتا ہے اُس کے لیے آسمانوں کا خدا وصل کا رستہ کھول دیتا ہے

صادقاں را مے شناسد چشمِ یار   کید و مکر اینجا نمے آید بکار

یار کی نظر سچوں کو پہچان لیتی ہے۔ مکر اور چالاکی یہاں کام نہیں دیتی

صدق مے باید برائے وصلِ دوست   ہر کہ بے صدقش بجوید حمقِ اوست

دوست کے وصل کے لیے صدق درکار ہے جو بغیر صدق کے اُسے ڈھونڈتا ہے وہ بیوقوف ہے

صدق ورزے در جنابِ کبریا   آخرش مے یابد از یُمنِ وفا

خدا کے حضور صدق کو اختیار کرنے والا آخر کار اپنی وفا کی برکت سے اُسے پالیتا ہے

صد درے مسدود بکشاید بہ صدق   یارِ رفتہ باز مے آید بہ صدق

سینکڑوں بند دروازے صدق کی وجہ سے کُھل جاتے ہیں کھویا ہوا دوست صدق کی وجہ سے واپس آجاتا ہے

صدق ورزاں را ہمیں باشد نشاں   کز پئے جاناں بکف دارند جاں

سچوں کی یہی علامت ہے کہ محبوب کی خاطر اُن کی جان ہتھیلی پر ہوتی ہے

دوختہ در صورتِ دلبر نظر | واز ثنا، و سبِ مردم بےخبر

دلبر کی صورت پر ان کی ٹکٹکی لگی ہوتی ہے اور لوگوں کی تعریف اور مذمت سے وہ بےخبر ہوتے ہیں

کارِ عقبےٰ با عملہا بستہ اند | رستہ آں دلہا کہ بہرش خستہ اند

آخرت کے لیے ان کے سب عمل ہیں وہ دل نجات یافتہ ہیں جو خدا کے لیے زخمی اور شکستہ ہیں

از سخنہا کے شود ایں کار و بار | صدق مے باید کہ تا آید بکار

باتیں بنانے سے یہ کام نہیں چلتا کامیابی کے لیے وفاداری درکار ہے

علم را عالم بتے دارد براہ | بُت پرستی ہا کند شام و پگاہ

عالموں نے اپنے علم کو بت بنایا ہوا ہے اور وہ صبح شام بت پرستی میں مشغول ہیں

گر بعلمِ خشک کارِ دیں بُدے | ہر لئیمے راز دارِ دیں بُدے

اگر خشک علم پر ہی دین کا مدار ہوتا تو ہر نالائق انسان دین کا محرمِ راز ہوتا

یار ما دارد بباطن ہا نظر! | ہاں مشو نازاں تو با فخرِ دِگر

ہمارا یار تو باطن پر نظر رکھتا ہے تُو اپنی کسی اور خوبی پر نازاں نہ ہو

ہست آں عالیجنابے بس بلند | بہرِ وصلش شورہا باید فگند

وہ بارگاہ نہایت اونچی اور عالی شان ہے اُس کے وصل کے لیے بہت آہ و زاری کرنی چاہیئے

زندگی در مردن و عجز و بکاست | ہر کہ اُفتاد ست او آخر بخاست

زندگی مرنے اور انکسار اور گریہ و زاری میں ہے جو گر پڑا وہی آخر (زندہ ہوکر) اُٹھے گا

تا نہ کارِ دردِ کس تا جاں رسد | کے فغانش تا درِ جاناں رسد

جب تک درد کا معاملہ جان لینے تک نہ پہنچے تب تک اُس کی آہ و فریاد درِ جاناں تک نہیں پہنچتی

هر کہ ترکِ خود کند یابد خدا | چیست وصل از نفسِ خود گشتن جدا

جو خودی کو ترک کرتا ہے وہ خدا کو پا لیتا ہے وصل کیا چیز ہے اپنے نفس سے الگ ہو جانا

لیک ترکِ نفس کے آساں بود | مُردن و از خود شدن یکساں بود

لیکن نفس کو مارنا آسان کام نہیں ۔ مرنا اور خودی کا چھوڑنا برابر ہے

تا نہ آں بادے وزد بر جانِ ما | ق کُو ربایہ ذرّۂ امکانِ ما

جب تک ہماری جان پر وہ ہوا نہ چلے جو ہماری ہستی کے ذرّہ تک کو اُڑا لے جائے

کے دریں گرد و غبارے ساختہ | مے تواں دید آں رُخِ آراستہ

تب تک اس مصنوعی گرد و غبار میں وہ حسین چہرہ کس طرح دیکھا جا سکتا ہے

تا نہ قربانِ خدائے خود شویم | تا نہ محوِ آشنائے خود شویم

جب تک ہم اپنے خدا پہ قربان نہ ہو جائیں اور جب تک اپنے دوست کے اندر محو نہ ہو جائیں

تا نہ باشیم از وجودِ خود بروں | تا نہ گردد پُر ز مہرش اندروں

جب تک ہم اپنے وجود سے علیحدہ نہ ہو جائیں اور جب تک سینہ اس کی محبت سے بھر نہ جائے

تا نہ بر ما مرگ آید صد ہزار | کے حیاتے تازہ بینیم از نگار

جب تک ہم پر لاکھوں موتیں وارد نہ ہوں تب تک ہمیں اس محبوب کی طرف سے نئی زندگی کب مل سکتی ہے

تا نہ ریزد ہر پر و بالے کہ ہست | مرغِ ایں رہ را پریدن مشکل است

جب تک اپنے اگلے بال و پر نہ جھاڑ ڈالے تب تک اس راہ کے پرندے کے لیے اُڑنا مشکل ہے

بدنصیبے آنکہ وقتش شد بباد | یار آزردہ دلِ اغیار شاد

بدقسمت ہے وہ شخص جس کا وقت برباد ہو گیا۔ یار ناراض ہو گیا اور دشمنوں کا دل خوش ہوا

از خردمنداں مرا انکار نیست | لیکن ایں رہ راہِ وصلِ یار نیست

مجھے داناؤں کی عقلمندی سے انکار نہیں ہے مگر یہ یار کے وصل کا راستہ نہیں

تا نہ باشد عشق و سودا و جنوں! | جلوہ ننماید نگارِ بے چگوں

جب تک عشق اور سودا اور جنون نہ ہو تب تک وہ بے مثال محبوب اپنا جلوہ نہیں دکھاتا

چوں نہاں است آں عزیزِ محترم | ہر کسے راہے گزیند لاجرم

چونکہ وہ عزت والا محبوب پوشیدہ ہے تو ہر شخص کوئی نہ کوئی راستہ (اس سے ملنے کے لیے) اختیار کرتا ہے

آں رہے کو عاقلاں بگزیدہ اند | از تکلف روئے حق پوشیدہ اند

لیکن عقل والوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے تو انہوں نے بہ تکلف خدا کے چہرہ کو اور بھی چھپا دیا ہے

پردہ ہا بر پردہ ہا افراختہ | مطلبے نزدیک دور انداختہ

پہلے پردوں پر اور پردے ڈال دیئے مقصد نزدیک تھا مگر اُسے اور دُور کر دیا

ما کہ با دیدارِ او رو تافتیم | از رہِ عشق و فنائیش یافتیم

ہم لوگ جنہوں نے اس کے دیدار سے اپنا چہرہ روشن کیا ہے ہم نے تو اُسے عشق اور فنا کے راستہ سے پایا ہے

ترکِ خود کردیم بہرِ آں خدا | از فنائے ما پدید آمد بقا

اُس خدا کے لیے جب ہم نے اپنی خودی ترک کر دی تو ہماری فنا کے نتیجہ میں بقا ظاہر ہو گئی

اندریں رہ دردِ سر بسیار نیست | جاں بخواہد دادنش دشوار نیست

اس راستے میں زیادہ تکلیف اٹھانی نہیں پڑتی وہ صرف جان مانگتا ہے اور اُس کا دینا مشکل نہیں ہے

گر نہ او خواندے مرا از فضل و جود | صد فضولی کردمے بے سود بود

اگر وہ خود اپنے فضل و کرم سے مجھے نہ بلاتا۔ تو خواہ میں کتنی ہی کوششیں کرتا سب بے فائدہ تھیں

از نگاہے ایں گدا را شاہ کرد | قصہ ہائے راہِ ما کوتاہ کرد!

اس نے ایک نظر سے اس فقیر کو بادشاہ بنا دیا اور ہمارے لمبے راستہ کو مختصر کر دیا

راہِ خود بر من کشود آں دلستاں | دانمش زانساں کہ گل را باغباں

اس محبوب نے خود اپنا راستہ میرے لیے کھولا ہیں یہ بات اس طرح جانتا ہوں جیسے باغبان پھول کو

ہر کہ در عہدم زمن ماند جدا | مے کند بر نفسِ خود جور و جفا

جو میرے زمانہ میں مجھ سے جدا رہتا ہے تو وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے

پُر ز نورِ دلستاں شد سینہ ام | شد ز دستے صیقلِ آئینہ ام

محبوب کے نور سے میرا سینہ بھر گیا میرے آئینہ کا صیقل اسی کے ہاتھ نے کیا

پیکرم شد پیکرِ یارِ ازل | کارِ من شد کارِ دلدارِ ازل

میرا وجود اُس یارِ ازلی کا وجود بن گیا اور میرا کام اُس دلدارِ قدیم کا کام ہو گیا

بسکہ جانم شد نہاں در یارِ من | بوئے یار آمد ازیں گلزارِ من

چونکہ میری جان میرے یار کے اندر مخفی ہو گئی اس لیے یار کی خوشبو میرے گلزار سے آنے لگی

نورِ حق داریم زیرِ چادرے | از گریبانم بر آمد دلبرے

ہماری چادر کے اندر خدا کا نور ہے۔ وہ دلبر میرے گریبان میں سے نکلا

صاحبِ احمدِ آخر زماں نامِ من است | آخریں جامے ہمیں جامِ من است

احمد آخر زماں میرا نام ہے اور میرا جام ہی (دنیا کے لیے) آخری جام ہے

طالبِ راہِ خدا را مژدہ باد! | کش خدا بنمود ایں وقتِ مراد

راہِ خدا کے طالب کو خوشخبری ہو کہ اسے خدا نے کامیابی کا زمانہ دکھایا

ہر کرا یارے نہاں شد از نظر ۔۔۔ از خبر دارے ہمیں پرسد خبر

جس کسی کا دوست اس کی نظر سے غایب ہو جاتا ہے تو وہ کسی واقف سے اُس کی خبر پوچھتا ہے

ہر کہ جویانِ نگارے مے بود ۔۔۔ کے بیک جایش قرارے مے بود

اور جو کسی معشوق کا طلب گار ہوتا ہے تو اسے ایک ہی جگہ پر کب چین آتا ہے

مے دود ہر سو ہمے دیوانہ وار ۔۔۔ تا مگر آید نظر آں روئے یار

وہ ہر طرف دیوانہ وار دوڑتا ہے تاکہ شاید یار کا چہرہ کہیں نظر آ جائے

ہر کرا عشقِ دلبرے در جانِ اوست ۔۔۔ دل زِ دستش اوفتد از ہجرِ دوست

جس کی جان میں دلبر کا عشق سما گیا ہے تو دوست کے فراق میں اس کا دل ہاتھ سے نکل نکل جاتا ہے

عاشقاں را صبر و آرام کجا ۔۔۔ توبہ از روئے دلارامے کجا

عاشقوں کے لیے صبر اور آرام کہاں ! اور معشوق کے چہرے سے روگردانی کہاں؟

ہر کرا عشقِ رُخِ یارے بود ۔۔۔ روز و شب باآں رُخش کارے بود

جسے دوست کے منہ سے محبت ہوتی ہے اُسے تو دن رات اس کے چہرہ کا ہی خیال رہتا ہے

فرقتش گر اتفاقے اوفتد ۔۔۔ در تن و جانش فراقے اوفتد

اگر اتفاقاً اُس سے جدائی ہو جائے تو اُس کے جان و تن میں جدائی ہو جاتی ہے

یک زمانے زندگی بے روئے یار ۔۔۔ مے کند بر وے پریشاں روزگار

یار کے بغیر اُس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اُس پر زندگانی کو تلخ کر دیتا ہے

باز چوں بیند جمال و روئے اُو! ۔۔۔ مے دود چون بیحواسے سوئے او

پھر جب وہ اس کا حسن اور اُس کا چہرہ دیکھتا ہے تو بے حواسوں کی طرح اس کی طرف دوڑتا ہے

می زند در دامنش دست از جنوں — کز فراقت شد دلم اے یار خوں

اور یہ کہہ کر دیوانہ وار اُس کے دامن کو پکڑ لیتا ہے کہ اے دوست میرا دل تیری جدائی میں خون ہو گیا

اینچنیں صدق ار بود اندر دلے — گل بجوید جائے ہمچوں بلبلے

اگر ایسا صدق کسی کے دل میں ہو تو وہ بلبل کی طرح پھول کو اپنا ٹھکانا بنا لیتا ہے۔

گر تو اُفتی با دو صد درد و نفیر — کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر

اگر تو دو سو چیخوں اور آہوں کے ساتھ گر پڑے تو پھر ضرور کوئی مدد کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے

تافتن رو از خورِ تاباں کہ من — خود برآرم روشنی از خویشتن

اے خیال کر کے، روشن سورج سے منہ پھیر لینا کہ میں اپنے اندر سے آپ ہی روشنی پیدا کر لوں گا

ایں ہمیں آثارِ ناکامی بود! — بیخ شقوت نخوت و خامی بود

یہی تو نامرادی کے آثار ہوا کرتے ہیں۔ بد بختی کی جڑ تکبر اور خامی ہے

عالمے را کور کردست ایں خیال — سرنگوں افگند در چاہِ ضلال

اس خیال نے ایک جہان کو اندھا کر رکھا ہے اور اسے گمراہی کے کنوئیں میں سر کے بل ڈال دیا ہے

سوئے آبے تشنہ را باید شتافت — ہر کہ جست از صدقِ دل آخر بیافت

پیاسے کو پانی کی طرف دوڑنا چاہیئے جس نے صدقِ دل سے تلاش کی اُس نے آخر کار مقصود کو پا لیا

آں خردمندیکہ جوید کوئے یار — آبرو ریزد ز بہرِ روئے یار

وہ آدمی عقلمند ہے جو یار کی گلی ڈھونڈتا ہے اور روئے یار کی خاطر اپنی عزت ڈبوتا ہے

خاک گردد تا ہوا بربایدش — گم شود تا کس رہے بنمایدش

وہ خاک بن جاتا ہے کہ ہوا اُسے لے اڑے اور فنا ہو جاتا ہے تا کہ کوئی اُسے راستہ دکھائے

بے عنایاتِ خدا کار است خام   پختہ داند ایں سخن را والسّلام

خدا کی مہربانی کے بغیر کام ادھورا رہتا ہے عقلمند ہی اس بات کو جانتا ہے۔ والسلام

(سراج منیر، آخری صفحات

مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

سخن نزدم مراں از شہر یارے   کہ ہستم بر درے اُمیدوارے

میرے سامنے کسی بادشاہ کا ذکر نہ کر کیونکہ میں تو ایک اور دروازہ پر امیدوار پڑا ہوں

خداوندیکہ جاں بخش جہان ست   بدیع و خالق و پروردگارے

وہ خدا جو دنیا کو زندگی بخشنے والا ہے اور بدیع اور خالق اور پروردگار ہے

کریم و قادر و مشکل کشائے   رحیم و محسن و حاجت برارے

کریم و قادر ہے اور مشکل کشا ہے رحیم ہے۔ محسن ہے اور حاجت روا ہے

فتادم بر درش زیرا کہ گویند   بر آید در جہاں کارے ز کارے

میں اُس کے دروازہ پر پڑا ہوں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ دنیا میں ایک کام میں سے دوسرا کام نکل آتا ہے

چو آں یارِ وفادار آیدم یاد   فراموشم شود ہر خویش و یارے

جب وہ یار وفادار مجھے یاد آتا ہے تو ہر رشتہ دار اور دوست مجھے بھول جاتا ہے

بغیرِ او چساں بندم دلِ خویش!   کہ بے رویش نمے آید قرارے

میں اُسے چھوڑ کر کسی اور سے کس طرح دل لگاؤں کہ بغیر اس کے مجھے چین نہیں آتا

دلم در سینۂ ریشم مجوئید   کہ بستیمش بداماں نگارے

دل کو میرے زخمی سینہ میں نہ ڈھونڈو کہ ہم نے اُسے ایک محبوب کے دامن سے باندھ دیا ہے

دلِ من دلبرے را تخت گاہے | سرِ من در رہِ یارے نثارے

میرا دل دلبر کا تخت ہے اور میرا سر یار کی راہ میں قربان ہے

چہ گویم فضلِ او بر من چگون ست | کہ فضلِ اوست ناپیدا کنارے

میں کیا بتاؤں کہ مجھ پر اُس کا فضل کس طرح کا ہے کیونکہ اس کا فضل تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے

عنایتہائے او را چوں شمارم | کہ لطفِ اوست بیروں از شمارے

میں اُس کی مہربانیوں کو کیونکر گنوں کہ اُس کی مہربانیاں تو حد شمار سے باہر ہیں

مرا کاریست با آں دلستانے | ندارد کس خبر زاں کاروبارے

مجھے اُس دلبر سے ایسا تعلق ہے کہ کسی کو بھی اُس معاملہ کی خبر نہیں

بنالم بر درش زاں ساں کہ نالد | بوقتِ وضعِ حملے باردارے

میں اُس کے دروازے پر اس طرح روتا ہوں جس طرح بچہ پیدا ہوتے وقت حاملہ عورت روتی ہے

مرا با عشقِ او وقتے ست معمور | چہ خوش وقتے چہ خرم روزگارے

میرا وقت اُسی کے عشق سے بھرپور ہے واہ کیا اچھا وقت ہے اور کیا عمدہ زمانہ ہے؟

ثنا ہا گویمت اے گلشنِ یار! | کہ فارغ کردی از باغ و بہارے

اے یار کے گلزار تیرے کیا کہنے۔ تو نے تو مجھے دنیا کے باغ و بہار سے بے پروا کر دیا

(حجۃ اللہ صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

بردباری مے کند نور آورے | جاہلے فہمد کہ ہستم برترے

طاقتور تو اپنا حلم ظاہر کرتا ہے مگر جاہل یہ سمجھتا ہے کہ وہ غالب آگیا ہے

(حجۃ اللہ صفحہ ۱۲)

آنکس کہ بتو رسد شہاں را چہ کند	با فرِّ تو فرِّ خسرواں را چہ کند

جس کی تجھ تک رسائی ہے وہ بادشاہوں کو کیا سمجھتا ہے اور تیری شان کے آگے وہ بادشاہوں کی کیا حقیقت سمجھتا ہے

چوں بندہ شناخت بداں عزّ و جلال	بعد از تو جلالِ دیگراں را چہ کند

جب بندہ نے تیرے عزّ و جلال کو پہچان لیا تو پھر تجھے چھوڑ کر وہ دوسروں کی شوکت کو کیا کرے

"دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی	دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند"

اپنا دیوانہ بنا کر تو اُسے دونوں جہان بخش دیتا ہے مگر تیرا دیوانہ دونوں جہانوں کو کیا کرے

نوٹ:۔ آخری شعر خواجہ عبد اللہ انصاری کا ہے۔

(اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء)

اے خدا اے چشمۂ نورِ ہدیٰ	از کرم ہا چشمِ ایں اُمت کشا!

اے خدا۔ اے ہدایت کی روشنی کے چشمے مہربانی فرما کر اس امت کی آنکھیں کھول دے

یک نظر کن سوئے ایں رازِ نہاں	تا رہی اے طالب از وہم و گماں

اے طالب تو اس پوشیدہ[1] راز کی طرف ایک نظر کر تا کہ تو وہم اور شبہات سے نجات پالے

(راز حقیقت سرورق مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

ہر آں کارے کہ گردد از دعائے محوِ جانانے	نہ شمشیرے کند آں کار نے بادے نہ طوفانے

فنا فی اللہ شخص کی دعا سے جو کام ہو جاتا ہے وہ کام نہ تلوار کر سکتی ہے نہ ہوا نہ بارش

عجب دارد اثر دستے کہ دستِ عاشقے باشد	بگرداند جہانے را ز بہرِ کارِ گریانے

اس کے عاشق کے ہاتھ میں عجب تاثیر ہوتی ہے خدا اس رونے والے کا کام بنانے کے لیے ایک دنیا کو پلٹ دیتا ہے

---

[1] پوشیدہ راز سے مطلب حضرت اقدس کی اپنی کتاب راز حقیقت سے ہے

اگر بجز لب بوسے زہبر آنکہ سر گرداں | خدا از آسماں پیدا کند ہر نوع سامانے

اگر اس آدمی کا ہونٹ ہلتا ہے جو خدا کا عاشق ہے تو اللہ تعالے آسمان سے ہر طرح کا سامان پیدا کر دیتا ہے

بکار افتادہ را بر کار مے آرد خدا زیں رہ | ہمیں باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے

خدا اس طرح ایک ناکارہ انسان سے کام لیتا ہے اور یہی اُس مخفی ہستی کی موجودگی کا ثبوت ہے

مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق | نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل وجانے

مگر چاہیئے کہ اُس کا طالب صابر اور سچا ہو اُس کا دلی وفادار نامرادی کا دن نہیں دیکھتا

(اخبار الحکم ۷/۱۴ اگست ۱۸۹۸ء)

صدق را ہر دم مدد آید ز رب العالمیں | صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں

سچائی کو ہر دم رب العالمین سے مدد پہنچتی ہے صادقوں کی آستینوں میں خدا کا ہاتھ پوشیدہ ہوتا ہے

ہر بلا کز آسماں بر صادقے آید فرود | آخرش گردد نشانے از برائے طالبیں

ہر وہ مصیبت جو آسمان سے کسی صادق پر آتی ہے وہ آخر میں طالبانِ حق کے لیے ایک نشان ہو جاتی ہے

(ضرورت الامام صفحہ ۳۲ طبوعہ ۱۸۹۸ء)

ذلتِ صادق مجو اے بے تمیز | زیں رہے ہرگز نخواہی شد عزیز

اے بے تمیز صادق کی ذلت کے درپے نہ ہو کہ تو اس طریقہ سے ہرگز عزت نہیں پائے گا

(راز حقیقت صفحہ آخر)

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے — نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

لوگو! بے نیاز اور قہار خدا سے ڈرو میں نہیں سمجھتا کہ متقی اور نیک آدمی کبھی نقصان اٹھاتا ہو

مرا باور نمے آید کہ رسوا گردد آں مردے — کہ مے ترسد ازاں یارے کہ غفارست و ستارے

مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ شخص کبھی رسوا ہوا ہو جو اُس یار سے ڈرتا ہے جو غفار و ستار ہے

گر آں چیزے کہ مے بینم عزیزاں نیز دیدندے — زِ دُنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

اگر وہ چیز جسے میں دیکھ رہا ہوں دوست بھی دیکھتے ۔ تو حصول دنیا سے رو رو کر توبہ کرتے

خورِ تاباں سیہ گشت است از بدکاری مردم — زمیں طاعون ہمے آرد پئے تخویف و انذارے

لوگوں کی بدکاریوں سے چمکتا ہوا سورج بھی سیاہ ہو گیا اور زمین بھی ڈرانے کی خاطر طاعون لا رہی ہے

بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی — علاجے نیست بہرِ دفع آں جز حسن کردارے

یہ مصیبت قیامت کی مانند ہے اگر تو غور کرے اور اس کے دور کرنے کا علاج سوائے نیک اعمال کے اور کچھ نہیں

نشاید تافتن سر زاں جناب عزت و غیرت — کہ گر خواہد کشد در یک دمے چوں کرم بیکارے

اس بارگاہ عالی سے سرکشی نہیں کرنی چاہیئے اگر وہ چاہے تو ایک دم میں نکمے کیڑے کی طرح تجھے فنا کر دے

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے — خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

میں نے ہمدردی سے یہ بات کہی ہے اب تو خود غور کر لے اے سمجھ دار انسان۔ عقل اسی دن کے لیے ہوا کرتی ہے

(ایام الصلح صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

اے قدیر و خالقِ ارض و سما — اے رحیم و مہربان و رہنما!

اے قادر اور آسمان زمین کے پیدا کرنے والے!! اے رحیم۔ مہربان اور رستہ دکھانے والے

ایکہ مے داری تو بر دلہا نظر	ایکہ از تو نیست چیزے مستتر

اے وہ جو کہ دلوں پر نظر رکھتا ہے اے وہ کہ تجھ سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں

گر تو مے بینی مرا پر فسق و شر	گر تو دیدہ استی کہ ہستم بد گہر

اگر تو مجھے نافرمانی اور شرارت سے بھرا ہوا دیکھتا ہے اور اگر تو نے دیکھ لیا ہے کہ میں بد ذات ہوں

پارہ پارہ کُن منِ بدکار را	شاد کُن ایں زمرۂ اغیار را

تو مجھ بدکار کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال اور میرے ان دشمنوں کے گروہ کو خوش کر دے

بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار	ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برآر

ان کے دلوں پر اپنی رحمت کا بادل برسا اور اپنے فضل سے ان کی ہر مراد پوری کر

آتش افشاں بر در و دیوارِ من!	دشمنم باش و تبہ کن کارِ من

میرے در و دیوار پر آگ برسا میرا دشمن ہو جا اور میرا کاروبار تباہ کر دے

ور مرا از بندگانت یافتی	قبلۂ من آستانت یافتی

لیکن اگر تو نے مجھے اپنا فرمانبردار پایا ہے اور اپنی بارگاہ کو میرا قبلۂ مقصود پایا ہے

در دلِ من آں محبّت دیدۂ	کز جہاں آں راز را پوشیدۂ

اور میرے دل میں وہ محبّت دیکھی ہے جس کا بھید تو نے دنیا سے پوشیدہ رکھا ہے

بامن از روئے محبّت کار کُن	اندکے افشائے آں اسرار کُن!

تو محبّت کی رُو سے مجھ سے پیش آ۔ اور اُن اسرار کو تھوڑا سا ظاہر کر دے

ایکہ آئی سوئے ہر جوئندۂ	واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ

اے وہ کہ تو ہر تلاشی کے پاس آتا ہے اور ہر جلنے والے کے سوز سے واقف ہے

زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم ۔ زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم

تو اس تعلق کے باعث جو میں تجھ سے رکھتا ہوں اور اس محبت کی وجہ سے جو میں نے اپنے دل میں بوئی ہے

خود بروں آ از پئے ابراءِ من ۔ اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من

تو آپ میری بریّت کے لیے باہر نکل۔ تو ہی میرا حصار اور جائے پناہ اور ٹھکانا ہے

آتشے کاندر دلم افروختی ۔ وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی

وہ آگ جو تو نے میرے دل میں روشن کی ہے اور اس کے شعلوں سے تو نے اپنے غیر کو جلا دیا ہے

ہم ازاں آتش رخِ من بر فروز ۔ ویں شبِ تارم مبدّل کن بروز

اسی آگ سے میرے چہرہ کو بھی روشن کردے اور میری اس اندھیری رات کو دن سے بدل دے

چشم بکشا ایں جہانِ کور را ۔ اے شدید البطش بنما زور را

اس اندھی دنیا کی آنکھیں کھول اور اے سخت گیر خدا تو اپنا زور دکھا

ز آسماں نورِ نشانِ خود نما ۔ یک گلے از بوستانِ خود نما

آسمان سے اپنے نشان کا نور ظاہر کر اور اپنے باغ میں سے ایک پھول دکھا

ایں جہاں بینم پُر از فسق و فساد ۔ غافلاں را نیست وقتِ موت یاد

میں اس جہان کو فسق و فجور سے پُر دیکھتا ہوں غافلوں کو موت کا وقت یاد نہیں رہا

از حقایق غافل و بیگانہ اند ۔ ہمچو طفلاں مائلِ افسانہ اند

وہ حقایق سے غافل اور ناواقف ہیں اور بچوں کی طرح کہانیوں کے شایق ہیں

سرد شد دلہا ز مہرِ روئے دوست ۔ روئے دلہا تافتہ از کوئے دوست

ان کے دل خدا کی محبت سے سرد ہیں اور دلوں کے رُخ خدا کی طرف سے پھر گئے ہیں

سیل در جوش است و شب تاریک و تار | از کرم بنما آفتابے را برار

سیلاب جوش پر ہے اور رات سخت اندھیری۔ مہربانی فرما کر سورج چڑھا دے

(حقیقت المہدی صفحہ ١ مطبوعہ ١٨٩٩ء)

دیر گاہ چیست کہ بینیم زمیں پُر ز فساد | بر کر یاد ستِ دعا صدق و سدادے طلبیم

مدتوں سے ہم زمین کو فساد سے بھرا ہوا دیکھتے ہیں بہتر یہی ہے آؤ ہم دعا مانگ کر صدق اور راستی طلب کریں

(اشتہار ٤ر اکتوبر ١٨٩٩ء)

ہر کہ روشن شد دل و جان و دل از حضرتش | کیمیا باشد بسر بردن دمے در صحبتش

جس کے جان و دل اور باطن خدا کے حضور سے روشن کیے گئے ہیں اُس کی صحبت میں ایک لحظہ گذارنا بھی کیمیا ہے

چیست دُنیا چوں شبِ تار و زماں ابر سیاہ | آفتابے ہمچنیں یک ساعتے در خدمتش

دنیا اندھیری رات اور زمانہ ابر سیاہ کی مانند ہے۔ دُنیا کا ہادی بھی تھوڑے سے ہی عرصہ کے لیے دُنیا میں رہتا ہے

(الحکم ١٦ جولائی ١٩٠٠ء)

الہامی شعر

بر مقام فلک شدہ یارب | گر امیدے دہم مدار عجب

میری دعا آسمان تک پہنچ گئی اس لیے اگر میں تجھے (قبولیت کی) امید دلاؤں تو تعجب نہ کر

(اربعین حصہ چہارم صفحہ ١٤ مطبوعہ ١٩٠٠ء)

الہامی شعر

سالِ دیگر را کہ مے داند حساب | تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار

آئندہ سال کا حساب کون جانتا ہے جو دوست گذشتہ سال ہمارے ساتھ تھے وہ اب کدھر گئے؟

(سعدی کا شعر ہے) (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۱ء)

الہامی مصرع

سلامت بر تو اے مردِ سلامت

اے سلامتی والے انسان تجھ پر سلامتی ہو

(الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۱ء)

ترا با ہر کہ روئے آشنائیست | قرارِ کارت آخر بر جدائیست

تجھے جس کسی سے بھی دوستی کا تعلق ہے اس کا انجام آخر جدائی ہے

زِ فرقت بر دلے بارے نباشد | کہ با میرندہ اش کارے نباشد

اُس شخص کی جدائی سے دل کو صدمہ نہیں ہوتا جسے مرنے والے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا

(اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۲۹ صفحہ ۹ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

غریقِ ورطۂ بحرِ محبت | نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کیں

بحرِ عشق کے بھنور میں غرق ہونے والے کو نہ اُس کی محبت پر نظر ہوتی ہے نہ غصہ پر

بگوشِ عاشق از لبہائے دلدار	چناں نفریں عزیز آید کہ تحسیں

دلبر کے ہونٹوں سے عاشق کے کانوں میں ملامت بھی ویسی ہی پسندیدہ ہے جیسے کہ شاباش

چناں رویش خوش افتد از سرِ عشق	کہ قرباں مے کند بروے دل و دیں

عشق کی وجہ سے محبوب کا چہرہ اتنا پسند ہوتا ہے کہ وہ اس پر اپنا دل اور دین قربان کر ڈالتا ہے

شب و روزش بہ دلبر کار باشد	دل و جانش شود آں یارِ شیریں

دن رات اسے دلبر ہی سے کام رہتا ہے اور وہ پیارا دوست اس کا دل اور جان بن جاتا ہے

بسوزد ہرچہ غیرِ یار باشد	ہمیں ایں عشق را رسم است و آئیں

جو بھی یار کے سوا ہو عاشق سب کو جلا دیتا ہے۔ اس عشق کی یہی رسم ہے اور یہی طریقہ

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند	عشق بازاں در مقامِ دیگر اند

مخلوقات اور دنیا سب شور و غوغا میں مبتلا ہیں۔ مگر عاشق ایک اور ہی مقام پر ہیں

اگر دلا زیں کوچہ بیروں نگذریم	ہم سگانِ کوچہ از ما بہتر اند

اے دل اگر ہم عشق کے کوچہ کو طے نہ کر لیں۔ تو گلیوں کے کتے بھی ہم سے بہتر ہیں

(اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۳۸ صفحہ ۲

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء

گرایں کفرم بدست آید بہ قرباں کنم صد دیں	خداوندا بمیرانم بریں کفر و بریں آئیں

اگر مجھے یہ کفر مل جائے تو میں سو دین اس پر سے قربان کردوں۔ الٰہی مجھے اسی کفر اور اسی طریقہ پر موت دے

گر مہرِ خویش بر کنم از روئے دلبرم | آں مہر بر کہ افگنم آں دل کجا برم

اگر میں اپنی محبّت کو اپنے دلبر کی جانب سے ہٹاؤں تو پھر اُس محبّت کو کس سے لگاؤں اور اس دل کو کہاں لے جاؤں

من آں نیم کہ چشم بہ بندم ز روئے دوست | ور بینم اینکہ تیر بیاید برابرم

میں وہ نہیں ہوں کہ دوست کے چہرہ کی طرف سے آنکھ بند کروں خواہ مجھے نظر آتا ہو کہ تیر سیدھا میری طرف آ رہا ہے

(الحکم ۱۰ ؍ مئی ۱۹۰۲ء)

دلم مے بلرزد چو یاد آورم | مناجاتِ شوریدہ اندر حرم

میرا دل کانپنے لگتا ہے جب میں یاد کرتا ہوں ایک عاشق کی مناجات کو جو اس نے حرم میں کی تھی

(الحکم ۱۷ ؍ مئی ۱۹۰۲ء)

الہامی شعر

از بہرِ اُو محمد احسن را | تارکِ روزگار مے بینم

میں اس کی خاطر محمد احسن کو روزگار کا تارک دیکھتا ہوں

(اخبار القادیان یکم ستمبر ۱۹۰۲ء)

چو آمد از خدا طاعوں بہ بیں از چشم اکرامش | تو خود ملعونی اے فاسق چرا ملعوں نہی نامش

جب طاعون خدا کی طرف سے بھیجا گیا تو اسے عزت کی نظر سے دیکھ اے فاسق تو آپ ملعون ہے اس کا نام ملعون کیوں رکھتا ہے

زمانِ توبہ وقتِ صلاح و ترکِ خبث است ایں | کسے کو بر بدی چسپید نہ بینم نیک انجامش

یہ توبہ کا زمانہ اور اصلاح اور ترکِ گناہ کا وقت ہے اب بھی جو بدی سے چمٹا رہے مجھے اس کا انجام اچھا معلوم نہیں ہوتا

(دافع البلا صفحہ ا مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

مائدہ چیزے ست دیگر خشک ناں چیزے دگر | خوردنی ہرگز نباشد نانِ خشک اے بے ہنر

خوانِ نعمت اور چیز ہے خشک روٹی اور چیز ہے اے بے سمجھ سوکھی روٹی کھانے کے قابل نہیں ہوتی

دوستاں را مائدہ بدہند از مہر و کرم | پارہ ہائے خشک ناں بیگانگاں را نیز ہم

دوستوں کو فضل و کرم سے عمدہ نعمتیں ملتی ہیں۔ لیکن غیروں کو سوکھی روٹی کے ٹکڑے ہی ملتے ہیں

نیز ہم پیش سگاں آں خشک ناں مے افگنند | مائدہ از لطفہا پیشِ عزیزاں مے برند

اس خشک روٹی کو کتوں کے آگے بھی ڈالتے ہیں اور خوان نعمت کو لطف کے ساتھ عزیزوں کے سامنے سجاتے ہیں

ترک کن ایں خشک ناں را ہوش کن فرزانہ باش | گر خرد مندی پے آں مائدہ دیوانہ باش

تو اس سوکھی روٹی کو چھوڑ۔ ہوش کر عقل کر۔ اگر عقلمند ہے تو خوانِ نعمت کا طلب گار بن

(دافع البلا صفحہ ۲۴ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں | باز نجس و کینہ و انکار اینان را ببیں

آسمان نشان برساتا ہے اور زمین الوقت کہتی ہے۔ اس پر بھی تو ان لوگوں کی عداوتوں، کینوں اور انکار کو دیکھ!

اے ملامت گر خدا را بر زماں کن یک نظر　　چوں خموش ماندے درچنیں وقتِ خطر

اے ملامت کرنے والے خدا کے لیے زمانہ کے حالات پر ایک نظر ڈال پس خدا ایسے خطرے کے وقت کیونکر تو خاموش رہ جاتا

خستگانِ دیں مرا از آسماں طلبیدہ اند　　آمدم وقتیکہ دلہا خوں ز غم گردیدہ اند

دین کے مصیبت زدوں نے مجھے آسمان سے بلایا ہے اور میں ایسے وقت پر آیا ہوں کہ دل غم کے مارے خون ہو چکے تھے

دعوئ ما را فروغ از صد نشانہا دادہ اند　　مہر و مہ ہم از پئے تصدیق ما استادہ اند

ہمارے دعوی کو سیکڑوں نشانوں سے تقویت دی گئی چاند اور سورج بھی ہماری تصدیق کے لیے کھڑے ہو گئے

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۱ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

بہر دمم مددے از خدا ہمے آید　　کجاست اہلِ بصیرت کہ چشم بکشاید

مجھے ہر لحظہ خدا کی طرف سے مدد آرہی ہے اہل بصیرت کہاں ہیں۔ جو اسے آنکھ کھول کر دیکھیں

(تحفۃ الندوۃ صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

اے پئے تحقیرِ من بستہ کمر　　نیستت جز ہجوِ من کارِ دگر

اے وہ جو میری ذلت کے درپے ہے اور سوائے میری برائی کرنے کے تجھے اور کوئی کام نہیں

مے کشائی ہر دمے بر من زباں　　چوں نترسی از خدائے رازداں

تو جو ہر وقت میرے برخلاف اپنی زبان کھولتا ہے خدائے غیب دان سے کیوں نہیں ڈرتا

از پئے تقویٰ ہمے باید جدال　　تا کجا دشنام ہا اے بدخصال

تقویٰ کو مدنظر رکھ کر جنگ کرنی چاہیئے اے بدخصال انسان کب تک گالیاں دیتا رہے گا

نیستی گرگِ بیابانی نہ مار ۔۔۔ ترک کُن ایں خوئے و از حق شرم دار
تو جنگل کا بھیڑیا نہیں ہے۔ نہ سانپ ہے۔ یہ عادت چھوڑ اور خدا سے شرم کر

اے عجب از سیرتت اے پُرغضب ۔۔۔ از حقیقت بے خبر دُور از ادب
اے غصہ ور انسان تیری سیرت سے تعجب آتا ہے کہ تو حقیقت سے بے خبر اور ادب سے دُور ہے

خیز و اوّل فہم خود را کُن درست ۔۔۔ نکتہ چیں را چشم مے باید نخست
اُٹھ اور سب سے پہلے اپنی سمجھ کو درست کر۔ نکتہ چیں انسان کی سب سے پہلے اپنی آنکھ ٹھیک ہونی چاہیے

دل شود از بد زبانی ہا سیاہ ۔۔۔ بد زباناں را در آنجا نیست راہ
بد زبانی سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ بد زبان لوگوں کی خدا کے حضور میں رسائی نہیں ہے

کم نشیں با زمرۂ مستہزئیں ۔۔۔ تا بیابی حِصّہ از مہتدیں
تمسخر کرنے والے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ تاکہ تو ہدایت یافتوں میں شامل ہو

روز و شب بد گفتنم کارِ تو شد ۔۔۔ لعنت و تحقیر کردارِ تو شد
دن رات تیرا کام مجھے بُرا کہنا ہے۔ لعنت اور تحقیر تیرا پیشہ ہو گیا ہے

لعنت آں باشد کہ از رحمٰن بود ۔۔۔ لعنتِ نااہل و دُوں آساں بود
لعنت تو وہ ہوتی ہے جو رحمان کی طرف سے ہو۔ نااہل اور ذلیل انسان کی لعنت کوئی حقیقت نہیں رکھتی

گر سفیہے لعنتے بر ما کند ۔۔۔ اُو نہ بر ما خویش را رُسوا کند
اگر کوئی احمق ہم پر لعنت کرے۔ وہ ہم پر نہیں پڑتی بلکہ وہ خود اپنے آپ کو بدنام کرتا ہے

ہر کرا مے دارد دلِ پرہیزگار ۔۔۔ چوں عجب دارد زِ کارِ کردگار
جس شخص کا دل پرہیزگار ہے۔ وہ خدا کے کام پر کیوں تعجب کرے

آنکہ از یک قطرہ انسانے کند	واز دو مشتِ تخم بُستانے کند

وہ خدا جو ایک قطرہ سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے اور دو مٹھی بیجوں سے ایک باغ بنا دیتا ہے

چوں منے را اگر مسیحائے کُند	یا گدائے را شہنشاہے کُند

اگر وہ مجھ جیسے کو مسیح بنا دیتا ہے یا ایک فقیر کو شہنشاہ کر دیتا ہے

نیست از فضل و عطائے او بعید	کور باشد ہر کہ از انکار دید

تو اُس کے فضل و کرم سے یہ بات بعید نہیں وہ اندھا ہے جس نے اس بات کو انکار کی نظر سے دیکھا

ہاں مشو نومید زاں عالی جناب	بندہ باش و ہر چہ مے خواھی بیاب

خبردار تو اُس عالی بارگاہ سے نا امید نہ ہو۔ بندہ بن جا۔ پھر جو تو چاہتا ہے لے لے

قادر است و خالق و ربِّ مجید	ہر چہ خواہد مے کند عجزش کہ دید

وہ قادر، خالق اور بزرگ رب ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کس نے اس کی لاچاری دیکھی ہے

نطفہ را روئے درخشاں مے دہد	سنگ را لعل بدخشاں مے دہد

ایک قطرۂ منی سے چمکدار چہرہ بنا دیتا ہے اور پتھر سے لعل بدخشاں پیدا کر دیتا ہے

بر کسے چوں مہربانی مے کند	از زمینی آسمانی مے کند

جب کسی پر مہربانی کرتا ہے۔ تو اُسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے

ہمچنیں بر من عطائے کردہ است	فضلہا بے انتہائے کردہ است

اسی طرح مجھ پر بھی اس نے مہربانی فرمائی ہے اور بے انتہا فضل کیے ہیں

مظہر انوار آں بے چوں شدم	در معارف از ہمہ افزوں شدم

میں خود اس لاثانی ذات کا مظہر بن گیا اور حقائق و معارف میں سب سے بڑھ گیا

یارِ من بر من کرم دارد بسے	صد نشاں دارم اگر آید کسے

میرا خدا مجھ پر بے حد مہربانی رکھتا ہے میرے پاس سینکڑوں نشان ہیں اگر کوئی دیکھنے کو آئے

بشنوید اے مردگاں من زندہ ام	اے شبانِ تیرہ من تابندہ ام

اے مُردو۔ سُن لو کہ میں زندہ ہوں اے اندھیری راتو (تم بھی سن لو کہ) میں روشن ہوں

ایں دو چشمِ من کہ زیبِ ایں سرم	بیند آں یارے کہ یارِ دلبرم

میری یہ دونوں آنکھیں جو میرے سر کی رونق ہیں۔ اُس یار کو دیکھتی ہیں جو میرا دلبر ہے

ایں قدم تا عرشِ حق دارد گذر	وایں دو گوشم را رسد از حق خبر

اس میرے قدم کی سیر خدا کے عرش تک پہنچتی ہے اور میرے ان دونوں کانوں کو حق کی طرف سے خبریں ملتی ہیں

صد ہزاراں نعمتم بخشیدہ اند	وایں رخم از غیرِ حق پوشیدہ اند

مجھے لاکھوں نعمتیں بخشی گئی ہیں۔ اور میرے اس چہرہ کو غیروں سے چھپا دیا گیا ہے

مے دہم فرعونیاں را ہر زماں	چوں یدِ بیضائے موسیٰ صد نشاں

میں ہر وقت فرعونی صفت لوگوں کو ید بیضا جیسے سینکڑوں نشان دکھاتا ہوں

زیں نشانہا بدرگاں کور و کر اند	صد نشاں بینند و غافل بگذرند

بدفطرت لوگ ان نشانوں کی طرف سے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھ کر بھی پروا نہیں کرتے

دُور افتادم ز چشمانِ بشر	از مقامم کس نمے دارد خبر

میں لوگوں کی آنکھوں سے دُور ہوں ۔ کسی کو میرے مقام کی خبر نہیں ہے

در من افتادند از نقصِ عقول	بخت برگردیدہ محروم از قبول

عقل کی کمی کی وجہ سے انہوں نے مجھ سے مقابلہ کیا اور بدقسمت ہو کر مجھے قبول کرنے سے محروم رہ گئے

کس ز رازِ جانِ من آگاہ نیست　　عقلِ شاں را تا درِ ما راہ نیست

میرے باطن کے راز سے کوئی بھی واقف نہیں ۔ اُن کی عقل کی ہمارے دروازہ تک رسائی نہیں

از سرِ حمق است جوش و جنگِ شاں　　وز پئے اطفائے حق آہنگِ شاں

ان کا جوش اور لڑائی بیوقوفی کی وجہ سے ہے ۔ اور خدا کے نور کا بجھانا ان کا مقصد ہے

اے مزوّر گر بیائی سوئے ما　　وز وفا رخت افگنی در کوئے ما

اے فریب خوردہ انسان! اگر تو ہماری طرف آئے اور ہمارے پاس وفادار ہو کر رہے

واز سرِ صدق و صداقت پروری　　روزگارے در حضورِ ما بری

نیز سچا بن کر اور طلب حق کی نیّت سے کچھ عرصہ ہمارے پاس رہے

عالمے بینی ز ربّانی نشاں　　سوئے رحماں خلق و عالم را کشاں

تو تُو خدائی نشانات کا ایک عالم دیکھے گا جو دنیا کو خدا کی طرف کھینچنے کے لیے آتے ہیں

من نمے خواہم کہ آزارے دہم　　بر سرِ ہر ماہ دینارے دہم

میں نہیں چاہتا کہ اس معاملہ میں تجھے کوئی تکلیف دوں بلکہ ہر مہینے کے ایک اشرفی تیرے اخراجات کیلیے دینے کو تیار ہوں

ہمچنیں یک سال مے باید قیام　　از من ایں عہد است وز تو التزام

اسی طرح ایک سال تک میرے پاس رہنا چاہیئے میری طرف سے یہ عہد ہے اور تیری طرف سے پابندی ضروری ہے

گر گذشت ایں سالِ وعدم بے نشاں　　ہر چہ مے گوئی ہمے گو بعد ازاں

اگر میرے وعدہ کا یہ سال بغیر کسی نشان کے گذر گیا تو تجھے جو کچھ کہنا ہے اس کے بعد کہیو

صالحاں را ایں طریق و سنت است　　راہِ استعجال راہِ لعنت است

یہی نیکوں کا طریقہ اور اُن کی سنت ہے ۔ جلد بازی کا رستہ لعنت کی راہ ہے

ہر کہ روشن شد درونِ دل از حضرتش | کیمیا باشد دمے در صحبتش

جس شخص کا باطن خدا کی درگاہ سے روشن ہو گیا اس کی صحبت میں تو ایک لمحہ گذارنا بھی کیمیا ہے

ہر کہ او را ظلمتے گیرد براہ | دامنِ پاکاں است او را عذرخواہ

جس شخص کو ظلمت گھیر لیتی ہے۔ اس کے لیے تو پاک لوگوں کا دامن ہی شفیع ہے

آں خدا با یارِ خود یاری کُند | با وفاداراں وفاداری کُند

وہ خدا اپنے دوست کے ساتھ دوستی کرتا ہے اور وفاداروں کے ساتھ وفاداری کرتا ہے

ہر کہ عشقش در دل و جانش فتاد | ناگہاں جانے در ایمانش فتاد

جس کے جان اور دل میں اس کا عشق داخل ہو جاتا ہے تو یکدم اس کے ایمان میں جان پڑ جاتی ہے

عشقِ حق گردد عیاں بر رُوئے اُو | بوئے او آید ز بام و کوئے اُو

خدا کا عشق اس کے چہرہ سے ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی خوشبو اس کے مکان اور گلی سے آتی ہے

دیدِ اُو باشد بحکمِ دیدِ اُو | خود نشیند حق پئے تائیدِ اُو

اُس کی زیارت خدا کے دیدار کا حکم رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ آپ اُس کی نصرت میں لگ جاتا ہے

بس نمایاں کارہا کاندر جہاں | مے نماید بہرِ اکرامش عیاں

بہت سے بڑے بڑے کام خدا تعالےٰ اس دنیا میں اس کی عزت کے لیے دکھاتا ہے

صد شعاعش مے دمد چوں آفتاب | تا مگر جانے برآید از حجاب

آفتاب کی طرح اسے روشنی کی سینکڑوں شعاعیں بخشتا ہے تا کہ کوئی جان ظلمت کے حجابوں سے نجات پائے

اینچنیں بر من کرمہا کردہ است | منکرم بر خود ستمہا کردہ است

خدا تعالےٰ نے مجھ پر ایسے کرم فرمائے ہیں۔ میرے منکروں نے خود اپنے آپ پر ظلم کر رکھا ہے

عِلمِ قرآں عِلمِ آں طیّب زباں | عِلمِ غیب از وحیٔ خلّاقِ جہاں

قرآن کا علم۔ اس پاک زبان کا علم اور الہام الٰہی سے غیب کا علم

ایں سہ علمم چوں نشاں ہا دادہ اند | ہر سہ ہمچوں شاہداں استادہ اند

یہ تینوں علم مجھے نشان کے طور پر دیئے گئے ہیں اور تینوں بطور گواہ میری تائید میں کھڑے ہیں

آدمی زادے ندارد ہیچ فن | تا در آویزد دریں میداں بہ من

کوئی انسان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اس میدان میں مجھ سے مقابلہ کرے

حجتِ رحماں بر ایشاں شد تمام | یاوہ گوئی ماند در دستِ لئام

رحمان کی طرف سے اُن پر حجت پوری ہو گئی۔ نالائق لوگوں کے پاس صرف بیہودہ بکواس رہ گئی

از کسوف و ترک آں نور یکہ بود | مہر و مہ ہم پیشیم آمد در سجود

کسوف اور خسوف کے موقع پر اپنے بے نور ہو جانے کی وجہ سے چاند اور سورج بھی میرے سامنے سجدے میں گر پڑے

ایں نشاں بر آسماں رحماں نمود | بر زمیں ہم دستِ ہیبت ہا کشود

رحمان نے یہ نشان تو آسمان پر دکھایا۔ اور زمین پر بھی اپنا ہیبت ناک ہاتھ دکھایا

ہست لطفِ یارِ من بر من اتم | او مرا شد من ہم از بہرش شدم

میرے یار کی مجھ پر کامل مہربانی ہے۔ وہ میرا ہو گیا اور میں اُس کا ہو گیا

دلبرم در شد بجان و مغز و پوست | راحتِ جانم بیادِ روئے اوست

میرا دلبر میری جان مغز اور پوست میں رچ گیا میری جان کی خوشی اُسی کے منہ کی یاد ہے

رازہا دارم بیارِ دلبرم | شد عیاں از من بہارِ دلبرم

میرے محبوب اور میرے درمیان کئی راز ہیں اور اس کی شان میرے وجود سے ظاہر ہوتی ہے

ہر کسے دستے بہ دامانے زند　　ما بہ ذیلِ حیّ و قیّوم واحد

ہر شخص کسی نہ کسی کے دامن کو پکڑتا ہے مگر ہم نے حیّ و قیّوم اور یکتا خدا کے دامن کو پکڑا ہے

اے دریغا قومِ من نشناختند　　نقدِ ایماں از حسدہا باختند

افسوس میری قوم نے مجھے نہ پہچانا اور ایمان کی دولت حسد سے برباد کر دی

ایں جہانِ پُر ستم کور و کراست　　چشم شاں از چشمِ بوماں کمتر است

یہ ظالم دُنیا اندھی اور بہری ہے اس کی آنکھیں اُلّوؤں کی آنکھوں سے بھی گئی گذری ہیں

ذرّہ بودم مرا بنواختند　　چوں خورے گشتم زِ چشم انداختند

اس لیے کہ جب میں ایک ذرّہ تھا تو انھوں نے میری عزت کی مگر جب میں سورج بن گیا تو انھوں نے مجھے اپنی نظر سے گرا دیا

(تحفۂ غزنویہ صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

ہماں از روحِ بشر کامل از خدا باشد　　کہ با نشانِ نمایاں خدا نما باشد

انسانوں میں وہی خدا کی طرف سے کامل ہوتا ہے جو روشن نشانوں کے ساتھ خدا نما ہوتا ہے

بتابد از رُخِ اُو نورِ عشق و صدق و وفا　　زِ خلقِ اُو کرم و غربت و حیا باشد

اس کے چہرے سے عشق اور صدق و صفا کا نور چمکتا ہے کرم، انکسار اور حیا اس کے اخلاق ہوتے ہیں

صفاتِ اُو ہمہ ظلِّ صفاتِ حق باشد　　ہم استقامت او ہمچو انبیا باشد

اس کی ساری صفات خدا کی صفات کا پرتو ہوتی ہیں اور اس کا استقلال بھی انبیاء کے استقلال کی مانند ہوتا ہے

رواں ز چشمۂ اُو بحرِ سرمدی باشد　　عیاں در آئینۂ اش روئے کبریا باشد

اس کے سرچشمہ سے ابدی فیضان کا سمندر جاری ہوتا ہے اور اس کے چہرہ میں خدائے بزرگ کا چہرہ نظر آتا ہے

صعودِ او ہمہ سوئے فلک بود ہر دم   وجودِ او ہمہ رحمت چو مصطفیٰ باشد

اس کی پرواز ہر وقت آسمان کی طرف ہی ہوتی ہے، اور اس کا وجود مصطفیٰ کی طرح سراسر رحمت ہوتا ہے

خبر دہد لقدومش خدا بہ مصحفِ پاک   ہم از رسول سلامے بصد ثنا باشد

خدا اس کی تشریف آوری کی خبر قرآن مجید میں دیتا ہے اور رسول کی طرف سے بھی سینکڑوں ثنا اور سلام بھیجے جاتے ہیں

نتابد از رہِ جانانِ خود سرِ اخلاص   اگرچہ سیلِ مصیبت بزور ہا باشد

وہ اپنے معشوق کی راہ میں کبھی اخلاص میں کمی نہیں آنے دیتا۔ خواہ مصیبتوں کا طوفان کتنے ہی زور پر ہو

براہِ یارِ عزیز از بلا نہ پرہیزد   اگرچہ در رہِ آں یار اژدہا باشد

اس عزت والے دوست کی راہ میں وہ کسی بلا سے نہیں ڈرتا خواہ اس یار کے راستے میں اژدہا بیٹھا ہو

کند حرام ہمہ عیش و خواب را بر نفس   چو جملہ عارف و عامی درایں بلا باشد

وہ نیند اور عیش کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جبکہ سب نیک و بد اس عیش و عشرت کی بلا میں گرفتار ہوتے ہیں

دل از کف و کلہش باشد اوفتادہ ز فرق   فراغت از ہمہ خود بینی و ریا باشد

اس کا دل ہاتھ سے اور ٹوپی سر سے گری ہوئی ہوتی ہے اور ہر قسم کی خود بینی اور ریا سے پاک ہوتا ہے

اصولِ او ہمہ بر خلق رحم باشد و لطف   طریقِ او ہمہ ہمدردی و عطا باشد

اس کا اصول صرف خلقت پر رحم اور لطف ہے اور اس کا طریقہ کُلّی طور پر ہمدردی اور سخاوت ہوتا ہے

ہمیشہ نفسِ شریفش بکاہد از حسرت   کہ چوں گروہِ بداں تابعِ ہدیٰ باشد

اس کا شریف دل ہمیشہ اس حسرت سے غمگین رہتا ہے کہ بُرے لوگوں کی جماعت کس طرح ہدایت پائے گی

ہمیشہ محترز از صحبتِ بداں ماند   غیور از پئے دیں ہمچو اصفیا باشد

وہ ہمیشہ شریروں کی صحبت سے مجتنب رہتا ہے اور اولیاء اللہ کی طرح دین کے لیے غیرت مند ہوتا ہے

پناہِ دیں بود و ملجاءِ مُسلماناں | بعقدِ ہمتِ خود دافعِ قضا باشد

وہ دین کی پناہ اور مسلمانوں کی جائے حفاظت ہوتا ہے اور اپنی ہمت کے زور سے قضا کو دفع کر دیتا ہے

ہزار سر زنی و مشکلے نہ گردد حل | چو پیشِ او بروی کارِ یک دُعا باشد

تو ہزار ٹکریں مارتا ہے مگر کوئی مشکل حل نہیں ہوتی لیکن جب تو اس کے سامنے جاتا ہے تو اس کی ایک دعا کافی ہوتی ہے

چو شیر زندگیٔ او بود دریں عالم | زِ صیدِ اُو دگراں را ہمہ غذا باشد

اس جہان میں اس کی زندگی شیر کی زندگی کی طرح ہوتی ہے یعنی دوسروں کو اس کے شکار سے غذا میسر آتی ہے

گہے نشاں بنماید زبہرِ دینِ قویم | گہے بمعرکہ جنگش با شقیا باشد

کبھی وہ دینِ اسلام کی خاطر نشان دکھاتا ہے اور کبھی بدبختوں کے ساتھ اسی لڑائی کا معرکہ پیش آتا ہے

بود مظفّر و منصور از خدائے کریم | زِ معضلاتِ شریعت گرہ کُشا باشد

وہ خدائے کریم کی طرف سے مظفّر و منصور ہوتا ہے اور شریعت کی مشکلات کو حل کرنے والا ہوتا ہے

ز مہرِ یارِ ازل بر رخش ببارد نور | زِ شانِ حضرتِ اعلیٰ درو ضیا باشد

اس یارِ ازلی کی محبت کا نُور اس کے چہرہ سے برستا ہے اور اس عالیجناب کی شان کی اس میں چمک ہوتی ہے

کشوفِ اہلِ کشوف از برائے او باشد | ہم از نجوم پے مقدمش صدا باشد

اہلِ کشوف کے کشف اسی کی خاطر ہوتے ہیں اور ستاروں سے بھی اس کی تشریف آوری کی آواز آتی ہے

غرض مقامِ ولایت نشاں نہادارد | نہ ہر کہ دلق بپوشد ز اولیا باشد

غرض ولایت کا مقام بہت سے نشان رکھتا ہے یہ نہیں کہ جو گدڑی پہن لے وہ ولیوں میں شمار ہونے لگے

کلیدِ ایں ہمہ دولت محبّت ست و وفا | خوشا کسیکہ چنیں دولتش عطا باشد

اس ساری دولت کی کنجی محبت اور وفا ہے خوش قسمت ہے وہ جسے ایسی دولت مل جائے

سخن ز فقر بدزدی ہمے تواں گفتن — ولے علامتِ مردانِ رہ صفا باشد

فقر کی باتیں چوری کر کے بھی بیان کی جا سکتی ہیں لیکن اس راہ کے مردوں کی علامت صدق و صفا ہے

ز مشکلاتِ رہِ راستی چہ شرح دہم — کہ شرطِ ہر قدمے گریہ و بکا باشد

راہِ راست کی مشکلات کی تفصیل میں کیا بیان کروں کہ ہر قدم کے لیے گریہ و زاری لازمی ہے

بسوزد آنکہ نسوزد بصدق در رہِ یار — بمیرد آنکہ گریزندہ از فنا باشد

خدا کرے وہ جل جائے جو دوست کی راہ میں نہیں جلتا خدا کرے وہ مر جائے جو فنا سے بھاگتا ہے

کلاہِ فتح و ظفر ہیچ سر نے یابد — مگر سریکہ پئے حفظِ دیں فدا باشد

کوئی سر فتح و ظفر کا تاج نہیں پہن سکتا سوائے اس کے جو دین کی حفاظت کے لیے قربان ہو

نشانہائے سماوی بر ہیچ کس ندھند — مگر کسیکہ ز خود گم پئے خدا باشد

کسی شخص کو آسمانی نشان نہیں ملتے مگر اسی کو جو خدا کی خاطر فنا ہو جائے

کسے رسد بمقامِ خوارق و اعجاز — کہ در مقامِ مصافات و اصطفا باشد

وہی شخص خوارق اور معجزوں کے درجہ پر پہنچتا ہے جو دوستی اور برگزیدگی کے مقام پر ہو

ضرورت است کہ در دیں چنیں امام آید — چو خلق جاہل و بیدین و مردہ سا باشد

ضرورت ہے کہ دین میں ایسا امام آیا کرے جب خلقت جاہل، بے دین اور مردوں کی طرح ہو جائے

جہانیاں ہمہ ممنونِ منتش باشند — چرا کہ او پنہِ ملت الہدیٰ باشد

اہلِ جہان سب اس کے زیرِ بارِ احسان ہوتے ہیں کیونکہ وہ مذہبِ اسلام کی پناہ ہوتا ہے

اگرچہ تیغ نہ دارد مگر بہ تیغِ دلیل — ہمے درد صفِ قومیکہ نا سزا باشد

اگرچہ وہ تلوار نہیں رکھتا مگر دلیل کی تلوار سے اس قوم کی صفیں الٹ دیتا ہے جو گمراہ ہو

چو پہلواں بدر آید ز نزدِ ربِّ کریم ... بہر دمش مددِ صدق مدّعا باشد

ربِّ کریم کے پاس سے وہ ایک پہلوان کی طرح آتا ہے اور ہر لحظہ اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ صدق کی مدد کرے

چہ دستہا کہ نماید بروزِ کشتی و جنگ ... بایں امید کہ نفسے مگر رہا باشد

کشتی اور لڑائی کے دن وہ بڑھ بڑھ کر ہاتھ دکھاتا ہے صرف اِس اُمید پر کہ کوئی جان نجات پا جائے

ہمیں ست طایفۂ برگزیدگانِ خدا ... ہمیں علامتِ شاں از خدائے ما باشد

یہی خدا کے برگزیدہ لوگوں کی جماعت ہے ہمارے خدا کی طرف سے ان کی یہی نشانیاں مقرر ہیں

بجنگ و حرب گذارند ہر دمیکہ بود ... کہ تا حفاظتِ مردم ز فتنہ ہا باشد

وہ اپنا ہر سانس جنگ اور لڑائی میں گذارتے ہیں تاکہ فتنوں سے لوگوں کی حفاظت ہو

بخیر و عافیتت بگذرد شب اندر خواب ... کہ پاسبانیٔ ایشاں بصد عنا باشد

تیری رات آرام سے نیند میں بسر ہوتی ہے اس لیے کہ وہ بڑی دردمندی سے تیری پاسبانی کرتے ہیں

غلامِ ہمتِ مردانِ کارزار بباش ... کہ امنِ مرد و زن از مردمِ وغا باشد

تو اُن مردانِ کارزار کی ہمت کا غلام بن جا کہ مردانِ جنگ کے طفیل ہی عورتوں اور مردوں کو امن حاصل ہوتا ہے

پناہ بیضۂ اسلام آں جوانمردیست ... کہ خونِ دل ز پئے دینِ مصطفٰےؐ باشد

وہی جوانمرد دینِ اسلام کی پشت و پناہ ہوتا ہے جس کا دل دینِ مصطفٰےؐ کے لیے خون ہوتا ہے

ازیں بود کہ ہمہ اہلِ نیک طینت را ... سرِ نیاز بدرگاہِ شاں فرا باشد

یہی وجہ ہے کہ سب لائق اور نیک فطرت لوگوں کا سرِ عاجزی سے ان لوگوں کی درگاہ پر جھکا رہتا ہے

دماغ و کبر بمردانِ حرب نادانی ست ... کسیکہ کبر کند سخت بے حیا باشد

ان بہادر لوگوں کے مقابل تکبّر اور بڑائی کرنا بے وقوفی ہے جو تکبّر کرتا ہے وہ سخت بے حیا ہے

چہ جائے کبر کہ ایشاں پناہِ بشر اند | طفیل شاں ہمہ عمامہ و قبا باشند

تکبر کا کیا موقعہ ہے کہ وہ تو ہر انسان کی جائے پناہ ہیں انہی کی طفیل سب کی عزتیں محفوظ ہیں

اگر ز مامن شاں یکدمے جدا بشوی | متاع و مایۂ ایماں ز تو جدا باشند

اگر تو ان کی پناہ کی جگہ سے ایک لحظہ بھی جدا ہو تو ایمان کی پونجی اور دولت تجھ سے جدا ہو جائے گی

سر است زیرِ تبر صادقانِ مخلص را | کہ تا رہد سرِ قومیکہ در بلا باشند

ان مخلص راستباز دل کا سر تبر کے نیچے رہتا ہے تاکہ اس قوم کا سر بچ جائے جو مصیبت میں ہو

اصولِ شاں ہمہ ہمدردی ست و مہر و کرم | طریقِ شاں رہِ عجز و سرِ رضا باشند

ان کا اصول محض ہمدردی محبت اور شفقت ہے اور ان کا طریقہ عاجزی اور رضا کی طلب ہے

ہزار جانِ گرامی فدائے آں دل باد | کہ مست و محوِ رضاہائے کبریا باشند

ہزاروں قیمتی جانیں اس ایک دل پر قربان ہوں جو خداوند کبریا کی رضا میں سرشار اور بے خود رہتا ہے

بہ کنجِ خلوتِ پاکاں اگر گذر بکنی | عیاں شود کہ چہ نورے دراں سرا باشند

پاک لوگوں کی خلوت میں اگر تیرا گذر ہو۔ تو تجھے معلوم ہو کہ وہاں کیسے کیسے انوار رہتے ہیں

بدولتِ دو جہاں سر فرو نمے آرند | بعشقِ یار دلِ زارِ شاں دوتا باشند

دونوں جہان کی دولت کی طرف بھی یہ لوگ توجہ نہیں کرتے ان کا دردمند دل محبوب کے عشق میں چور رہتا ہے

مناز با کلہِ سبز و خرقہ پشمیں | کہ زیرِ دلقِ ملمع فریب ہا باشند

سبز کلاہ اور اونی خرقہ پر ناز نہ کر کہ نمائشی گدڑی کے نیچے بہت سے فریب ہوتے ہیں

ز دستِ بازوئے آں مرد خدمتے آید | کہ سوختہ دل و جاں از پئے ہدیٰ باشند

وہی مرد ایسے دست و بازو کے ساتھ خدمت کر سکتا ہے جس کے دل و جان ہدایت کے لیے پرسوز ہوں

کسیکہ دل ز پے خلق سوزدش شب و روز ‏ ‏ ‏ محقق است کہ او خادم الوریٰ باشد

جس کا دل مخلوق کی خاطر دن رات بےچین رہے یہ ثابت شدہ بات ہے کہ وہی لوگوں کا خادم ہوا کرتا ہے

نہیب حادثہ بنیادِ دیں ز جا ببرد ‏ ‏ ‏ اگر ز ملتِ ما ظلِّ شاں جدا باشد

حادثات کی غارتگری دین کی بنیاد کو ہلادے اگر ہمارے مذہب سے ان لوگوں کا سایہ الگ ہوجائے

ازیں بود کہ چو سالِ صدی تمام شود ‏ ‏ ‏ برآید آنکہ بدیں نائبِ خدا باشد

یہی وجہ ہے کہ جب صدی کے سال ختم ہوتے ہیں تو ایسا مرد ظاہر ہوتا ہے جو دین کیلیے خدا کا قائمقام ہوتا ہے

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم ‏ ‏ ‏ کہ او مجدّدِ ایں دین و رہنما باشد

مجھے غیب سے یہ خوشخبری ملی ہے کہ میں وہی انسان ہوں جو اس دین کا مجدّد اور راہ نما ہے

لوائے ما پنہِ ہر سعید خواہد بود ‏ ‏ ‏ ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد

ہمارا جھنڈا ہر خوش قسمت انسان کی پناہ ہو گا۔ اور کھلی کھلی فتح کا نعرہ ہمارے نام پر ہو گا

عجب مدار اگر خلق سوئے ما بدوند ‏ ‏ ‏ کہ ہر کجا کہ غنی مے بود گدا باشد

اگر مخلوقات ہماری طرف دوڑکر آئے تو تعجب نہ کر کہ جہاں دولتمند ہوتا ہے وہاں فقیر جمع ہو جاتے ہیں

گلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید ‏ ‏ ‏ بباغِ ماست اگر قسمتت رسا باشد

وہ پھول جو کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھے گا وہ ہمارے باغ میں ہے اگر تیری قسمت یاور ہو

منم مسیح بہانگِ بلند مے گویم ‏ ‏ ‏ منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ میں ہی مسیح ہوں اور میں ہی اس بادشاہ کا خلیفہ ہوں جو آسمان پر ہے

مقدر است کہ روزے بریں ادیم زمیں ‏ ‏ ‏ ہزار ہا دل و جاں بر رہم فدا باشد

یہ بات مقدر ہو چکی ہے کہ ایک دن اس روئے زمین پر ہزار ہا دل و جان میری راہ میں قربان ہوں گے

زمینِ مردہ ہمی خواست عیسوی انفاس
ز وعظِ بے عملاں خود اثر کجا باشد

مری ہوئی زمین بھی دمِ عیسیٰ کو چاہتی ہے۔ جو آپ بے عمل ہوں ان کے وعظ کا اثر کہاں ہوتا ہے

کشادہ اند درِ فضل گر کنوں نائی
ز نامساعدیٔ بخت نارسا باشد

فضل کے دروازے کھولے گئے ہیں اگر تو اب بھی نہ آئے۔ تو یہ تیری بدبختی کی نحوست ہے

بہرزہ طالبِ آں مہدی و مسیح مباش
کہ کارِ شاں ہمہ خونریزی و وغا باشد

بیہودگی سے تو اس مسیح اور مہدی کا طلبگار نہ ہو۔ جن کا کام سراسر خونریزی اور جنگ ہو گا

عزیزِ من رہِ تائیدِ دیں دگر راہے ست
نہ اینکہ تیغ برآری اگر اِبا باشد

اے میرے عزیز دین کی تائید کا اور ہی رستہ ہے یہ نہیں کہ اگر کوئی انکار کرے تو تو فوراً تلوار نکال لے

چہ حاجت ست کہ تیغ از برائے دیں بکشی
نہ دیں بود کہ بہ خونریزیش بقا باشد

اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ تو دین کی خاطر تلوار کھینچے وہ دین دین نہیں جس کی بنا خونریزی پر ہو

چو دیں مدلّل و معقول و باضیا باشد
کدام دل کہ ازاں مذہبش اِبا باشد

جبکہ دین مدلل معقول اور روشن ہو تو وہ کونسا دل ہو گا جسے ایسے مذہب سے انکار ہو

چو دیں درست بود خنجرے نمے باید
کہ زورِ قولِ موجّہ عجب نما باشد

جب دین صحیح ہو تو اس کے لیے خنجر درکار نہیں کیونکہ با دلائل کلام کی طاقت معجزنما ہوتی ہے

تو از سرائے طبیعت نیامدی بیروں
ازیں ہمہ ہوست جبر با جفا باشد

چونکہ تو ابھی نفسانی خواہشات کے گھر سے نہیں نکلا اس وجہ سے تیری ساری خواہش ظالمانہ جبر کے لیے ہے

ز جبر حجتِ حق بر جہاں نیاید راست
برو دلیل بدہ گر خرد ترا باشد

سچائی کو دنیا میں جبر سے پھیلانا مناسب نہیں۔ اگر تجھے عقل ہے تو جا اور اس کے برخلاف دلائل پیش کر

ز جبر کو کبۂ صدق را شکست آید	ازیں بود کہ رہِ جبر را خطا باشد

جبر سے تو راست بازوں کی جماعت ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے جبر کا طریقہ غلط ہے

بہوش باش کہ جبر است خود دلیلِ گریز	تسلّیٔ دلِ مردم ازیں کجا باشد

خبردار ہو کہ جبر تو خود شکست کی دلیل ہے اس سے لوگوں کے دلوں کی تسلّی کہاں ہوتی ہے

مرا بکفر کنی متہم ازیں گفتار	کہ کفر نزدِ تو ابرار را سزا باشد

تو اس بات کی وجہ سے مجھ پر کفر کا الزام لگاتا ہے کیونکہ تیرے نزدیک نیکوں کو کافر کہنا درست ہے

مگر چہ جائے عجب گر تو اینچنیں گوئی	کہ ہر کہ بے ہنر افتاد ژاژخا باشد

اگر یہ تیرا قول ہے تو کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ جو بے ہنر ہوتا ہے وہ بکواسی ہوتا ہے

بگو ہر آنچہ بگوئی چو خود نمے دانی	کہ ساکنانِ درش را چہ اجتبا باشد

جو چاہے کہہ۔ کیونکہ تجھے علم ہی نہیں کہ اس کے دروازہ پر رہنے والوں کا کتنا بڑا مرتبہ ہے

خوشم بجور کشیدن اگر چہ کشتہ شوم	ازیں کہ ہر عمل و فعل را جزا باشد

میں تو ہر ظلم اٹھانے کو تیار ہوں خواہ قتل ہو جاؤں اس لیے کہ ہر عمل اور کام کی جزا ضرور ملتی ہے

دو چشمِ خویش صفا کن کہ تا رخم بینی	وگرنہ پیشِ تو صد عدل ہم جفا باشد

تو اپنی دونوں آنکھیں صاف کرتا کہ میرا چہرہ دیکھ سکے ورنہ تیری نظر میں تو ہر انصاف بھی ظلم دکھائی دے گا

مرا بریں سخنم اہلِ فضول عیب کند	کہ بے خبر ز رہ و رسمِ دینِ ما باشد

میری اس بات میں وہ فضول گو عیب نکالتا ہے جو ہمارے دین کی راہ و رسم سے بے خبر ہے

کجا است ملہمِ صادق کہ تا حقیقتِ ما	بروعیاں ہمہ از پردہ خفا باشد

ویسا ملہم صادق کہاں ہے کہ جس پر ہماری حقیقت پردۂ حجاب میں سے بھی ظاہر ہو

زمانِ یقظہ بیا مد ہنوز در خوابی　　شنو کہ ہر سحر از ہاتف ایں ندا باشد

جاگنے کا وقت آگیا مگر ابھی تو نیند میں ہے سُن کہ ہر پچھلی رات کو فرشتہ یہی آواز دیتا ہے

بہ علم وفضل وکرامت کسے بما نرسد　　کجاست آنکہ ز اربابِ ادّعا باشد

علم وفضل اور کرامت کے رُو سے کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکتا کہاں ہے وہ شخص جو علم وفضل وکرامت کا مدّعی ہے

ہزار نقد نمائی یکے چو سکۂ ما　　بہ نقشِ خوب وعیار وصفا کجا باشد

تو ہزاروں سکے دکھائے پھر بھی چمک دمک اور کھرا ہونے میں ہمارے سکّہ کی برابری نہیں کر سکتا

مُؤیدیکہ مسیحا دم ست ومہدئ وقت　　بشانِ اُو دگرے کے ز اتقیا باشد

وہ تائید یافتہ شخص جو مسیحا دم اور مہدئ وقت ہے اُس کی شان کو اتقیا میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا

چو غنچہ بود جہانے خموش ومہر بستہ　　من آمدم بنفد و میکہ از صبا باشد

یہ جہان ایک غنچہ کی طرح بند تھا میں اس کے لیے ان برکتوں کو لے کر آیا ہوں جو بادِ صبا لایا کرتی ہے

چہ فتنہ ہا کہ بزادست اندریں ایّام　　کدام راہِ بدی کو در اختفا باشد

اِس زمانہ میں کس قدر فتنے پیدا ہو گئے ہیں اور کونسا راستہ بدی کا ہے جو مخفی ہے

محال ہست کزیں فتنہ ہا شوی محفوظ　　مگر ترا چو بمن گامِ اقتدا باشد

ناممکن ہے کہ تُو اِن فتنوں سے بچ سکے سوائے اس کے کہ تو میری پیروی کرے

کسیکہ سایۂ بالِ ہماش سُود نداد　　ببایدش کہ دو روزے بظلِّ ما باشد

وہ شخص جسے ہُما نے بھی فائدہ نہ دیا ہو اُسے چاہیئے کہ دو دن ہمارے زیر سایہ رہے

مُسلّم است مرا از خدا حکومتِ عام　　کہ من مسیحِ خدائم کہ بر سما باشد

خدا کی طرف سے میری حکومت ثابت ہو چکی ہے کیونکہ میں اُس خدا کا مسیح ہوں جو آسمان پر ہے

بدیں خطاب مرا ہرگز التفات نبود	چہ جرمِ من چو چنیں حکم از خدا باشد

مجھے اس خطاب کا ہرگز کوئی شوق نہ تھا لیکن میرا کیا قصور ہے جب کہ خدا کی طرف سے ایسا ہی حکم ہے

بتاج و تختِ زمیں آرزو نمے دارم	نہ شوقِ افسرِ شاہی بدل مرا باشد

میں کسی زمینی تاج و تخت کی خواہش نہیں رکھتا نہ میرے دل میں کسی بادشاہی تاج کا شوق ہے

مرا بس است کہ ملکِ سما بدست آید	کہ ملک و مِلکِ زمیں را بقا کجا باشد

میرے لیے یہی کافی ہے کہ آسمانی بادشاہت ہاتھ آجائے کیونکہ زمینی ملکوں اور جائدادوں کو بقا نہیں ہے

سوالتم بفلک کردہ اندر روزِ نخست	کنوں نظر بمتاعِ زمیں چرا باشد

جبکہ خدا نے مجھے روزِ اول سے آسمان کے حوالہ کر دیا ہے تو اب دنیاوی پونجی پر میری نظر کیونکر پڑ سکتی ہے

مرا کہ جنتِ علیا ست مسکن و ماویٰ	چرا بمزبلۂ ایں نشیب جا باشد

جب کہ میرا مسکن و ماویٰ جنت الفردوس ہے تو پھر میرا ٹھکانہ اس گڑھے کی کوڑی میں کیوں ہو

اگر جہاں ہمہ تحقیرِ من کند چہ غمے	کہ با من ست قدیر یکہ ذوالعُلیٰ باشد

اگر سارا جہان بھی میری تحقیر کرے تو مجھے کیا غم کیونکہ میرے ساتھ وہ قادر خدا ہے جو بڑی بزرگیوں والا ہے

منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خُدا	منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

میں ہی مسیح وقت ہوں اور میں ہی کلیم خدا ہوں میں ہی وہ محمد اور احمد ہوں جو مجتبیٰ ہے

نہ بلعم است کہ بدتر ز بلعم اس ناداں	کہ جنگِ او بکلیمِ حق از ہوا باشد

نہ صرف بلعم ہے بلکہ بلعم سے بھی بدتر وہ نادان ہے جس کی لڑائی خدا کے کلیم کے ساتھ ہوائے نفس کے ماتحت ہو

ازاں قفس بہ پریدیم بردل کرد دُنیا نام	کنوں بکنگرۂ عرش جائے ما باشد

میں اُس پنجرہ سے نکل کر اُڑ چکا ہوں جس کا نام دُنیا ہے اب تو عرش کے کنگرہ پر ہماری جگہ ہے

مرا بگلشنِ رضوانِ حق شدست گذر | مقامِ من چمنِ قدس و اصطفا باشد

اللہ تعالےٰ کی رضا کے باغ میں میرا گذر ہوا ہے۔ میرا مقام برگزیدگی اور تقدس کا چمن ہے

کمالِ پاکی وصدق وصفا کہ گم شدہ بود | دوبارہ از سخن و وعظِ من بپا باشد

پاکیزگی اور صدق و صفا کا کمال جو معدوم ہوگیا تھا وہ دوبارہ میرے کلام اور وعظ سے قائم ہوا ہے

مرنج از سخنم ایکہ سخت بے خبری | کہ اینکہ گفتہ ام از وحیِ کبریا باشد

اے وہ شخص جو بالکل بیخبر ہے میری بات سے ناراض نہ ہو کہ جو میں نے کہا ہے یہ خدا کی وحی سے کہا ہے

کسیکہ گم شدہ از خود بنورِ حق پیوست | ہر آنچہ از دہنش بشنوی بجا باشد

جو شخص اپنی خودی کو چھوڑ کر خدا کے نور میں جا ملا اس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات حق ہوگی

نیامدم پئے جنگ وکارزار و جہاد | غرض ز آمدنم درسِ اتقا باشد

میں جنگ و جدال اور جہاد کے لیے نہیں آیا میرے آنے کی غرض تو تقویٰ کا سبق پڑھانا ہے

بخاکِ ذلت ولعنِ کسان رضا دادیم | بدیں غرض کہ بر نیستی بقا باشد

ہم ذلت کی خاک اور لوگوں کی لعنتوں پر راضی ہوگئے اس لیے کہ نیستی کا پھل بقا ہوا کرتا ہے

درونِ من ہمہ پُر از محبتِ نوریست | کہ در زمانِ ضلالت از و ضیا باشد

میرا باطن اس نور کی محبت سے بھرپور ہے جس سے گمراہی کے زمانہ میں روشنی ہوا کرتی ہے

بجز اسیریِ عشقِ رخش رہائی نیست | بدردِ اُو ہمہ امراض را دوا باشد

اُس کے چہرہ کے عشق کی قید کے سوا کوئی آزادی نہیں اور اس کا درد ہی سب بیماریوں کا علاج ہے

عنایتِ کرمش پرورد مرا ہر دم | بہ بینی اش اگرت چشمِ خویش وا باشد

اس کا فضل و کرم ہر وقت میری پرورش کرتا ہے اگر تیری آنکھیں کھلی ہیں تو تجھے یہ بات نظر آجائے گی

بکارخانۂ قدرت ہزارہا نقش اند
مگر تجلیِ رحماں ز نقشِ ما باشد

قدرت کے کارخانے میں ہزاروں نقش ہیں۔ مگر رحمن کا جلوہ صرف ہمارے نقش سے نظر آتا ہے

بیامدم کہ رہِ صدق را درخشانم
بدلستاں برم آں را کہ پارسا باشد

میں اس لیے آیا ہوں کہ صدق کی راہ کو روشن کروں اور دلبر کے پاس اُسے لے چلوں جو نیک و پارسا ہے

بیامدم کہ در علم و رشد بکشایم
بخاک نیز نمایم کہ در سما باشد

میں اس لیے آیا ہوں کہ علم و ہدایت کا دروازہ کھولوں اور اہلِ زمیں کو وہ چیزیں دکھاؤں جو آسمانی ہیں

ترا نمے رسد انکارِ ما کہ نامردی
تو با زناں بنشیں گر ترا حیا باشد

تجھے ہمارے انکار کا حق نہیں کیونکہ تو نامرد ہے تو عورتوں کے ساتھ بیٹھ اگر تجھے کچھ شرم ہے

گداز شد دل و جانم پئے حمایتِ دیں
ہنوز چشمِ تو کور ایں چہ اعتدا باشد

میرے جان و دل دین کی حمایت کے لیے گداز ہو گئے مگر تیری آنکھ اب بھی اندھی ہے یہ کیا ظلم ہے!

ترا چہ غم اگر ایں دیں رہِ عدم گیرد
کہ ہر دمت دلِ بریاں پئے ہوا باشد

تجھے کیا فکر۔ اگر دین معدوم ہو جائے۔ کیونکہ تیرا دل تو ہر لحظہ حرص و ہوا کے لیے کباب ہو رہا ہے

تو خود ز علتِ بیگانگی شدی مہجور
وگرنہ از درِ اُو ہر طرف صلا باشد

تو بے تعلقی کی وجہ سے خود ہی دور ہو گیا ورنہ خدا کے دروازہ سے تو بلانے کی آواز ہر طرف جاتی ہے

چرا شکایتِ رحماں کنی بہ نادانی
تو صاف باش کہ تا زاں طرف صفا باشد

تو رحمان کی شکایت نادانی کی وجہ سے کیوں کرتا ہے تو پاکباز بن تا کہ اُدھر سے بھی صفائی کا سلوک ہو

چنیں زمانہ چنیں دور ایں چنیں برکات
تو بے نصیب روی وہ چہ ایں شقا باشد

ایسا وقت ایسا زمانہ اور ایسی ایسی برکتیں! پھر بھی اگر تو بے نصیب رہے تو اس بدبختی پر کیا تعجب ہے

بہ بیں کہ نور بریں خانہ ام ہمے بارد — مگر چگونہ ببینی اگر عما باشد

دیکھ تو سہی میرے اس گھر پر نور برس رہا ہے لیکن اگر تو نابینا ہو تو کیونکر دیکھ سکتا ہے

ترا کہ ہمچو زناں کارِ زینت ست و ہوا — چگونہ در دلِ تو میلِ اہتدا باشد

تو جس کا کام عورتوں کی طرح صرف زینت اور دنیا کی ہوس ہے تیرے دل میں ہدایت کی رغبت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے

فدائے بازوئے آناں ہزار زاہد باد — کہ جانِ شاں برہِ دینِ حق فدا باشد

اُن لوگوں کے ایک بازو پر ہزار زاہد قربان ہوں جن کی جان دینِ حق پر فدا ہے

گرفتگانِ محبتؔ۔ مسخرانِ جمال — روندگان رہے کاں رہِ فنا باشد

وہ خدا کی محبت کے اسیر اور اس کے حسن کے پجاری ہیں اور اس راہ پر چلنے والے ہیں جو فنا کا راستہ ہے

امامِ وقت ہماں پہلوانِ میدانست — کہ تیغ بر سر و سر پیشِ آشنا باشد

امامِ وقت میدانِ کارزار کا وہی پہلوان ہے جس کے سر پر تلوار ہے اور سر خدا کے حضور میں ہے

چہ ساں تو قدر شناسی خصالِ مرداں را — کہ خصلتت ہمہ چوں خصلتِ نسا باشد

تو جوانمردوں کے اخلاق کی قدر کیا پہچان سکتا ہے کہ تیری تو سب خصلتیں عورتوں کی سی ہیں

جہان و جاہِ جہاں نزدِ شاں چناں ہیچ ست — کہ پیشِ چشمِ تو یک خس زِ بوریا باشد

اُن کے نزدیک دُنیا اور دُنیا کی عزت ایسی حقیر ہے جیسے تیری نظر میں بوریے کا ایک تنکا

قمر مقابلہ بارُوئے شاں نیارد کرد — کہ نورِ اُو ز خور ایں نورِ از خدا باشد

چاند اُن کے منہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ اُس کا نور سورج سے ہے اور ان کا نور خدا سے

بحضرتِ صمدے آبروے ہمے دارند — دعائے گریۂ شاں خارقِ السما باشد

یہ لوگ بارگاہِ خداوندی میں صاحبِ عزت ہیں اور ان کی آہ و زاری کی دعا آسمان کو چیر دیتی ہے

بدستِ ہفت فلک مثلِ شاں نمے بینم — اگرچہ ہر فلکے چشمۂ ضیا باشد

میں ساتوں آسمانوں میں کسی کو ان کا مثیل نہیں دیکھتا خواہ ہر آسمان نور کا چشمہ ہی کیوں نہ ہو

رمد زِ صحبتِ شاں جذبہ ہائے تاریکی — دمد ز گلشنِ شاں آنچہ دلکشا باشد

اُن کی صحبت کے باعث گناہ کے جذبات کافور ہوجاتے ہیں اور ان کے چمن میں وہ بہار جوش مارتی ہے جو دل کو فرحت دینے والی ہے

ہزار جہد کنی زر نگردد ایں مسِ نفس — مگر بدوستیٔ شاں کہ کیمیا باشد

تو ہزار کوشش کر یہ نفس کا تانبا سونا نہیں بنے گا گر اُن کی دوستی سے جو کیمیا کا اثر رکھتی ہے ایہ بات ہو سکتی ہے

اگر تو خود بگریزی وگرنہ ممکن نیست — کہ سایۂ کرمِ شاں زِ تو جدا باشد

اگر تو آپ ہی اُن سے بھاگے تو خیر ورنہ یہ ناممکن ہے کہ اُن کی مہربانی کا سایہ تجھ سے الگ ہوجائے

غبارِ حرص و ہوا را بزیرِ پا بکنند — کہ ترکِ دوست ز بہرِ ہوا جفا باشد

یہ لوگ حرص و ہوا کے غبار کو پیروں میں مسل ڈالتے ہیں کہ اپنی خواہش کی خاطر دوست کو چھوڑنا ظلم ہے

مرا مربّیٔ من زیں گروہ خود کرد است — بجذبہ کہ نہ حدّش نہ انتہا باشد

میرے مربّی نے مجھے اس اپنے گروہ میں داخل کیا ہے ایسے جذبہ کے ساتھ جس کی حد نہ انتہا نہیں ہے

دو چشمِ خلق ببیند چو ماہ پرتوِ من — بشرطِ آنکہ زِ ہر پردہ رہا باشد

خلقت کی آنکھیں میری روشنی کو چاند کی طرح دیکھ سکتی ہیں بشرطیکہ حجابوں سے نجات حاصل ہو

ہزار گونہ نشانہائے صدق بنمایم — بشرطِ آنکہ بصبر امتحانِ ما باشد

میں انہیں ہزاروں قسم کے نشانات دکھاؤں گا بشرطیکہ صبر سے ہمارا امتحان کیا جائے

فلک قریبِ زمیں شد ز بارشِ برکات — کجاست طالبِ حق تا یقیں فزا باشد

برکتوں کی بارش کی کثرت سے فلک زمین کے نزدیک آگیا خدا کا طالب کہاں ہے تا کہ اُس کا یقین بڑھے

کجا دلے کہ درو خشیتِ خدا باشد ۔ کجاست مردمِ چشمیکہ باحیا باشد

ایسا دل کہاں ہے جس میں خدا کا خوف ہو اور ایسی پُتلی آنکھ کی کہاں ہے جس میں شرم و حیا ہو

بجاہ و منصبِ دنیا منازاے ہشیار ۔ کہ ایں تنعّم و عیشت نہ دائما باشد

دنیاوی عزت اور عہدوں پر اے سمجھدار انسان ناز نہ کر کہ تیرا یہ عیش و آرام دائمی نہیں ہے

چو خواب بگذرد ایں وقت خوش کہ میداری ۔ طمع مدار کہ ایں حال را بقا باشد

تیرا یہ اچھا زمانہ خواب کی طرح گذر جائے گا یہ امید مت رکھ کہ یہ حال ہمیشہ اسی طرح باقی رہے گا

نماز مے کنی و قبلہ را نمے دانی ۔ ندانمت چہ غرض زیں نماز ہا باشد

تو نماز پڑھتا ہے مگر قبلہ مقصود سے غافل ہے میں نہیں جانتا کہ ایسی نمازوں کا کیا فائدہ ہے

ز دیدہ خوں بچکاند سماعِ قصّہ حشر ۔ بشرطِ آنکہ بدل خشیتِ خدا باشد

حشر کا ذکر سننے سے آنکھیں خون آلودہ ہو جاتی ہیں بشرطیکہ دل میں خدا کا خوف ہو

بنفسِ تیرہ تمنائے وصلِ او ہیہات ۔ رسد ہماں بخدا کو ز خود فنا باشد

نفسِ بیاہ کے ساتھ خدا کے وصل کی آرزو! افسوس کی بات ہے خدا تک تو وہی پہنچتا ہے جو اپنے آپ کو اس کی راہ میں فنا کر دے

قدم بمنزلِ روحانیاں بنہ کہ جز ایں ۔ جہان و کارِ جہاں جملہ ابتلا باشد

روحانی لوگوں کی منزل میں قدم رکھ کر بغیر اس کے دنیا اور دنیا کے سب کام ابتلا ہی ابتلا ہیں

چہ جائے خوابِ خوش و امن و عیش و عافیت است ۔ نہنگِ مرگ چو ہر لحظہ در قفا باشد

یہ آرام کی نیند اور امن اور عیش و عشرت کی جگہ کب ہے جبکہ موت کا گرمچھ ہر وقت پیچھے لگا ہوا ہے

کشادِ کار بدل بستن است در محبوب ۔ چہ خوش رخے کہ گرفتارِ او رہا باشد

محبوب سے دل لگانے میں ساری کامیابی ہے کیا حسین چہرہ ہے جس کا قیدی آزاد ہے

هزار شکر کہ من روئے یارِ خود دیدم — چشیدم آں ہمہ کاں لذّتِ لقا باشد

ہزار شکر کہ میں نے اپنے یار کا منہ دیکھ لیا اور وہ سب مزے چکھ لیے جن میں لقا کی لذت ہے

دماغ و کبرِ ہمہ منکرانِ دیں شکنم — من ایستادہ ام اینک دگر کجا باشد

میں منکرانِ دین کے غرور و تکبر کو توڑ رہا ہوں تو میں حاضر ہوں میرے مقابل پر کوئی دوسرا کہاں ہے؟

چو مہرِ انور و تاباں ہمے فشانم نور — دگر کجا و چنیں قدرتے کرا باشد

میں روشن اور چمکدار سورج کی طرح نور پھیلا رہا ہوں۔ دوسرا کہاں ہے؟ اور ایسی قدرت کس میں ہے؟

دکارہا کہ کنم و زنشاں کہ بنمایم — عیاں شود کہ ہمہ کارم از خدا باشد

وہ کام جو میں کرتا ہوں اور اُن نشانوں سے جو میں دکھاتا ہوں یہی ظاہر ہوتا ہے کہ میرا سارا کاروبار خدا کی طرف سے ہے

کنوں کہ در چمنِ من ہزار گُل بشگفت — گر از طلب بنشینی عجب خطا باشد

اب جبکہ میرے چمن میں ہزاروں پھول کھل چکے ہیں اگر تو طلب نہ کرے تو سخت غلطی ہو گی

تو عمر خواہ و صبوری کہ آں زماں آید — کہ جلوۂ خورِ ما دافع العما باشد

تو عمر مانگ اور صبر طلب کر حتی کہ وہ وقت آجائے جبکہ ہمارے سورج کی روشنی نابینائی کو دور کرنے والی ہو جائے

گرہ زِ دل بکشا کارِ ما زِ ہوش نگر — کہ عقلِ صاف ہدیت چو دل صفا باشد

دل کی گرہ کھول دے اور ہمارے کام کو غور سے سمجھ اگر تیرا دل صاف ہو گا تو تجھے مصفّٰے عقل بھی ملے گی

ترا چہ شد کہ بماتم نشستۂ نالاں — کہ موسمے ست کہ ہم مرغ در نوا باشد

تجھے کیا ہوا کہ سوگ میں نالاں و نالاں بیٹھا ہے حالانکہ موسم تو ایسا ہے کہ ہر پرندہ چہچہا رہا ہے

زِ فکرِ تفرقہ باز آکہ موسمے آمد — کہ اجتماعِ ہمہ اہل و اتقیا باشد

تفرقہ اندازی کا خیال چھوڑ دے کہ اب وقت آگیا ہے کہ تمام اہل اللہ اور متقی لوگوں کو جمع کیا جائے

ارادۂ ازلی ایں زمان ووقت آورد
توچیستی کہ زِ تو ردِ ایں قضا باشد

خدا کا ازلی ارادہ یہ زمانہ اور یہ وقت لایا ہے تو ہے کیا چیز کہ اس قضا و قدر کو پلٹ دے

مرو بہ بے خردی نزدِ ما بیا و نشیں
کہ ظلِّ اہلِ صفا موجبِ شفا باشد

بے وقوفی سے چلا نہ جا بلکہ ہمارے پاس آکر بیٹھ کہ اہل اللہ کا سایہ شفا کا موجب ہوا کرتا ہے

مقیمِ حلقۂ ابرار باش روزے چند
مگر عنایتِ قادر گرہ کُشا باشد

کچھ دن نیکوں کے حلقہ میں آکر بسر کر شاید اُس قادر کی مہربانی تیری گرہ کو کھول دے

زہے خجستہ زمانے کہ سوئے ما آئی
زہے نصیب تو گر شوق والتجا باشد

وہ کیسا اچھا زمانہ ہوگا جب تو ہماری طرف آئے گا تب ہے قسمت اگر تجھے شوق اور آرزو پیدا ہو جائے

چہ جور ہا کہ تو بر نفسِ خود کنی ہیہات
ہزار حیف بریں فطنت و ذکا باشد

افسوس کس قدر مظالم تو اپنی جان پر کر رہا ہے ایسے ذہن اور سمجھ پر ہزار افسوس،

چہ حاجتست کہ رنجے کشی بتالیفات
کہ امتحانِ دُعاگو ہم از دُعا باشد

کیا ضرورت ہے کہ تو کتابیں تصنیف کرنے کی تکلیف اٹھائے کیونکہ دعاگو کا امتحان بھی دعا ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے

بحقِ یار کہ ہرگز نہ رتبتے خواہم
مگر اعانتِ اسلام مدعا باشد

خدا کی قسم میں ہرگز کوئی عزت اور مرتبہ نہیں چاہتا میرا مطلب تو صرف تائیدِ اسلام ہے

سیاہ باد رُخِ بختِ من اگر بہ دلم
دگر غرض بجز از یار آشنا باشد

میری قسمت کا منہ کالا ہو اگر میرے دل میں سوائے خدا کے اور کوئی غرض ہو

رہِ خلاص کجا باشد آں سیہ دل را
کہ با چنیں دلِ من در پئے جفا باشد

اُس سیاہ دل انسان کو نجات کیونکر مل سکتی ہے جو میرے جیسے دل والے پر ظلم کرنے کے درپے ہو

چو سیلِ دیدۂ ما ہیچ سیل و طوفاں نیست | بترس زیں کہ چنیں سیل پیشِ پا باشد

ہماری آنکھ کے سیلاب کی طرح کا اور کوئی سیلاب نہیں اس بات سے ڈر کہ کہیں یہ سیلاب تیرے سامنے ہی نہ ہو

ز آہِ زمرۂ ابدال بایدت ترسید | علی الخصوص اگر آہِ میرزا باشد

تجھے ابدالوں کی جماعت کی آہوں سے ڈرنا چاہیئے ۔ خصوصاً اگر مرزا (غلام احمد) کی آہ ہو

(تریاق القلوب صفحہ ۱ تا ۸ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

آسمان و مہر و خورشید شہادت دادند | تا تو تکذیب ز نادانی و غفلت نکنی

آسمان اور چاند سورج نے گواہی دے دی تا کہ تو نادانی اور غفلت کی وجہ سے میری تکذیب نہ کرے

چوں ترا نصرتِ حق نیست چو اخیار نصیب | شرطِ انصاف نباشد کہ ز حق دم نزنی

جب تجھے نیکوں کی طرح خدا کی مدد حاصل نہیں ہے تو انصاف سے بعید ہے کہ تو حق پر ہونے کا دعویٰ کرے

(تریاق القلوب صفحہ ۹۰)

جہاں را دل ازیں طاعون دو نیم ست | نہ ایں طاعون کہ طوفانِ عظیم ست

دنیا کا دل اس طاعون کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا یہ طاعون نہیں بلکہ طوفانِ عظیم ہے

بیا بشتاب سوئے کشتئ ما | کہ ایں کشتی از آں ربِّ علیم ست

جلدی سے ہماری کشتی کی طرف آجا ۔ کہ یہ کشتی خدائے علیم کی طرف سے ہے

(کشتی نوح صفحہ ٹائیٹل مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

نشاں اگرچہ نیست در اختیارِ کس بودست | مگر نشاں بدہم از نشاں زِ دادارم
اگرچہ نشان کسی کے اختیار میں نہیں ہوتے مگر میں خدا کی طرف سے ایک نشان کا پتہ بتاتا ہوں
کہ آں سعید ز طاعون نجات خواہد یافت | کہ جُست و جُست پناہے بچار دیوارم
یعنی وہی خوش قسمت شخص طاعون سے نجات پائے گا جو جھپٹ کر میری چار دیواری کے اندر پناہ لیگا
مرا قسم بخداوندِ خویش و عظمتِ اُو | کہ ہست ایں ہمہ از وحیٔ پاک گفتارم
مجھے اپنے مالک کی اور اس کی بزرگی کی قسم ہے کہ میری یہ سب باتیں خدا پاک کی وحی سے ہیں
چہ حاجتست بہ بحثِ دگر ہمیں کافیست | برائے آنکہ سیہ شد دلش زِ انکارم
کسی اور بحث کی کیا ضرورت ہے اس شخص کے لیے جس کا دل میرے انکار کی وجہ سے تاریک ہو چکا ہو یہی بات کافی ہے
اگر دروغ برآید ہر آنچہ وعدۂ من | رواست گر ہمہ خیزند بہرِ پیکارم
جو وعدہ میں کرتا ہوں اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو بے شک جائز ہے کہ سب مجھ سے لڑنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں

(کشتیٔ نوح صفحہ ۷۰)

آں جوانمرد و حبیب کردگار | جوہرِ خود کرد آخر آشکار
اُس جوانمرد اور خدا کے پیارے نے آخر کار اپنا جوہر ظاہر کر دیا
نقد جاں از بہرِ جاناں باختہ | دل ازیں فانی سرا پرداختہ
معشوق کے لیے نقد جان لُٹا دیا اور اس فانی گھر سے دل کو ہٹا لیا
پُر خطر ہست ایں بیابانِ حیات | صد ہزاراں اژدہائش در جہات
یہ زندگی کا میدان نہایت پُر خطر ہے اس میں ہر طرف لاکھوں اژدہے موجود ہیں

صد ہزاراں آتشے تا آسماں
صد ہزاراں سیل خونخوار و دماں

لاکھوں شعلے آسمان تک بلند ہیں اور لاکھوں خونخوار اور تیز سیلاب آ رہے ہیں

صد ہزاراں فرسنگے تا کوئے یار
دشتِ پُر خار و بلائش صد ہزار

کوچۂ یار میں لاکھوں کوس تک کانٹوں کے جنگل ہیں اور اُن میں لاکھوں بلائیں موجود ہیں

بنگر ایں شوخی انساں شیخِ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

اُس شیخ عجم کی یہ شوخی دیکھ۔ کہ اُس نے بیابان کو ایک ہی قدم میں طے کر لیا

ایں چنیں باید خُدا را بندۂ
سر پئے دلدار خود افگندۂ

خدا کا بندہ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ جو دلبر کی خاطر اپنا سر جھکا دے

او پئے دلدار از خود مُردہ بود
از پئے تریاق زہرے خوردہ بود

وہ اپنے محبوب کے لیے اپنی خودی کو فنا کر چکا تھا تریاق حاصل کرنے کے لیے اُس نے زہر کھایا تھا

تا نہ نوشد جامِ ایں زہرے کسے
کے رہائی یابد از مرگ آں خسے!

جب تک کوئی اس زہر کا پیالہ نہیں پیتا تب تک حقیر انسان موت سے کیونکر نجات حاصل کر سکتا ہے

زیرِ ایں موت است پنہاں صد حیات
زندگی خواہی بخور جامِ ممات

اس موت کے نیچے سینکڑوں زندگیاں پوشیدہ ہیں اگر تو زندگی چاہتا ہے تو موت کا پیالہ پی

تو کہ گشتی بندۂ حرص و ہوا
ایں طلب در نفسِ دُونِ تو کجا!

تو چونکہ حرص و ہوا کا غلام بنا ہوا ہے اس لیے تیرے ذلیل دل میں یہ طلب کہاں؟

دل بدیں دُنیائے دُوں آویختی
آبرو از بہرِ عصیاں ریختی!

تو نے اس ذلیل دنیا سے اپنا دل لگایا اور گناہ کی خاطر اپنی عزت برباد کر دی

صد ہزاراں فوجِ شیطاں در پست	تا بسوزد در جہنم چوں خست

شیطان کی لاکھوں فوج تیرے پیچھے لگی ہوئی ہے تاکہ تجھے مثل خس بھوسں کی طرح دوزخ میں جلا دے

از پئے اُمید یا بہرِ خطر!	مے شود ایمانِ تو زیر و زبر

کسی امید یا خوف کی وجہ سے تیرا ایمان زیر و زبر ہو جاتا ہے

از برائے ایں سرائے بے وفا	مے نہی دینِ خُدا را زیرِ پا!

اس بے وفا دنیا کی خاطر تو خدا کے دین کو پَیروں تلے مسلتا ہے

دیں بود دینِ فدائے آں نگار	اے سیہ باطن ترا با دیں چہ کار

دین تو وہ دین ہے جو اس محبوب کے فدائی کا دین ہے اے بدباطن شخص تجھے دین سے کیا واسطہ؟

پست ہستی لافِ استعلا مزن	وز گلیمِ خویش بیروں پا مزن

تو ذلیل ہے بہت شیخیاں نہ مار اور اپنی گدڑی سے باہر پاؤں نہ پھیلا

خویشتن را نیک اندیشیدۂ	اے ہداک اللہ چہ بد فہمیدۂ

تو اپنے تئیں نیک سمجھتا ہے خدا تجھے ہدایت نصیب کرے تیرا خیال کیسا غلط ہے؟

خوش نہ گردد دلستاں از قیل وقال	تا نمیری زندگی باشد محال

وہ دلبر محض باتوں سے خوش نہیں ہوتا جب تک تو موت قبول نہیں کرے گا زندگی ملنی محال ہے

کبر و کیں را ترک کُن اے بد خصال	تا بتابد بر تو نُورِ ذوالجلال

اے بدخصلت انسان تکبر اور دشمنی کو چھوڑ تاکہ تجھ پر خدائے ذوالجلال کا نور پڑے

اینچنیں بالا ز بالا چوں پری	یا مگر زاں ذاتِ بیچوں منکری

تو اتنا اونچا اونچا کیوں اڑتا ہے؟ شاید کہ تو اُس بے مثل ذات کا منکر ہے؟

کاخِ دُنیا را چہ دیدا ستی بنا | کت خوش افتاد ست ایں فانی سرا

دنیا کے محل کی کیا (مضبوط) بنیاد تونے دیکھ لی کہ تجھے یہ سرائے فانی اچھی لگنے لگی

دل چرا عاقل بہ بندد اندریں | ناگہاں باید شدن بیروں ازیں

عقلمند اس میں دل کیوں لگائے جبکہ یکدم کسی روز اس سے باہر نکل جانا پڑیگا

از پئے دُنیا بریدن از خُدا | بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا

دنیا کی خاطر خدا سے قطع تعلق کر لینا بس یہی بدبختوں کی نشانی ہے

چوں شود بخشایشِ حق بر کسے | دل نمے ماند بدنیایش بسے

جب کسی پر خدا کی مہربانی ہوتی ہے تو پھر اس کا دل دنیا میں نہیں لگتا

خوشترش آید بیابانِ تپاں | تا درو نالد ز ہجرِ دلستاں!

اُس کو تپتا ہوا صحرا پسند آتا ہے تاکہ وہاں اپنے محبوب کے حضور میں گریہ وزاری کرے

پیش از مُردن بمیرد حق شناس | زانکہ محکم نیست دُنیا را اساس

عارف انسان تو مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے۔ کیونکہ دُنیا کی بنیاد مضبوط نہیں ہے

ہوش کُن ایں جائیگہ جائے فناست | باخدا مے باش چوں آخر خداست

خبردار ہو کہ یہ مقام فانی ہے باخدا ہو جا۔ کیونکہ آخر خدا ہی سے واسطہ پڑتا ہے

زہرِ قاتل گر بدستِ خود خوری | من چساں دانم کہ تو دانشوری

اگر تو خود ہی مہلک زہر کھالے تو میں کیونکر خیال کروں کہ تو عقلمند ہے

بیں کہ ایں عبد اللطیفِ پاک مرد | چوں پئے حق خویشتن بر باد کرد

دیکھ کہ اس پاک انسان عبد اللطیف نے کس طرح سے خدا کے لیے اپنے تئیں فنا کر دیا

جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است	تاکنوں در سنگہا افتادہ است

اُس نے وفاداری کے ساتھ اپنی جان اپنے محبوب کو دے دی اور اب تک وہ پتھروں کے نیچے دبا پڑا ہے

ایں بود رسم و رہِ صدق و وفا	ایں بود مردانِ حق را انتہا!

راہ صدق و وفا کا یہی طور و طریق ہے اور یہی مردانِ خدا کا آخری درجہ ہے

از پئے آں زندہ از خود فانی اند	جاں فشاں بر مسلکِ ربانی اند

اُس زندہ خدا کی خاطر انہوں نے اپنی خودی کو فنا کر دیا اور الٰہی طریقہ پر جاں نثار کرنے والے بن گئے

فارغ افتادہ ز نام و عزّ و جاہ	دل زِ کف و ز فرق افتادہ کلاہ

ننگ و ناموس اور جاہ و عزت سے لاپرواہ ہو گئے دل ہاتھ سے جاتا رہا اور ٹوپی سر سے گر پڑی

دُور تر از خود بہ یارے آمیختہ	آبرو از بہرِ روئے ریختہ!

خودی سے دُور اور یار سے وابستہ ہو گئے کسی حسین چہرہ کے لیے عزت قربان کر دی

ذکرِ شاں ہم مے دہد یاد از خدا	صدق ورزاں در جنابِ کبریا

اُن کا ذکر بھی خدا کی یاد دلاتا ہے۔ وہ خدا کی بارگاہ میں وفادار ہیں

گر بجوئی ایں چنیں ایماں بود	کار بر جویندگاں آساں بود

اگر تو تلاش کرتا ہے تو یاد رکھ کہ ایمان ایسا ہوا کرتا ہے تلاش کرنے والوں کیلئے کام آسان ہو جاتا ہے

لیک تُو افتادہ در دُنیا اسیر	تا نمیری کے رہی زیں دار و گیر

لیکن تو دنیا کی محبت میں گرفتار ہے جب تک نہ مرے گا اس جھگڑے سے کس طرح نجات پائے گا

تا نہ میری اے سگِ دُنیا پرست	دامنِ آں یار کے آید بدست

اے دنیا پرست کتے جب تک تجھ پر موت نہ آئے گی تب تک اُس یار کا دامن کس طرح ہاتھ آئے گا

نیست فتوتا بہ توفیضانے رسد | جاں بیفشاں تا دگر جانے رسد

اپنی ہستی کو فنا کردے تا کہ تجھ پر فیضانِ الٰہی نازل ہو جان قربان کر۔ تاکہ تجھے دوسری زندگی ملے

تو گذاری عمرِ خود در کبر و کیں! | چشم بستہ اندرہِ صدق و یقیں

تُو تو اپنی عمر تکبر اور کینہ میں بسر کر رہا ہے اور صدق و یقین کے راستہ سے آنکھ بند کر رکھی ہے

نیک دل با نیکواں دارد سرے | بہ گہر نعف مے زند بدگوہرے

نیک دل انسان نیکوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ مگر بد اصل آدمی موتی پر بھی تھوکتا ہے

ہست دیں تخمِ فنا را کاشتن | وز سرِ ہستی قدم برداشتن

دین کیا ہے۔ فنا کا بیج بونا اور زندگی کو ترک کر دینا

چوں بیفتی با دو صد درد و نفیر | کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر

جب تو سینکڑوں دردوں اور چیخوں کے ساتھ گر پڑتا ہے تو پھر ضرور کوئی کھڑا ہو جاتا ہے کہ تیرا مددگار ہو جائے

باخبر را دل تپد بر بے خبر | رحم بر کورے کند اہلِ بصر

نادان کے لیے دانا آدمی کا دل تڑپتا ہے اور آنکھوں والے اندھے پر ضرور رحم کرتے ہیں

ہمچنیں قانونِ قدرت او فتاد | مر ضعیفاں را قوی آرد بیاد

اسی طرح قانونِ الٰہی بھی واقع ہوا ہے کہ قوی کمزوروں کو ضرور یاد کرتا ہے

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۸ تا ۶۰ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

الہامی مصرع

خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود

خوش ہو جا کہ انجام اچھا ہوگا

(البدر ۱۷ دسمبر ۱۹۰۳ء)

بہر دمم ز دل و جاں وصفِ یارِ خود بکنم | من آں نیم کہ تغافل ز کارِ خود بکنم
میں ہر دم دل و جان سے اپنے خدا کی تعریف کرتا ہوں میں وہ نہیں ہوں کہ اپنے کام سے غفلت کروں

بہر زماں بدلم ایں ہوس ہمے جوشد | کہ ہر چہ ہست نثارِ نگارِ خود بکنم
ہر وقت میرے دل میں یہ شوق جوش مارتا ہے کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے وہ اپنے محبوب پر قربان کروں

اگرچہ در رہِ جاناں چو خاک گردیدم | دلم تپد کہ فدایش غبارِ خود بکنم
اگرچہ میں محبوب کی راہ میں خاک کی طرح ہو گیا ہوں مگر میرا دل تڑپتا ہے کہ اپنا غبار بھی اس پر فدا کر دوں

روم بگلشنِ دلدادگاں کزاں باغم | چرا بکوچۂ غیرے قرارِ خود بکنم
میں عاشقوں کے گلشن میں جاتا ہوں اس باغ کو چھوڑ کر میں کسی غیر کے کوچہ میں کیوں اپنا مسکن بناؤں

رسید مژدہ کہ ایامِ نوبہار آمد | زمانہ را خبر از برگ و بارِ خود بکنم
مجھے خوشخبری ملی ہے کہ پھر موسم بہار آ گیا تا کہ زمانہ کو میں اپنے پھلوں اور پتوں کی خبر کر دوں

تعلقاتِ دلآرامِ خویش بنمایم | ہمائے اوجِ سعادت شکارِ خود بکنم
اور اپنے محبوب کے تعلقات کا اظہار کروں اور ہمائے اوج سعادت کو اپنا شکار بناؤں

بگوش ہوش شنو از من اے مکفرِ من | کہ من گواہ بدیں کردگارِ خود بکنم
اے میرے مکفر ہوش سے یہ میری بات سن۔ کہ میں اس پر اپنے خدا کو گواہ کرتا ہوں

زِ فکرِ تفرقہ باز آ بآشتی پردازا | وگرنہ گریہ بہ غمگسارِ خود بکنم
تفرقہ پردازی کے ارادہ سے باز آ اور صلح کر لے ورنہ میں اپنے خدا کے سامنے آہ و زاری کروں گا

عمارتِ ہمہ دو نال خراب خواہم ساخت | اگر زِ چشم رواں آبشارِ خود بکنم
میں ان سب نالائقوں کی عمارت کو برباد کر کے رکھ دوں گا اگر میں اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک چشمہ جاری کر دوں

مقیم بر سرِ راہے نشستہ ام ہر دم ۔۔۔ کہ تا گذارشِ عرضے بیارِ خود بکنم

میں تو ہر وقت ایک رستہ پر بیٹھا ہوں تا کہ اپنے خدا کے حضور اپنی التجا پیش کروں

بروئے یار کہ از بہرِ قوم مے سوزم ۔۔۔ مگر دلش چو دلِ ریش و زارِ خود بکنم

خدا کی قسم میں اپنی قوم کی خیر خواہی میں جل رہا ہوں تا کہ قوم کے دل کو بھی اپنے زخمی اور نالاں دل کی طرح کر دوں

(الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۴ء)

الہامی مصرع

اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویراں کردی

بہت سے دشمنوں کے گھر ہیں جو تو نے برباد کر دیئے ہیں

(البدر ۱۶ اپریل ۱۹۰۴ء)

اے محبت عجب آثارِ نمایاں کردی ۔۔۔ زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی

اے محبت تو نے عجیب رنگ دکھلائے تو نے یار کی راہ میں زخم اور مرہم برابر کر دیئے

ہمہ مجموعِ دو عالم تو پریشاں کردی ۔۔۔ ہمہ عشاق تو سرگشتہ و حیراں کردی

دونوں جہان کے مجموعہ کو تو نے پراگندہ کر دیا اور سب عاشقوں کو تو نے دیوانہ اور حیران کر دیا

ذرّہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید ۔۔۔ اے بسا خاک کہ تو چوں مہِ تاباں کردی

ایک تجلّی سے تو ذرّہ کو سورج بنا دیتی ہے اور بہت دفعہ ہماری طرح کی خاک کو تو نے چمکتا ہوا چاند بنا دیا

وہ چہ اعجاز نمودی بیکے جلوۂ فیض ۔۔۔ درِ رفتن بزدی آمدن آساں کردی

واہ وا! تو نے کیسا معجزہ دکھایا کہ فیضان کی ایک تجلّی سے جانے کا دروازہ بند کر دیا اور آنا آسان کر دیا

ہوشمندانِ جہاں را تو کنی دیوانہ	اے بسا خانۂ عقلت کہ تو ویراں کردی

دنیا کے عقلمندوں کو تو دیوانہ بنا دیتی ہے اور بہت سے عقلمندی کے گھروں کو تو نے ویران کر دیا

جانِ خود کس ندہد بہر کسے از صدق و وفا	راست ایں است کہ ایں جنس تو ارزاں کردی

کوئی کسی کے لیے اپنی جان عشق اور وفاداری کے ساتھ نہیں دیتا لیکن سچ یہ ہے کہ اس جنس کو تو نے بہت سستا کیا ہے

بر تو ختم است ہمہ شوخی و عیاری و ناز	ہیچ عیار نباشد کہ نہ نالاں کردی

شوخی چالاکی اور ناز سب تجھ پر ختم ہیں۔ کوئی ہوشیار آدمی ایسا نہ ہو گا جسے تو نے رُلا نہ دیا ہو

ہر کہ در ہجرت اُفتاد تو بریاں کردی	ہر کہ آمد برِ تو شاد تو گریاں کردی

جو تیرے آتشدان میں گرا تو نے اُسے بھون ڈالا جو تیرے پاس خوش خوش آیا تو نے اُسے رُلا کر چھوڑا

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم	اے جنوں گردِ تو گردم کہ چہ احساں کردی

میں بھی جب تک دیوانہ نہ ہو گیا میرے ہوش ٹھکانے نہ ہوئے۔ اے جنونِ عشق تجھ پر قربان! تو نے کتنا احسان کیا

اے تپِ عشق بایزد کہ بدیں خونخواری	کافرستی مگرم مردِ مسلماں کردی

اے تپِ عشق خدا کی قسم اس خونخواری کے باوجود۔ اگرچہ تو کافر ہے لیکن مجھے تو نے مسلمان بنا دیا

ہمہ جا شورِ تو بینم چہ حقیقت چہ مجاز	سینۂ مشرک و مسلم ہمہ بریاں کردی

میں سب جگہ تیرا ہی شور دیکھتا ہوں خواہ حقیقت ہو یا مجاز۔ تُو نے تو مشرک اور مومن سب کے سینے جلا ڈالے

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند	لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

وہ مسیح جس کا مقام آسمان پر بیان کرتے ہیں تو نے مہربانی فرمائی کہ اسی زمین میں سے مجھے وہی مسیح بنا دیا

(البدر ۱۶ اپریل ۱۹۰۳ء)

چہ شیریں یادِ تُست اے دلستانم	چہ شیرینی فدایت باد جانم

اے میرے محبوب تیری یاد کیسی میٹھی ہے۔ میری جان تجھ پر قربان تو آپ بھی کیسا شیریں ہے

تواں برداشتن دست از دو عالم	اگر آئی بدست اے جانِ جانم

دونوں جہان سے دست بردار ہونے کو تیار ہوں۔ اگر اے جان سے پیارے تُو مل جائے

تا شود پیر کودکے ناداں	پیر باشد گذشتہ از دوراں

جب تک چھوٹا بچہ بوڑھا ہو۔ بوڑھا دنیا سے گذر جاتا ہے

ایں چنیں رسمِ ایں جہاں اُفتاد	تف براں کس کہ دل براں بنہاد

اس دنیا کی رسم یہی ہے اس شخص پر افسوس جس نے اس سے دل لگایا

(الحکم ۳۰ر اپریل ۱۹۰۴ء)

ایں ہمہ وحی است از ربّ السماء	کافرم گر ایں نباشد از خُدا

یہ سب وحی آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اگر یہ خدا کی طرف سے نہ ہو تو میں کافر ہوں

وحیِ حق است ایں ز نورِ ذاتِ پاک	صادقیم و بر سرِ کذّاب خاک

یہ خدائے پاک کے نور کی سچی وحی ہے اس بات میں ہم سچے ہیں اور جھوٹے کے سر پر خاک

(الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۴ء)

الہامی مصرع

رسید مژدہ کہ ایّام نو بہار آمد

مجھے خوشخبری پہنچی ہے کہ نئی بہار کے دن آگئے ہیں

(البدر یکم دسمبر ۱۹۰۴ء)

کے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانے بود	پس بگرید بر رہِ شاں آنکہ گریانے بود

انسان کی پرستش سوائے نادان کے کون کرسکتا ہے پس ان لوگوں کے مذہب پر جسے رونا ہو وہ رو لے

آں خداوندیکہ نامش ہست بر ہر برگ ثبت	ہر کہ جوید آں خدا را او مسلمانے بود

وہ خدا جس کا نام ہر پتے پر نقش ہے۔ جو اس خدا کو ڈھونڈتا ہے وہی مسلمان ہوتا ہے

(الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۵ء)

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں	شد ظہورِ وعدہ ہائے انبیاءِ مرسلیں

آسمان نشان برساتا ہے اور زمین الوقت کہتی ہے نبیوں اور پیغمبروں کے وعدے ظہور میں آگئے

تا بکے جنگ و نبرد و کارزارت با خدا	اے سیہ باطن بترس از خشمِ ربّ العٰلمین

کب تک تیری جنگ اور کارزار خدا کے ساتھ رہے گی۔ اے بد باطن رب العالمین کے قہر سے ڈر

(اشتہار الدعوت ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء)

الہامی مصرع

امن است در مکانِ محبت سرائے ما

ہمارے مکان میں جو محبت کا گھر ہے امن ہی امن ہے

(بدر ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء)

کے تواں کردن شمارِ خوبیٔ عبدالکریم ‏ ‏ ‏ آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم

عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جا سکتی ہیں۔ جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان دی

حامیٔ دیں آنکہ یزداں نامِ اُو لیڈر نہاد ‏ ‏ ‏ عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم

وہ دینِ اسلام کا حامی تھا اس کا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دینِ متین کا خزانہ

صدق ورزید و بصدقِ کامل و اخلاصِ خویش ‏ ‏ ‏ موردِ رحمت شد اندر درگہِ ربِّ علیم

اُس نے سچائی کو اختیار کر لیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کی وجہ سے ربِّ علیم کی درگاہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا

گرچہ جنسِ نیکواں ایں چرخ بسیار آورد ‏ ‏ ‏ کم بزاید مادرے باایں صفا دُرِّ یتیم

اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت لاتا رہتا ہے۔ مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے

مدتے در آتشِ نیچر فرو اُفتادہ بود ‏ ‏ ‏ ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

ایک مدت تک وہ نیچریت کی آگ میں پڑا رہا مگر اس کی یہ کرامت دیکھ کہ آگ سے سلامت نکل آیا

زیں عجب تر آنکہ اُو در صحبتم در چند روز ‏ ‏ ‏ مظہرِ اسرارِ حق شد عارفِ رازِ قدیم

اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ وہ میری چند روز کی صحبت میں اسرار الٰہی کا مظہر اور ازلی رازوں کا عارف ہو گیا

گوہرش چوں آب و تابے داشت از فہمِ رسا　　ہر چہ ما گفتیم داخل شد دراں طبعِ فہیم

اُس کی فطرت چونکہ فہمِ رسا کی آب و تاب رکھتی تھی اس لیے جو کچھ بھی ہم کہتے تھے وہ اس کی زیرک طبیعت میں داخل ہوتا جاتا تھا

دل بدرد آمد زہجرِ آنچنیں یکرنگ دوست　　لیک خوشنودیم بر فعلِ خداوندِ کریم

اگرچہ ایسے یک رنگ دوست کی جدائی سے دل کو تکلیف ہے۔ لیکن ہم خداوند کریم کے فعل پر راضی ہیں

آہ روزِ چارشنبہ بود بر ما سخت تر　　زاں آتشِ سوزاں چو از ما شد جدا یارِ صمیم

آہ۔ بدھ کا دن ہم پر بہت سخت تھا۔ جلانے والی آگ سے بھی زیادہ۔ جب ہمارا دلی دوست ہم سے جُدا ہو گیا

داغِ ہجراں داد در ہفت و چہل از عمرِ خویش　　ماہِ شعباں بود چوں پیش آمد ایں فزعِ الیم

اُس نے اپنی عمر کے سینتالیسویں سال میں ہم کو جدائی کا داغ دیا۔ شعبان کا مہینہ تھا جب یہ دردناک مصیبت پیش آئی

ایں صدی کز بدر ماند با وصافِ کمال　　بود زو بست و سوم روزِ وقتِ ایں حشرِ عظیم

یہ صدی جو اپنے کمالات کے باعث بدر سے مشابہ ہے اس قیامت کبریٰ کے وقت اس صدی کا تیئسواں سال تھا

۱۳۲۳

مشربش چوں بود اخلاص و وفا و اتقا　　شد وصالش ہم دریں تاریخ از فضلِ حکیم

چونکہ اس کا مذہب اخلاص۔ وفا اور تقویٰ تھا اس لیے اُس کا وصال بھی خدا کے فضل سے اسی تاریخ کو ہوا

اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار　　داخلش کُن از کمالِ فضل در بیت النعیم

اے خدا اُس کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اسے جنّت میں داخل کر دے

نیز ما را از بلاہائے زماں محفوظ دار　　تکیہ گاہِ ما توئی اے قادر و ربِّ رحیم

نیز ہمیں زمانہ کی بلاؤں سے محفوظ رکھ۔ اے قادر اور رحیم خدا تو ہی ہمارا سہارا ہے

اخبار البدر ۹ فروری ۱۹۰۶ء　　(نقل از کتبہ حضرت مولوی عبدالکریم رضؓ

نوشتہ ۱۹۰۵ء)

الہامی مِصرع

رہا گوسفندانِ عالی جناب

بارگاہِ عالی کی بکریاں رہا ہو گئیں

(بدر ۱۳؍اکتوبر ۱۹۰۵ء)

الہامی شعر

رسید مژدہ کہ آں یارِ دلپسند آمد	رسید مژدہ کہ دیوار از میاں برخاست

یہ اچھی خبر آئی کہ وہ پیارا دوست آگیا۔ خوشی کی بات ہے کہ درمیان سے دیوار اُٹھ گئی

(بدر ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

الا اے کہ ہشیاری و پاک زاد	پئے حرصِ دُنیا مدہ دیں بباد

خبردار! اے وہ جو سمجھ دار اور نیک فطرت ہے کہ دُنیا کے لالچ کے پیچھے دین کو برباد نہ کر

بدیں دارِ فانی دلِ خود مبند	کہ دارد نہاں را غش صد گزند

اس فانی دنیا سے اپنا دل نہ لگا۔ کہ اس کے آرام میں سینکڑوں دُکھ پوشیدہ ہیں

اگر باز باشد تُرا گوشِ ہوش	زِ گورت ندائے در آید بگوش

اگر تیرے ہوش کے کان کُھلے ہوں۔ تو تجھے اپنی قبر سے یہ آواز سنائی دے

کہ اے طعمۂ من پس از چند روز	پئے فکرِ دُنیائے دوں کم بسوز

کہ چند روز کے بعد اے میرے لقمے۔ تو اس ذلیل دُنیا کے غم میں نہ جلا کر

ہر آں کو بدنیائے دُوں مبتلا است	گرفتارِ رنج و عذاب و عنا است

ہر وہ شخص جو ذلیل دُنیا کے پیچھے پڑا ہے۔ وہ رنج۔ عذاب اور تکلیف میں گرفتار ہے

برست آنکہ بر موت دارد نگاہ	بریدہ زِ دنیا دو دیدہ براہ

جو موت کی طرف نظر رکھتا ہے وہی آزاد ہے۔ دُنیا سے کٹ کر اس کی دونوں آنکھیں انتظار میں لگی ہیں

سفر کردہ پیش از سفر سوئے یار	کشیدہ زِ دُنیا ہمہ رخت و بار

مرنے سے پہلے وہ یار کی طرف سفر کر گیا۔ اور دُنیا سے اپنا سب سامان اور اسباب نکال کر الگ کر لیا

پئے دارِ عقبےٰ کمر بستہ چست	رہا کردہ سامانِ ایں خانہ سُست

آخرت کے لیے اپنی کمر کس کر باندھ لی۔ اور اس نکمے گھر کا سامان چھوڑ دیا

چو کارِ حیات است کارے نہاں	ہماں بہ کہ دل بگسلی زیں مکاں

چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اس لیے یہی مناسب ہے کہ تو اس مکان سے دل کو چھڑا لے

جہنم کزو داد فرقاں خبر	ہمیں حرصِ دنیا ست جانِ پدر

وہ جہنم جس کی خبر قرآن نے دی ہے اے عزیز! وہ یہی دُنیا کی حرص ہے

چو آخر زِ دُنیا سفر کردن است	بروزے ازیں رہگذر کردن است

جب آخر کار دنیا سے سفر کرنا پڑے گا اور ایک دن اس راہ سے گذر جانا ہو گا

چرا عاقلے دل بہ بندد دراں	کہ تا گر وزد برگلِ او خزاں

تو پھر عقلمند اس سے دل کیوں لگائے۔ جب یک دم اس کے پھولوں پر خزاں کی ہوا چلے گی

بدیں قحبہ بستن دلِ خود خطا است	کہ ایں دشمنِ دین و صدق و صفا است

اپنا دل اس آوارہ عورت (دنیا) سے لگانا غلطی ہے کیونکہ یہ دین اور صدق و صفا کی دشمن ہے

چہ حاصل ازیں دلستانِ دو رنگ ۔۔۔ کہ گاہے بصلحت کُشد گہ بجنگ!

اس دو رنگی معشوق سے کیا حاصل ہوگا۔ جو کبھی تجھے صلح کر کے قتل کرتا ہے کبھی لڑائی کر کے

چہا دل نہ بندی بداں دلستاں ۔۔۔ کہ مہرش رہاند زِ بندِ گراں

تو اس محبوب سے اپنا دل کیوں نہیں لگاتا کہ جس کی محبت قیدِ شدید سے آزاد کر دیتی ہے

بروبفکرِ انجام کن اے غوی! ۔۔۔ زِ سعدی شنو گر زِ من نشنوی

اے گمراہ شخص جا۔ اور اپنی عاقبت کی فکر کر۔ اگر تو میری بات نہیں سنتا تو سعدی کی بات ہی سن لے

عروسی بوُد نوبتِ ماتمت ۔۔۔ اگر بر نکوئی بود خاتمت!

(یعنی یہ کہ) تیرے ماتم کا وقت شادی بن جائے۔ اگر تیرا خاتمہ نیکی پر ہو تو تیری موت کا وقت (بجائے ماتم کے) خوشی کی گھڑی ہو

(الوصیت صفحہ ۲۰ مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

الہامی مصرع

تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد[1]

کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء)

[1] سعدی کا مصرع ہے

اے سرو جان و دل و ہر ذرّہ ام قربانِ تو ۔۔۔ بردلم بکشا زِ رحمت ہر درِ عرفانِ تو

اے وہ کہ تجھ پر میرا سر، جان، دل اور ہر ذرّہ قربان ہے میرے دل پر اپنی رحمت سے اپنی معرفت کا ہر دروازہ کھول دے

فلسفی کو عقل می جوید ترا دیوانہ ہست	دُور تر ہست از خردہا آں رہِ پنہانِ تو

فلسفی دیوانہ ہے جو تجھے عقل کے زور سے ڈھونڈتا ہے۔ تیرا پوشیدہ راستہ عقلوں سے بہت دُور ہے

از حریمِ تو ازیناں ہیچکس آگہ نشد	ہر کہ آگہ شد شد از احسانِ بے پایانِ تو

ان لوگوں میں سے تیری بارگاہ کا کوئی بھی واقف نہیں جو بھی واقف ہوا وہ تیرے بے حد احسانات کی وجہ سے ہوا

عاشقانِ روئے خود را ہر دو عالم میدہی	ہر دو عالم ہیچ پیشِ دیدۂ غلمانِ تو

تو اپنے عاشقوں کو دونوں جہان بخش دیتا ہے۔ لیکن تیرے غلاموں کی نظر میں دونوں جہان ہیچ ہیں

یک نظر فرما کہ تا کوتہ شود جنگ و جدال	خلق محتاج است سوئے جذبۂ برہانِ تو

مہربانی کی نظر فرما تا کہ جنگ و جدل ختم ہو۔ مخلوقات تو تیرے دلائل کی کشش کی محتاج ہے

یک نشاں بنما کہ تا نورت درخشد در جہاں	تا شود ہر منکرِ ملت محامد خوانِ تو

ایک نشان دکھا تا کہ تیرا نُور دُنیا میں چمکے اور تا کہ ہر منکرِ اسلام تیرا ثنا خواں ہو جائے

گر زمین زیر و زبر گردد ندارم ہیچ غم	غم ہمیں دارم کہ گم گردد رہِ رخشانِ تو

اگر زمین زیر و زبر ہو جائے تو مجھے کچھ غم نہیں۔ مجھے تو یہی غم ہے کہ کہیں تیری روشن راہ گم نہ ہو جائے

گفتگو و بحث در دیں دردِ سر بسیار ہست	قصہ کوتہ کُن بآیاتِ عظیم الشانِ تو

دین کے معاملہ میں گفتگو اور بحث بڑی دردسری ہے۔ تو عظیم الشان نشانات دکھا کر قصہ مختصر کر دے

از زلازل جنبشے دہ فطرتِ اغیار را	تا گرآیند ترساں سوئے آں ایوانِ تو

دشمنوں کی فطرت کو زلزلہ دکھا کر ہلا ڈال۔ تا کہ وہ ڈر کر تیری درگاہ کی طرف آ جائیں

چشمۂ رحمت رواں کُن در لباسِ زلزلہ	تا بکے سوزد بغم ایں بندۂ گریانِ تو

زلزلے کے پردہ میں رحمت کا چشمہ جاری کر۔ یہ تیرا گریہ و زاری کرنے والا بندہ کب تک غم میں جلا کرے
(چشمۂ مسیحی صفحہ ما قبل آخر)

چو دَور خسروی آغاز کردند ؏ الہامی ؏ مسلماں را مسلماں باز کردند

جب (ہمارا) شاہی زمانہ شروع ہوا تو مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان کیا گیا

مقامِ اُو مبیں از راہِ تحقیر ؏ الہامی ؏ بدورانش رسولاں ناز کردند

اُس کے درجہ کو تحقیر کی نظر سے نہ دیکھ۔ کہ رسولوں نے اس کے زمانے پر ناز کیا ہے

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء)

مرا نہ زہد و عبادت نہ خدمت و کارے است ؏ ہمیں مرا است کہ جانم رہینِ دلدارے است

میرے پاس نہ زہد ہے نہ عبادت نہ خدمت نہ اور کوئی کام صرف ایک بات ہے کہ میری جان اس دلدار کے پاس گرو پڑی ہوئی ہے

چہ لذتے است برویش کہ جاں فدایش باد ؏ چہ راحتے است بکویش اگرچہ خوں بارے است

اس کے چہرہ میں ایسی لذت ہے کہ جان اس پر قربان ہے اس کی گلی میں عجب لطف ہے اگرچہ وہاں خون کی بارش ہوتی ہے

مسیحِ وقت مرا کرد آنکہ دید ایں حال ؏ ببیں دلائلِ دعوی اگرچہ بیکارے است

خدا نے جب ہمارا یہ حال دیکھا تو مجھے مسیح الزمان بنا دیا اب تو میرے دعوے کے دلائل دیکھ گو تیرے نزدیک یہ بیکار

دوائے عشق نخواہم کہ آں ہلاکِ ماست ؏ شفائے ما بہمیں رنج و درد و آزارے است

میں عشق کا علاج نہیں چاہتا کیونکہ اس میں ہماری ہلاکت ہے ہماری شفا تو اسی رنج و درد اور بیماری میں ہے

رسالہ تشحیذ الاذہان یکم ستمبر ۱۹۰۶ء

دیگر

اگر مردی رہِ مولیٰ طلب کُن ؏ چہ نالی روز و شب از بہرِ مُردار

اگر تو مرد ہے تو مولیٰ کا راستہ طلب کر اس مردار (دُنیا) کے پیچھے دن رات کیا روتا رہتا ہے

نے رنجم گر اکنوں سر بہ پیچند	کہ ترکِ رسم و رہ کارے است دشوار

اگر وہ اب مجھ سے منہ موڑ لیں تو میں ناراض نہیں کیونکہ رسم و رواج کا چھوڑنا بہت مشکل کام ہے

فلک را ایں کہ مہر و مہ سیہ شد	زمیں طاعوں بر آرد بہرِ انذار

آسمان کو دیکھ کر سورج اور چاند سیاہ ہو گئے (خسوف کسوف سے) اور زمین ڈرانے کے لیے طاعون پیدا کر رہی ہے

(رسالہ تشحیذ الاذہان ستمبر ۱۹۰۶ء)

الہامی مصرع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

مصیبت تو آ گئی تھی مگر خیریت گذری

(الحکم ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

یک نظر سوئے فلک کن یک نظر سوئے زمیں	باز در آئینۂ انصاف روئے یار بیں

ایک نظر آسمان کو دیکھ اور ایک نظر زمین پر ڈال پھر انصاف کے آئینہ میں دوست کا چہرہ دیکھ

آسماں چندیں نشاں از بہرِ تصدیقم نمود	ہم زمیں الوقت میگوید بفریاد و انیں

آسمان نے بہت نشان میری تصدیق کے لیے دکھائے اور زمین بھی فریاد اور زاری سے الوقت[ل] کہہ رہی ہے

صد ہزاراں فتنہ ہا ہر سو سرے برداشتہ	مے وزد ہر طرف بادِ سہمناک و سہمگیں

ہر طرف لاکھوں فتنوں نے سر اٹھایا ہے اور ہر سُو خوفناک اور پُرخطر آندھی چل رہی ہے

ل یعنی یہی وقت ہے

سیدِ پاکاں محمدؐ آنکہ محبوبِ خدا است	خود ہمے دانی چہ گوید در جنابش ہر لعیں

پاکوں کا سردار محمدؐ جو خدا کا محبوب ہے تو خود جانتا ہے کہ ہر مردود اس کی شان میں کیا بکواس کر رہا ہے

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۰۷ء)

اے گرفتارِ ہوا در ہمہ اوقاتِ حیات	با چنیں نفس سیہ چوں رسدت زور عونے

اے وہ جو ہمیشہ ہوا و ہوس کا قیدی ہے ایسے سیہ باطن نفس کے ہوتے تجھے خدا کی مدد کیونکر پہنچ سکتی ہے

گر تواں صدق بورزی کہ بورزید کلیم	عجبے نیست اگر غرق شود فرعونے

ہاں اگر تو وہ صدق اختیار کرے جو موسٰی نے اختیار کیا تھا تو پھر تعجب نہیں کہ کوئی فرعون غرق ہو جائے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

کس بہر کسے سر ندہد جاں نفشاند	عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

کوئی کسی کے لیے سر نہیں کٹواتا نہ جان قربان کرتا ہے عشق ہی ہے جو یہ کام بڑی وفاداری سے کروا دیتا ہے

عشق است کہ در آتشِ سوزاں بنشاند | عشق است کہ بر خاکِ مذلّت غلطاند

عشق ہی ہے جو بھڑکتی آگ میں بٹھا دیتا ہے۔ عشق ہی ہے جو ذلّت کی خاک پر لٹا دیتا ہے

بے عشق دلے پاک شود من نہ پذیرم | عشق است کہ ایں دام بیکدم برہاند

میں نہیں مان سکتا کہ بغیر عشق کے دل پاک ہو سکتا ہے عشق ہی ہے جو یکدم اس قید سے رہائی دلا دیتا ہے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۳ و ۲۰۴)

از بندگانِ نفس رہِ آں یگاں مپرس | ہر جا کہ گرد خاست سوارے دراں بجو

خداوند کا راستہ نفس کے غلاموں سے نہ پوچھ۔ جہاں مٹی اٹھتی ہو وہیں سوار کو تلاش کر

آں کس کہ ہست از پے آں یار بیقرار | رو صحبتش گزیں و قرارے دراں بجو

جو شخص اس دوست کے لیے بے قرار ہے جا اُس کی صحبت اختیار کر اور اُس سے تسکین حاصل کر

بر آستانِ آنکہ زِ خود رفت بہرِ یار | چوں خاک باش و مرضیِ یارے دراں بجو

اس شخص کے آستانہ پر جس نے یار کے لیے اپنے تئیں فنا کر رکھا ہے تو خاک ہو کر پڑا رہ اور اسی طرح یار کی مرضی ڈھونڈ

مرداں بہ تلخ کامی و حرقت بدو رسند | حرقت گزیں و فتح حصارے دراں بجو

جوانمرد تلخی اور سوزش پلکھ کر اُس تک پہنچتے ہیں تو بھی سوز اختیار کر اور فتح اس میں ڈھونڈ

بر مسندِ غرور نشستن طریق نیست | ایں نفسِ دُوں بسوز و نگارے دراں بجو

غرور کی مسند پر بیٹھنا ٹھیک نہیں تو اس ذلیل نفس کو جلا دے اور پھر خدا کو تلاش کر

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۴)

الہامی شعر

ہر چہ باید نو عروسی را ہمہ ساماں کنم
وانچہ درکارِ شما باشد عطائے آں کنم

جو کچھ نئی شادی کے لیے ضرورت ہے میں وہ سب سامان کروں گا اور جو تمہیں درکار ہو گا وہ بھی عطا کروں گا

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۴۶)

آنکہ گوید ابنِ مریم چوں شدی
ہست او غافل ز رازِ ایزدی

جو شخص یہ کہتا ہے کہ تو ابن مریم کس طرح بن گیا وہ خدائی راز سے غافل ہے

آں خدائے قادر و ربّ العباد
در براہیں نامِ من مریم نہاد

اس قادر خدا اور ربّ العباد نے براہین احمدیہ میں میرا نام مریم رکھا تھا

مدتے بودم برنگِ مریمی
دست نا دادہ بہ پیرانِ زمی

میں ایک مدت تک مریم کے رنگ پر رہا یعنی مشائخ زمانہ کے ہاتھوں میں ہاتھ نہیں دیا

ہمچو بکرے یافتم نشو و نما
از رفیقِ راہِ حق نا آشنا!

میں نے ایک کنواری لڑکی کی طرح پرورش پائی۔ اور کسی عارف کامل سے میری شناسائی نہ تھی

بعد ازاں آں قادر و ربّ مجید
روحِ عیسیٰ اندراں مریم دمید

اس کے بعد اس قادر اور مجید خدا نے اُسی مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی

پس بہ نفخش رنگِ دیگر شد عیاں
زادز اں مریم مسیحِ ایں زماں

پھر اس نفخ کے بعد ایک اور رنگ ظاہر ہوا۔ یعنی اُس مریم سے اس زمانے کا مسیح پیدا ہوا

زیں سبب شد ابنِ مریم نام من | زانکہ مریم بود اوّل گام من
میرا نام ابنِ مریم اس لیے ہوا۔ کہ مریم بننا میرا پہلا قدم تھا
بعد ازاں از نفخِ حق عیسٰی شدم | شد زِ جائے مریمی برتر قدم
پھر میں خدائی نفخ کے سبب سے عیسٰی ہوگیا اور مقام مریمی سے میرا قدم اُونچا ہوگیا
ایں ہمہ گفت است ربّ العالمین | گر نمے دانی براہیں را ببیں
یہ سب باتیں ربّ العالمین کی فرمودہ ہیں اگر تجھے علم نہیں تو براہین احمدیہ کو دیکھ
حکمتِ حق رازہا دارد بسے | نکتۂ مستور کم فہمد کسے
خدائی حکمت میں بہت بھید ہوتے ہیں ان باریک نکتوں کو لوگ کم سمجھتے ہیں
فہم را فیضانِ حق باید نخست | کار بے فیضاں نمے آید درست
فہم کے لیے پہلے خدا کا فیضان درکار ہے۔ بغیر فیض الٰہی کے کوئی کام ٹھیک نہیں بیٹھتا
گر نداری فیضِ رحماں را پناہ | ظلمتے در ہر قدم داری براہ
اگر تو رحمان کے فیض کی پناہ نہیں رکھتا تو تیرے رستہ کے ہر قدم پر اندھیرا ہی اندھیرا ہے
فیضِ حق را با تضرع کُن تلاش | ہاں مرو چوں توسنے آہستہ باش
تو گریہ وزاری کرکے خدا کا فیض تلاش کر۔ گھوڑے کی طرح بھاگا نہ چلا جا۔ آہستہ چل
اے پئے تکفیرِ ما بستہ کمر | خانہ ات ویراں تو در فکرِ دِگر
اے وہ شخص جس نے ہماری تکفیر پر کمر باندھ رکھی ہے تیرا اپنا گھر تو برباد ہو رہا ہے مگر تو اوروں کی فکر میں ہے
صد ہزاراں کفر در جانت نہاں | رو چہ نالی بہرِ کفرِ دیگراں
لاکھوں کفر تو تیری اپنی ہی جان میں چھپے ہوئے ہیں دُور ہو تو اوروں کے کفر پر کیا روتا ہے

خیز و اوّل خویشتن را کن درست — نکتہ چیں را چشم مے باید نخست

اُٹھ اور پہلے اپنے تئیں ٹھیک کر خود نکتہ چین کی اپنی آنکھ پہلے درست ہونی چاہیئے

لعنتی گر لعنتے بر ما کند — او نہ بر ما خویش را رسوا کند

کوئی مردود اگر ہم پر لعنت کرے وہ لعنت ہم پر نہیں پڑتی بلکہ وہ اپنے تئیں بدنام کرتا ہے

لعنتِ اہلِ جفا آساں بود — لعنت آں باشد کہ از رحماں بود

ظالموں کی لعنت ملامت کا برداشت کرنا آسان ہے اصل لعنت تو وہ ہے جو رحمان کی طرف سے آتی ہے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۹-۳۴۰)

چہ شیریں منظری اے دلستانم — چہ شیریں خصلتی اے جانِ جانم

اے میرے محبوب تو کیسا خوبصورت ہے اور اے میرے خدا تو کیسا شیریں خصلت ہے

چو دیدم روئے تو دل در تو بستم — نماندہ غیرِ تو اندر جہانم

جب میں نے تیرا منہ دیکھا تو تجھ سے دل لگا لیا اور دنیا میں تیرے سوا میرا کوئی نہ رہا

تواں برداشتن دست از دو عالم — مگر ہجرت بسوزد استخوانم

دونوں جہان سے دست برداری ممکن ہے مگر تیرا فراق میری ہڈیاں تک جلا دیتا ہے

در آتش تن بآسانی تواں داد — ز ہجرت جاں رود با صد فغانم

آگ کے اندر بدن آسانی سے ڈالا جا سکتا ہے مگر تیری جدائی سے میری جان آہ و فغاں کرتی ہوئی نکلتی ہے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۴۲-۳۴۳)

چوں مرا حکم از پئے قوم مسیحی دادہ اند — مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

جب مجھے عیسائی قوم کی اصلاح کے لیے حکم دیا گیا ہے تو اسی مصلحت سے میرا نام بھی ابن مریم رکھا گیا ہے

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں — ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

آسمان سے نشانات کی بارش ہو رہی ہے اور زمین الوقت کہہ رہی ہے یہ دونوں گواہ میری تصدیق کے لیے کھڑے ہیں

بے ضرورت نامدم نے آمدم در غیر وقت — در من از جہل و تعصب قوم من افتادہ اند

نہ تو میں بے ضرورت آیا ہوں اور نہ بے وقت میری قوم جہالت اور تعصب کی وجہ سے مجھ سے لڑائی کر رہی ہے

سوئے من اے بدگماں از بدگمانیہا مبیں — فتنہ ہا بنگر چہ قدر اندر ممالک زادہ اند

اے بدگمان، بدظنی سے میری طرف نہ دیکھ فتنوں کی طرف دیکھ کہ کس قدر ہر ملک میں پیدا ہو گئے ہیں

چوں زمیں بکشود بار اں صد در فسق و فساد — پس درے از بہر ایں از آسماں بکشادہ اند

اے دوستو جب زمین نے سینکڑوں فسادوں کے دروازے کھول دیئے تو ایک دروازہ آسمان پر سے بھی کھولا گیا ہے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۲)

مرد میداں باش و حالِ ما ببیں — نصرت آں ذوالجلالِ ما ببیں

مرد میدان بن اور ہمارا حال دیکھ۔ نیز ہمارے اُس ذوالجلال کی مدد دیکھ

طعنہ ہا بے امتحاں نامردی است — امتحاں کن پس مآلِ ما ببیں

بغیر امتحان کے طعنے دینا نامردی ہے۔ امتحان کر پھر ہمارا نتیجہ اور انجام دیکھ

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۰)

اے کہ آید از خدا آید بدو نصرت دواں	خدمتِ او مے کنند شمس و قمر چوں چاکراں
جو خدا کی طرف سے آتا ہے اس کی طرف نصرت الٰہی دوڑتی ہوئی آتی ہے	چاند اور سورج نوکروں کی طرح اس کی خدمت کرتے ہیں
صادقاں را از خدا نورے عنایت میشود	عشقِ آں یارِ ازل مے تابد اندر روئے شاں
صادقوں کو خدا کی طرف سے ایک نور ملتا ہے	اور اس یارِ ازلی کا عشق ان کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے
از پئے ہمدردیِ دنیا مصیبت مے کشند	خادمانِ بے اجرت اند و پردہ پوشانِ جہاں
وہ دنیا کی ہمدردی کے لیے مصیبتیں اٹھاتے ہیں	بے تنخواہ کے نوکر ہیں اور دنیا کے پردہ پوش
از گروہِ اہلِ نخوت لاابالی مے زیند	بادشاہانِ دو عالم بے نیاز از حاسداں
وہ متکبر لوگوں سے بے پرواہ ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں	وہ دونوں جہان کے بادشاہ ہیں اور حاسدوں سے بے نیاز
دل سپردن دلستاں را سیرتِ ایشاں بود	جاں ہمے دادند بہرِ آں دلارا وقتِ امتحاں

دل محبوب کے حوالے کر دینا ان کا شیوہ ہے اور آزمائش کے وقت وہ اس محبوب کی خاطر جان دے دیتے ہیں

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

الہامی مصرع

حالیا مصلحتِ وقت دراں مے بینم

اب میں مصلحتِ وقت اسی میں دیکھتا ہوں

(بدر ۱۸ جولائی ۱۹۰۷ء)

الہامی مصرع

آید آں روزے کہ مستخلص شود

وہ دن قریب ہے جب اُسے خلاصی حاصل ہوگی

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء)

الہامی مصرع

ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت

اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو

(الحکم ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

الہامی شعر

دبدبۂ خسرویم شُد بلند زلزلہ در گورِ نظامی فگند

میری بادشاہی کا دبدبہ بلند ہوا۔ نظامی کی قبر میں زلزلہ پڑ گیا

(اخبار بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء)

الہامی مصرع

از خُدا یابند مردانِ خُدا

خدا کے بندے خدا سے ہی حاصل کرتے ہیں

(بدر ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء)

الہامی مصرع

مباش ایمن از بازئ روزگار [۱]

گردشِ روزگار سے بے خوف نہ رہ

(بدر ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء)

تو مردانِ آں راہ چوں بنگری	کہ از کینہ و بغض کور و کری

تو اُس راہ کے مردوں کو کس طرح دیکھ سکتا ہے کہ تُو تو کینہ اور عداوت کے مارے اندھا اور بہرا ہو رہا ہے

چہ دانی کہ ایشاں چساں می زیند	زِ دُنیا نہاں در نہاں می زیند

تو کیا جانتا ہے کہ یہ لوگ کیونکر جیتے ہیں۔ وہ تو دُنیا سے پوشیدہ در پوشیدہ زندگی بسر کرتے ہیں

فدا گشتہ در راہِ آں جاں پناہ	زکف دل ز سر اوفتادہ کلاہ

وہ اُس جان کی پناہ خداوند کی راہ میں قربان ہیں ان کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور ٹوپی سر سے

دلے ریش رفتہ بکوئے دگر	ز تحسین و لعنِ جہاں بے خبر

ان کا زخمی دل کسی اور ہی کوچہ میں رہتا ہے اور وہ دُنیا کی آفرین اور نفریں دونوں سے بے خبر ہیں

چو بیت المقدس دروں پُر ز تاب	رہا کردہ دیوارِ بیروں خراب [۲]

بیت المقدس کی طرح ان کا اندرونہ روشن ہے مگر باہر کی دیوار خراب ہے

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

---

[۱] سعدی کی کریما کا مصرع ہے

[۲] بوستان سعدی کا شعر ہے

الہامی مصرع

مکن تکیہ بر عمرِ ناپائدار[لہ]

ناپائدار عمر پر بھروسہ نہ کر

لہ سعدی کی کریما کا مصرع ہے (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

آنانکہ بر دعاوئ ما حملہ ہا کنند | وز راہِ جہل عربدہ ہا برملا کنند

وہ لوگ جو ہمارے دعووں پر حملے کرتے ہیں اور جہالت کے باعث خواہ مخواہ ہم سے جنگ کرتے ہیں

گر یک نظر کنند دریں نسخۂ کتاب | ہست ایں یقیں کہ ترک عناد و ابا کنند

اگر وہ (انصاف کے ساتھ) اس کتاب کو پڑھیں۔ تو یقین ہے کہ دشمنی اور انکار چھوڑ دیں گے

باور نمے کنم کہ نیایند عذر خواہ | ویں امرِ دیگر است کہ ترکِ حیا کنند

مجھے یقین نہیں کہ وہ میرے پاس عذر کرتے ہوئے نہ آئیں ہاں یہ اور بات ہے کہ شرم وحیا کو ہی ترک کر دیں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱ ٹائٹل پیج)

بحمد اللہ کہ آخر ایں کتابم | مکمل شد بفضلِ آں جنابم

خدا کا شکر ہے کہ آخرکار میری یہ کتاب جنابِ الٰہی کے فضل سے مکمل ہوگئی

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

بجز فضلِ خداوندی چہ درمانے ضلالت را | نہ بخشد سود اعجازے تہی دستانِ قسمت را

خدا کے فضل کے سوا گمراہی کا کیا علاج ہے بدقسمتوں کو تو معجزہ بھی فائدہ نہیں دیتا

اگر بر آسماں صد ماہتاب و صد خورے تابد | نہ بیند روزِ روشن آنکہ گم کردہ بصارت را

اگر آسمان پر سینکڑوں چاند اور سورج چمکنے لگیں تو جس کی نظر جاتی رہی ہے وہ روزِ روشن کو نہیں دیکھ سکتا

تو اے دانا بترس از آنکہ سوئے او بخواہی رفت | بدنیا دل چہ مے بندی چہ دانی وقتِ رحلت را

اے دانا تو اُس خدا سے ڈر جس کی طرف تجھے جانا ہے دُنیا سے کیا دل لگاتا ہے کیا تو موت کا وقت جانتا ہے؟

مشو از بہرِ دُنیا سرکش فرمانِ احدیّت | مخر از بہر روزے چند اے مسکین تو شقوت را

دنیا کی خاطر خدائے واحد کے حکم سے سرتابی نہ کر اے مسکین تو چند روز کے مزے کے لیے بدبختی نہ خرید

اگر خواہی کہ یابی در دو عالم جاہ و دولت را | خدا را باش و از دل پیشۂ خود گیر طاعت را

اگر تو چاہتا ہے کہ دونوں جہان میں عزت اور دولت حاصل کرے تو خدا کا ہو جا اور دل سے اس کی فرمانبرداری اختیار کر

غلامِ درگہش باش و بعالم بادشاہی کُن | نباشد بیم از غیرے پرستارانِ حضرت را

اس کی درگاہ کا غلام بن اور دنیا پر حکومت کر کہ خدا پرستوں کو اس کے غیر سے خوف نہیں ہوتا

تو از دل سوئے یارِ خود بیا تا نیز یار آید | محبت مے کشد با جذبِ روحانی محبت را

تو دل سے اپنے یار کی طرف آجا کہ پھر وہ بھی تیری طرف آئے کیونکہ جذبِ روحانی کی وجہ سے ایک محبت دوسری محبت کو کھینچتی ہے

خدا در نصرتِ آنکس بود کو ناصرِ دین ست | ہمیں اُفتاد آئیں از ازل درگاہِ عزت را

خدا اُس کی مدد میں لگا رہتا ہے جو اُس کے دین کا ناصر ہو۔ ہمیشہ سے درگاہ رب العزت کا یہی قانون ہے

اگر باور نمے آید بخواں ایں واقعاتم را | کہ تا بینی تو در ہر مشکلم انواعِ نصرت را

اگر تجھے یقین نہیں آتا تو میرے اِن واقعات کو پڑھ تا کہ تو میری ہر مشکل کے وقت خدا کی نصرتوں کو دیکھ لے

ہر آں کو یافت از درگاہ از خدمت ہمی یابد | کہ غفلت را سزا ہست و اجرے ہست خدمت را

جو شخص بھی اُس کی درگاہ سے کچھ پاتا ہے وہ خدمت سے پاتا ہے کیونکہ ہر غفلت کے لیے سزا ہے اور ہر خدمت کیلئے اجر ہے

من اندر کارِ خود حیرانم و رازش نمے دانم | کہ من بے خدمتے دیدم چنیں نعماء و حشمت را

اگر میں اپنے معاملہ میں حیران ہوں اور اس کا بھید نہیں جانتا کیونکہ بغیر کسی خدمت کے ایسی نعمتیں اور عزتیں مجھے مل گئیں

نہاں اندر نہاں اندر نہاں اندر نہاں ہستم | کجا باشد خبر از ما گرفتارانِ نخوت را

میں پوشیدہ در پوشیدہ در پوشیدہ ہوں۔ پس ہمارے متعلق متکبّر انسانوں کو کیا خبر ہو سکتی ہے

ندائے رحمت از درگاہِ باری بشنوم ہر دم | اگر کرمے کند لعنت چہ وزن آں ہرزہ لعنت را

میں بارگاہ الٰہی سے رحمت کی آواز ہر لحظہ سنتا رہتا ہوں اگر کوئی کیڑا مجھ پر لعنت کرے تو اس بیہودہ لعنت کی کیا حقیقت ہے

اگر در حلقۂ اہلِ خدا داخل شوی یا نے | نوشتیم از رہِ شفقت کہ ماموریم دعوت را

تیری مرضی ہے خواہ تو اہل اللہ کی جماعت میں داخل ہو یا نہ ہو ہم نے شفقت کی وجہ سے یہ لکھا ہے کیونکہ ہم تو تبلیغ کے لیے مامور ہیں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ نصرۃ الحق صفحہ ۵۹ و ۶۰)

اسمعوا صوت السّماء جاء المسیح جاء المسیح | نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

آسمان کی آواز سنو کہ مسیح آ گیا۔ مسیح آ گیا۔ اور زمین سے بھی آمد امام کامگار کی خوشخبری سنو

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں | ایں دو شاہد از پے من نعرہ زن چوں بیقرار

آسمان سے نشان برس رہے ہیں اور زمین کہہ رہی ہے کہ یہی وقت ہے یہ دو گواہ میری تصدیق کی خاطر بیقراروں کی طرح اعلان کر رہے ہیں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۰۲)

اے خدا اے لم یزل بس است روئے تو مرا | بہتر ز ہزار خلد کوئے تو مرا

اے خدائے لم یزل میرے لیے تیرا چہرہ کافی ہے اور تیری گلی میرے لیے ہزار جنتوں سے بڑھ کر ہے

از مصلحتے دگر طرف بنیم لیک — ہر لحظہ نگاہ ہست سُوئے تو مرا

میں کسی مصلحت کی وجہ سے اور طرف دیکھ لیتا ہوں ورنہ ہر وقت میری نظر تو تیری ہی جانب لگی ہوئی ہے

بر عزتِ من اگر کسے حملہ کند — صبر است طریق ہمچو خوئے تو مرا

اگر کوئی میری عزت پر حملہ کرتا ہے تو تیری عادت کی طرح میرا طریقہ بھی صبر ہے

من چیستم و چہ عزتم ہست مگر — جنگ است ز بہرِ آبروئے تو مرا

میں کون ہوں اور میری کیا عزت ہے لیکن تیری عزت کی خاطر یہ میری جنگ ہے

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱)

مردمِ نااہل گویندم کہ چوں عیسیٰ شدی — بشنو از من ایں جوابِ شاں کہ اے قومِ حسود

نالایق لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو عیسیٰ کیونکر ہو گیا مجھ سے اُن کا جواب سُنو جو یہ ہے کہ اے حاسد قوم

چوں شما را گشت یہود اندر کتابِ پاک نام — پس خدا عیسیٰ مرا کرد است از بہرِ یہود

چونکہ قرآن میں تمہارا نام یہودی رکھا گیا ہے اس لیے خدا نے مجھے یہودیوں کے لیے عیسیٰ بنا دیا

ور شما از روئے حقیقت تخمِ ایشاں نیستید — نیز ہم من ابنِ مریم نیستم اندر وجود

ورنہ دراصل تم اُن یہودیوں کے تخم سے نہیں اور میں بھی جسمانی طور پر ابن مریم نہیں ہوں

گر نبودندے شما را نبودے ہم اثر — از شما شد ہم ظہورم پس ز غوغاہا چہ سود

اگر تم نہ ہوتے تو ہمارا نشان بھی نہ ہوتا صرف تمہاری وجہ سے میرا ظہور ہُوا۔ پھر غُل مچانے سے کیا فائدہ؟

ہر چہ بود از نیک و بد در دینِ اسرائیلیاں — آں ہمہ در ملّتِ احمد نقوشش خود نمود

یہودیوں کے مذہب میں جو بھلی بری باتیں موجود تھیں وہ سب دین احمد میں بھی پیدا ہو گئیں

قومِ ما در ہر قدم مانند قومِ موسوی
بعض زیشاں صالح الحال و بعض دیگر چوں غدود

ہماری امت ہر بات میں موسیٰؑ کی امت سے مشابہ ہے بعض ان میں سے اچھے ہیں اور بعض غدودوں کی طرح خراب

چونکہ موسیٰ شد نبیؐ ما کہ بدرِ دینِ ماست
لاجرم عیسیٰ شدم آخر از آں ربِّ ودود

چونکہ ہمارا نبی ہمارے دین کا سراج مثیلِ موسیٰ تھا اس لیے میں بھی خدائے مہربان کی طرف سے عیسیٰ بنا دیا گیا

نیز ہم اینجا یہودِ بدگہر پیدا شدند
تا بیازارند عیسیٰ را چو آں قومے کہ بود

اس امت میں بھی بدذات یہودی پیدا ہو گئے تا کہ وہ بھی گذشتہ قوم کی طرح اس عیسیٰ کو ستائیں

الغرض آں ذو المنن در ہر صلاح و ہر فساد
ہمچو اسرائیلیاں بر قومِ ما ہر در کشود

الغرض اس محسن خدا نے ہر نیکی اور ہر بدی میں یہودیوں کی طرح ہماری قوم پر بھی ہر قسم کا دروازہ کھول دیا

چوں خدا نامِ رسولِ پاکِ ما موسیٰ نہاد
نام شد بوجہل را فرعون چوں کینش فزود

چونکہ خدا نے ہمارے پاک رسول کا نام موسیٰ رکھا تو ابوجہل کی دشمنی جب بڑھ گئی تو اس کا نام فرعون قرار پایا

پس در اول چوں کلیم آمد بحکمِ کردگار
ہم پئے تکمیل عیسیٰ ما در آخر شد ورود

پس جب اس امت کے اول زمانہ میں خدا کے حکم سے ایک کلیم آیا تو تکمیل کے لیے آخری زمانہ میں ایک عیسیٰ کا نزول ہو گیا

بعد ازیں سر تافتن از مقتضائے شقوت است
ورنہ ایں گفتارِ ما ہر شک و شبہت را ربود

یہ بات سمجھ کر بھی روگردانی کرنا بدبختی کا تقاضہ ہے ورنہ ہماری ان باتوں نے تو ہر شک و شبہ دور کر دیا ہے

پس چہ حاصل تیر ہا انداختن بر صادقاں
ہر کہ از بد باز ناید نار را گردد وقود

پس صادقوں پر تیر چلانے کا کیا فائدہ۔ کیونکہ جو بدی سے باز نہ آئے وہ جہنم کا ایندھن بنتا ہے

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم
صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷

اگر بہ مجنوں صحبتے خواہی بہ بینی زود تر | خارہائے دشت وتنہائی و طعنِ عالمے!

اگر تو مجنوں عامری کی صحبت میں رہے گا تو جلدی جنگل کے کانٹوں تنہائی اور دُنیا کے طعنوں کو دیکھ لے گا

(مکتوبات احمدیہ حصہ اول صفحہ ۶۵)

الہامی شعر

طریقِ زہد و تعبد ندانم اے زاہد | خدائے من قدمم راند بر رہِ داؤد

اے زاہد! میں ریاکارانہ زہد و طاعت کے طریق کو نہیں جانتا کیونکہ میرے خدا نے میرا قدم داؤد کے راستے پر ڈالا ہے

(مکتوبات احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۷)

سپاس اُس خداوند یکتائے را | بمہر و بمہ عالم آرائے را

اس بے مثل خداوند کا شکر ہے جس نے دُنیا کو چاند اور سورج سے آراستہ کیا

بہر لحظہ امید یاری از وست | بہر حالتے دو ستداری باز وست

ہمیں ہر وقت اس کی طرف سے مدد کی امید ہے اور ہر حالت میں اُسی سے محبت کا تعلق ہے

جہاں جملہ یک صنعت آبادِ اوست | خنک نیک بختے کہ دریادِ اوست

سارا جہاں اسی کی کاریگری کا مظہر ہے خوش قسمت ہے وہ نیک بخت جو اس کی یاد میں رہتا ہے

رسولِ خدا پرتو از نورِ اوست | ہمہ خیر ما زیرِ مقدورِ اوست

رسول اللہ اُسی کے نور کا پرتو ہیں اور ہماری ساری بھلائیاں انہیں کے ساتھ وابستہ ہیں

ہماں سرور و سید و نورِ جاں | محمد کزو بست نقشِ جہاں

وہی سردار، سید اور جان کا نور۔ محمد ہے جس کی وجہ سے جہان کی تخلیق ہوئی

بشر کے بدے از ملک نیک تر   نہ بودے اگر چوں محمد بشر
انسان فرشتے سے کیوں کر بڑھ جاتا اگر محمد سا بشر پیدا نہ ہوتا

دلش ہست نورانی و سرمدی   بتابد درو فرّۂ ایزدی
اُس کا دل نورانی اور ازلی ہے اور اُس میں خدا کی عظمت اور شان چمکتی ہے

کسے کش بود مصطفےٰ رہنما   سرِ بخت اُو باشد اندر سما
وہ شخص جس کا رہنما مصطفےٰ ہو اُس کا نصیبہ بلندی میں آسمان تک پہنچتا ہے

پُر از یاد او ہست جان و دلم   بخواب اندر اندیشہ ہم نگسلم
میرے جان و دل اس کی یاد سے معمور ہیں خواب میں بھی مجھے کوئی دوسرا خیال نہیں آتا

پس از وے سلامم توائے شفیق   کرم گستر و ہم رہ و ہم طریق
اس کے بعد اے مہربان اور شفیق اور ہم خیال دوست میں تجھے سلام کہتا ہوں

کہ یادِ منِ خستہ کردی ز دور   فرستادۂ نامۂ ہمچو حور
کیونکہ تو نے اس عاجز کو اتنی دور سے یاد کیا اور ایک خط جو حور کی طرح حسین ہے مجھے بھیجا

چناں نظم و نثرش کہ مانندِ آں   ندیدم بعمرِ خود اندر جہاں
اس کی نظم اور نثر ایسی تھی کہ اُس جیسی میں نے کبھی دُنیا میں نہیں دیکھی

صفاہا چناں اندر آں بیش بیش   کہ حاسد بہ بیند دراں روئے خویش
اس میں ایسی اعلیٰ درجہ کی صفائی ہے کہ دشمن اُس میں اپنا منہ دیکھ سکتا ہے

ظہوری گر آگہ شدے زاں صفا   نشستے پسِ زانوئے اختفا
اگر ظہوری شاعر اُس صفائی سے واقف ہو جاتا تو وہ مُنہ چھپا کر بیٹھ جاتا

چناں در سخن صفوت بند دبست | کہ عقدِ گہر را دہد صد شکست

آپ کی باتوں میں ایسی چمک اور ایسی ترتیب ہے کہ وہ موتیوں کے ہار کو بھی مات کرتی ہیں

تو گفتی سریریست صفوت اساس | مرصع ز یاقوت و مرجان و ماس

گویا وہ ایک ایسا چیدہ اور منتخب تخت ہے جو یاقوت، مرجان اور الماس سے جڑا ہوا ہے

زہے نحو آں بود نحو سداد | ہمہ منطقم صرف آں نحو باد

واہ وا اس کی نحو کیسی اعلےٰ نحو ہے کہ میری ساری گویائی اس نحو پر قربان ہے

سخن را ازاں گونہ آراستہ | نمے آید از پیر و نوخاستہ

اس میں کلام کو اس طرح آراستہ کیا گیا ہے کہ اور کوئی نہیں کرسکتا خواہ بوڑھا ہو یا جوان

سخن کو نمودست درِّ عدن | بہ معنی رسانید لفظِ سخن

کلام ہے گویا ایک درِّ عدن ظاہر ہوگیا جس نے الفاظ کو معانی تک پہنچا دیا

سخن نام دریافت زاں نامۂ | زہے پختگی ہائے آں خامۂ

اس خط سے سخن نے نام پایا واہ وا اور اُس تحریر کی پختگی کے کیا کہنے

سخن آں چناں باید و استوار | چہ حاصل سخن گفتنِ نابکار

بات ایسی ہی عمدہ اور پختہ ہونی چاہیے۔ بے سود باتیں کرنے کا کیا فائدہ!

خموشی بہ از گفتنِ ایں چنیں | کہ لبہا نہ جنباند از آفریں

ایسی (فضول) باتوں سے تو چُپ رہنا اچھا ہے جو لوگوں کے منہ سے تعریف حاصل نہیں کرسکتیں

سخن معدنِ درّ و سیم و طلاست | اگر نیک دانی ہمیں کیمیاست

کلام تو موتی چاندی اور سونے کی کان ہے اگر تو اُس بات کو خوب سمجھ لے تو یہی کیمیا ہے

سخن گرچہ باشد چو لولوئے تر | گذارید نش نیز خواہد ہنر

بات اگرچہ گوہرِ آبدار کی طرح ہو۔ مگر اس کے پیش کرنے کو بھی ہنر چاہیئے

سخن قامتے ہست با اعتدال | فصاحت چو خد و بنا گوش و خال

کلام کی مثال ایک خوبصورت قد کی سی ہے۔ اس کی فصاحت رخسار۔ نوک اور تل کی طرح ہے

چو گفتار باشد بلیغ و اتم | اثر ہا کند در دلے لاجرم

جب کلام بلیغ اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ تو ضرور دل پر اثر کرتا ہے

وگر منطقے مہمل است و خراب | چو خوابِ پریشاں رود بے حساب

لیکن اگر گفتگو بے معنی اور خراب ہو تو وہ خواب پریشاں کی طرح رائگاں جاتی ہے

زباں گرچہ بحرے بود موجزن | طلاقت نگیرد بجز علم و فن

زبان اگرچہ طوفانی سمندر کی طرح ہو۔ پھر بھی فصاحت بغیر علم و فضل کے نہیں آتی

کسے کو ندارد وقوفے تمام | چہ طور ش بیافت بود در کلام

جو شخص (زبان کی) پوری واقفیت نہیں رکھتا۔ اس کے کلام میں روانی کیونکر آسکتی ہے

بحمد اللہ کآں مشفقِ پُر سداد | دریں جملہ اوصاف یکتا فتاد

خدا کا شکر ہے کہ آپ جیسا مخلص شفیق ان سب صفات میں یکتا ہے

عجب ذوق مے داشت آں روز چند | کہ بودیم در خدمتِ ارجمند

وہ دن نہایت پُر لطف تھے۔ جب ہم آپ کی بابرکت خدمت میں حاضر تھے

کجا شد دریغ آں زمانِ وصال | کجا شد چناں خرم آں ماہ و سال

افسوس۔ وہ ملاقات کا زمانہ کہاں گیا اور وہ مبارک مہینہ اور سال کدھر چلا گیا

بدستم از آں جز خیالے نماند | از آں جامِ مے یک سفالے نماند

میرے ہاتھ میں سوائے اس کے خیال کے کچھ بھی نہ رہا اور اس جامِ شراب کی ایک ٹھیکری بھی باقی نہ رہی

دریں گوشہ چوں یادِ یاراں کنیم | دو دیدہ چو ابرِ بہاراں کنیم

اس کنجِ تنہائی میں جب ہم دوستوں کو یاد کرتے ہیں تو دونوں آنکھوں کو ابرِ بہار کی طرح بنا دیتے ہیں

دلِ خود بدنیا چہ بندد کسے | کہ ایامِ الفت ندارد بسے

کوئی اس دنیا سے اپنا دل کیا لگائے کہ محبت کے دن زیادہ باقی نہیں رہا کرتے

چہ فرق است در روز و شب جز کہ یار | فتد خاک بر فرقِ ایں روزگار

یار کے بغیر دن اور رات میں فرق ہی کیا ہے؟ اس زمانہ کے سر پر خاک پڑے

دو دستِ دعا پیشِ حق گسترم | کہ چہرت نماید بفضل و کرم

میں اپنے دونوں ہاتھ خدا کے حضور میں پھیلاتا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تیرا چہرہ دکھائے

بمکتوب گہ گہ بکن شاد کام | خط و نامہ ہا ماچرا شد حرام

کبھی کبھی خط لکھ کر ہمیں خوش وقت کر دیا کر۔ تو نے ہمیں خط بھیجنا کیوں ترک کر دیا

دگر آنچہ تحریر کرد آں رفیق | کرم گستر و مہربان و شفیق

نیز آں مکرم۔ کرم فرما۔ مہربان اور شفیق نے جو یہ لکھا ہے

کہ از بحثِ دیں زاں نکردیم یاد | کہ خوفِ ملالِ تو در دل فتاد

کہ ہم نے اس لیے اس خط میں دین کی بحث کا ذکر نہیں کیا کہ ہمارے دل میں ناراضگی پیدا نہ ہو (تو واضح ہو)

من آں نیستم کز رہِ بغض و کیں | برنجم ز تحریک در بحثِ دیں

کہ میں ایسا انسان نہیں ہوں کہ دشمنی اور رنجیدگی کی وجہ سے دینی مباحث کی تحریک سے ناراض ہو جاؤں

تُرا ناحق ایں بدگمانی فتاد | درونِ کسے بدگماں ہم مباد

آپ کو ناحق یہ بدگمانی لاحق ہوئی۔ خدا کرے کسی کا دل بدظن نہ ہو

بہ غمخواریت گویم اے نیک مرد | نہ باید بہ غم خوار دل رنجہ کرد

اے نیک مرد میں تجھے بطور غمخوار عرض کرتا ہوں اور غم خوار سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے

کہ انکار بر زندگیٔ نبیؐ | نشان است بر موت دلہا جلی

کہ نبی صلعم کی زندگی سے انکار منکروں کے دلوں کی موت کی کھلی کھلی علامت ہے

جہاں جملہ مُردہ فتادست و زار | یکے زندہ او ہست از کردگار

سارا جہان مُردہ اور بیمار ہے۔ خدا کی طرف سے صرف وہی ایک زندہ ہے

چنیں است ثابت بقولِ سروش | اگر رازِ معنے نیابی خموش

الہام الٰہی سے یہی ثابت ہے۔ اگر تیری سمجھ میں یہ راز نہ آئے تو چُپ رہ

اگر در ہوا ہمچو مُرغاں پری | وگر بر سرِ آب ہا بگذری

اگر پرندوں کی طرح تو ہوا میں اُڑنے لگے۔ یا پانی پر چلنے لگے

وگر ز آتش آئی سلامت برون | وگر خاک را زر کنی از فسوں

اور اگر تو آگ سے سلامت باہر نکل آئے یا پھونک مار کر مٹی کو سونا بنا دے

اگر منکری از حیاتِ رسول | سراسر زیان است و کارِ فضول

لیکن اگر تو رسولؐ کی زندگی کا منکر ہے تو یہ سب باتیں سراسر فضول اور بے کار ہیں

خدایش چو خواندہ گواہِ جہاں | چرا داندش عاقل از غائباں

خدا نے جب اُسے اہلِ دُنیا کے لیے شاہد فرمایا تو عقلمند اُسے غائب کیوں سمجھے

اگر منکرِ او خبر داشتے	بجاں دامنش نیز نگذاشتے

اگر منکر کو اس کی خبر ہوتی تو خواہ جان دینی پڑتی مگر اس کا دامن نہ چھوڑتا

بمہر منیرش خطاب از خدا است	دریغا ازیں پس گمانہا چرا است

خدا کی طرف سے مہر منیر اس رسول کا خطاب ہے۔ تو افسوس اس کے بعد فضول گمان کیوں ہیں

اگر یکدمے گم شود آفتاب	شود عالم از تیرگی ہا خراب

اگر آفتاب ایک دم کے لیے بھی غائب ہوجائے تو دُنیا اندھیرے میں مبتلا ہو جائے

خرد مند نیکو منش طبع راست	نتابد سر از آنچہ حق و بجاست

جو شخص عقل مند صالح اور نیک فطرت ہے وہ حق اور بھلائی سے روگردانی نہیں کرتا

چو بیند سخن راز حق پروری	دگر در سخن کم کند داوری

جب وہ حق شناسی سے بات پر غور کرتا ہے تو پھر وہ اُس بات میں جھگڑا نہیں کرتا

مشو عاشق زشت رُوز ینہار	دگر خوب گم گردد از روزگار

تو ہرگز کسی بد شکل کا عاشق نہ ہو بجا ہے دنیا سے حسین گم ہو جائیں

مکافات دارد ہمہ کار و بار	تو خار و خسک تا توانی مکار

ہر بات کی جزا سزا مقرر ہے اس لیے جہاں تک ممکن ہے تو کانٹے اور گوکھرو نہ بو

زمین از زراعت تہی داشتن	بہ از تخمِ خار و خسک کاشتن

زمین کو زراعت سے خالی رکھنا اس سے بہتر ہے کہ اس میں کانٹے اور گوکھرو بوئے جائیں

زہے دولتِ من کہ فضلِ مجید	مرا اندریں اعتقاد آفرید

یہ میری خوش قسمتی ہے کہ خدا کے فضل نے مجھے اس اعتقاد پر پیدا کیا ہے

دمن نیک تر آنکہ بعد از خبر	نیارد بدل اعتقادِ دگر

اور مجھ سے بھی اچھا وہ شخص ہے جو علم ہو جانے کے بعد دل میں اس کے خلاف اعتقاد نہ رکھے

زباں را کند منع زناں ہر سخن	کہ دُور از ادب باشد و سوءِ ظن

اور زبان کو ہر اس بات سے باز رکھے جو ادب کے خلاف اور بدظنی ہو

بدنیا ہمہ نوعِ سود و زیاں	باغلب رسد از ممرِّ زباں

دنیا میں ہر قسم کا نفع اور نقصان اکثر زبان کے راستے سے پیدا ہوتا ہے

نوال از سخن یابد یا فتن	مقرب شدن پایۂ یافتن

کلام کے ذریعے دولت مل سکتی ہے۔ نیز مقرب ہونا اور عزت پانا بھی ممکن ہے

ہم از گفتگو ہا یکے آں بود	کہ در گفتنش خطرۂ جاں بود

اسی طرح بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے کہنے میں جان کا خطرہ ہو جاتا ہے

چساں گفتۂ من بفہمی تمام	چساں ریزم اندر دلت ایں کلام

میری بات کو تو پوری طرح کیونکر سمجھے کس طرح میں اپنے کلام کو تیرے دل میں ڈال دوں

اگر جاہلے سر بتابد ز پند	عجب نیست کو خود بجہل است بند

اگر کوئی جاہل نصیحت ماننے سے انکار کرے تو تعجب نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی جہالت میں پھنسا ہوا ہے

ولے از تو دارم عجب اے اخی	کہ فرزانہ باشی و ناداں شوی

لیکن اے بھائی مجھے تو تیری طرف سے حیرانی ہے کہ تو دانا ہو کر نادان بنتا ہے

رسولے معظم کہ دادار جاں	چراغِ جہانش بگوید عیاں

وہ رسول معظم جسے خدا نے صاف طور پر جہان کا چراغ فرمایا ہے

چہ چیز از تو اور اجاب است و بند — چہ دیوار داری کشیدہ بلند

تو پھر کونسی چیز ہے جو تیری راہ میں بطور حجاب حائل ہے اور وہ کونسی اونچی دیوار ہے جو تیرے سامنے کھنچی ہوئی ہے

مشو غرہ بر گفتۂ یک کسے — کہ عقل و تدبّر نہ دارد بسے

تو اس شخص کے قول پر فریفتہ نہ ہو۔ جو عقل و دانش نہیں رکھتا

ز ہر فاضلے بہرہ گیر اے جوان — بعقل و ادب باش پیر اے جوان

اے جوانمرد۔ ہر عالم سے فائدہ اٹھا اور عقل و ادب کی رو سے اے جوان تو بزرگ بن جا

قدم زن بہ تقلیدِ اہلِ کمال — کہ خود او فتد ناگہاں در ضلال

اہل کمال کی تقلید کی راہ پر چل۔ کہ آدمی خود رائی سے ناگہاں گمراہی میں جا پڑتا ہے

میانہ گزیں باش و با اعتدال — کہ یک سو روی باشد از اختلال

میانہ روی اور اعتدال کے طریقہ کو اختیار کر کہ یک طرفہ چلنا فساد کا موجب ہوتا ہے

دو چشمِ کسے چوں سلامت بود — بیک چشم دیدن ندامت بود

جس کی دونوں آنکھیں سلامت ہوں تو صرف ایک آنکھ سے دیکھنا اس کے لیے باعث ندامت ہوتا ہے

بہ تحقیق باید نظر چست داشت — دو دیدہ معطل نباید گذاشت

ہمیشہ تحقیق کی نظر چست رکھنی چاہیئے اور آنکھوں کو بے کار نہیں چھوڑنا چاہیے

چو صوفِ صفا در دل آمیختند — مدادِ از سوادِ عیون ریختند

جب صفائی کا صوف دل میں ملاتے ہیں تو آنکھوں کی سیاہی سے روشنی ڈالتے ہیں

دو چیز است چوپانِ دُنیا و دیں — دلِ روشن و دیدۂ دُور بیں

دو چیزیں دین و دُنیا کی محافظ ہیں۔ ایک تو روشن دل دوسرے دُور اندیش نظر

خدارا است آں بندگان کرام | کہ از بہرِ شان مے کند صبح و شام

خدا کے نیک بندے ایسے بھی ہیں جن کے لیے خدا صبح و شام کو پیدا کرتا ہے

بدنبال چشمے چو مے بنگرند | جہانے بدُنبالِ خود مے کشند

جب وہ کن انکھیوں سے دیکھتے ہیں تو ایک جہان کو اپنے پیچھے کھینچ لیتے ہیں

اثرہاست در گفتگوہائے شاں | چکد نورِ وحدت زِ روہائے شاں

اُن کے کلام میں اثر ہوتا ہے اور اُن کے چہروں سے توحید کا نور ٹپکتا ہے

در ایشاں براظہارِ ہر خیر و شر | نہادست حق خاصیت مستتر

ان میں نیکی اور بدی کے اظہار کے لیے خدا تعالےٰ نے مخفی خاصیت رکھ دی ہے

بگفتن اگرچہ خدا نیستند | ولے از خدا ہم جدا نیستند

اگرچہ کہنے کو وہ خدا نہیں ہیں۔ لیکن خدا سے جُدا بھی نہیں ہیں

کسے را کہ او ظلِّ یزداں بود | قیاسش بخود جہل و طغیاں بود

جو شخص خدا کا ظلّ ہو اس کو اپنے پر قیاس کرتا جہالت اور سرکشی ہے

بردّش ازاں سُو گر آید کتاب | ازیں سُو بزودی بگویم جواب

اس کے ردّ میں اگر کوئی کتاب شائع ہو تو میں اس طرف سے فوراً جواب دوں گا

ولیکن بباید کتابے تمام | کہ باشد محیطِ ہمہ مایُرام

مگر یہ چاہیے کہ وہ کتاب پوری ہو اور تمام مقاصد پر حاوی ہو

زِ عہدے کہ کردم نگردم گہے | نہ گردم ربا یدصبا زیں رہے

میں کبھی اس عہد سے نہیں پھروں گا جو میں نے کیا ہے ہوا میری گرد کو بھی اس رستے سے نہیں ہٹا سکتی

مگر کا آسمانی دگر گونہ کار	فراز آید از گردشِ روزگار

سوائے اس کے کہ آسمان سے کوئی اور امر گردشِ زمانہ کی وجہ سے نازل ہو

چہ گویم ز تدریسِ اطفال حال	کہ دارم دل از حال شاں پُر ملال

اس زمانہ کے بچوں کی تعلیم کا کیا حال بیان کروں کہ میرا دل ان کی وجہ سے بہت رنجیدہ ہے

معلّم میسّر شود بست کس	ولیکن بزر مشکل این است بس

بیسیوں اُستاد مل سکتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ صرف روپیہ سے ملتے ہیں

کجا آں قناعت گزیں اوستاد	کہ بر اند کے آمد اند اتحاد

وہ قانع اُستاد اب کہاں رہے جو اپنے اخلاص کے باعث تھوڑے گذارہ پر مل جاتے تھے

بکوشیم و انجامِ کار آں بود	کہ آں خواہش ورائے یزداں بود

ہم کوشش کرتے ہیں مگر نتیجہ وہی ہوتا ہے جو خدا کی مرضی اور خواہش ہوتی ہے

فتادست در فاضلاں حرص و آز	ہمہ جایگاہ شد درِ طمع باز

عالموں کے دلوں میں حرص اور لالچ پیدا ہو گیا ہے اور ہر جگہ طمع کے دروازے کھل گئے ہیں

طمع عہد ہائے گراں بگسلد	ز دلدار پیوندِ جاں بگسلد

لالچ تو بڑے بڑے مضبوط اقراروں کو توڑ دیتا ہے بلکہ محبوب کے ساتھ گہرے رابطہ کو بھی توڑ دیتا ہے

بجویند از حرص کثرت بمال	از آں خود فتد اندراں اختلال

یہ لوگ حرص کی وجہ سے کثرت مال چاہتے ہیں حالانکہ مال کمانے میں بھی حرص کی وجہ سے فتور پڑتا ہے

دریغا ندانند ایں مرد ماں	کہ آہستگی ہم رساند بداں

افسوس کہ یہ لوگ نہیں جانتے۔ کہ آہستگی سے بھی اُن کی یہ مراد پوری ہو سکتی ہے

زمانہ بسا بیذق آہستہ راند ‏ ‏ ‏ ‏ کہ ناگاہ بر جائے فرزیں نشاند

زمانہ نے بہت سے پیادے شطرنج کے آہستہ آہستہ بڑھائے جنکو آخر یکدم فرزین کی جگہ بٹھا دیا

بنظم ایں قدر ماجرائے برفت ‏ ‏ ‏ ‏ بپوشی گر از من خطائے برفت

یہ تھوڑا سا حال میں نے نظم میں لکھا ہے اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو پردہ پوشی کر

کہ من بندۂ ناکس و کہترم ‏ ‏ ‏ ‏ نہ گوہر شناسم نہ با گوہرم

کیونکہ میں ایک کمزور اور عاجز انسان ہوں نہ جوہر شناس ہوں نہ جوہری

بود چشمِ احرار از عیب پاک ‏ ‏ ‏ ‏ اگر جاہلے عیب بیند چہ باک

شریفوں کی آنکھ تو عیب گیری کے نقص سے پاک ہوتی ہے ہاں جاہل عیب بین ہوا کرے تو اس کا کوئی مضایقہ نہیں

(اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۹ء)

کے شوی عاشقِ رُخِ یارے ‏ ‏ ‏ ‏ تا نہ بر دل رخش کند کارے

تو کیونکر کسی معشوق کا عاشق ہو سکتا ہے جب تک اُس کا چہرہ تیرے دل میں بس نہ جائے

ہمچنیں زاں لبے دو گفتارے ‏ ‏ ‏ ‏ آں کند کارہا کہ دیدارے

اسی طرح اُن ہونٹوں کے دو بول وہی اثر رکھتے ہیں جیسے محبوب کا دیدار

لاجرم عشقِ دلبرِ خوش خو ‏ ‏ ‏ ‏ خیزد از گفتگو چو دیدنِ رو

بے شک دلبرِ خوشخو کا عشق اس کی گفتگو سے بھی پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ اُس کے دیکھنے سے

گفتگو را کشش بود بسیار ‏ ‏ ‏ ‏ بے سخن کم اثر کند دیدار

کلام میں بڑی کشش ہوا کرتی ہے۔ کلام کے بغیر دیدار کا اثر کم ہی ہوتا ہے

ہر کہ ذوقِ کلام یافتہ است　　رازِ ایں رہ تمام یافتہ است

جس کو ذوقِ گفتار نصیب ہو گیا اُس نے عشق کے راستہ کا سارا راز معلوم کر لیا

زیرِ لب گفتگوئے جانانے　　زندگی بخشدت بیک آنے

محبوب کی شیریں کلامی پل بھر میں تجھے زندگی عطا کر دے گی

دوزخے کو عذاب پُر چوں خُم　　اصل آں ہست لا یکلّمہم

وہ دوزخ جو خم کی طرح عذاب سے پُر ہے اُس کی وجہ بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اُن سے کلام نہیں کرے گا

دل نہ گردد صفا نہ خیزد بیم　　تا چو موسیٰ نہ شوی تو کلیم

نہ دل صاف ہوتا ہے نہ خوف دور ہوتا ہے جب تک تو موسیٰ کی طرح کلیم نہ بن جائے

ہست دارُوئے دل کلامِ خُدا　　کے شوی مست جز بجامِ خُدا

دل کی دوا خدا کا کلام ہے تو خدا کے اس جام کے بغیر سیراب کیونکر ہو سکتا ہے؟

تا نہ اُو گفت خود انا الموجود　　عقدۂ ہستیش کسے نکشود

جب تک اُس نے خود انا الموجود نہ کہا تب تک اُس کی ہستی کا عقدہ کوئی کھول سکا

تا نشد مشعلے زغیب پدید　　از شبِ تارِ جہل کس نرہید

جب تک غیب سے مشعل ظاہر نہ ہوئی تب تک جہالت کی اندھیری رات سے کسی نے رہائی نہ پائی

تا نہ خود را نمود خود دادار　　کس ندانست کوئے آں دلدار

جب تک خدا نے خود اپنے تئیں ظاہر نہ کیا تب تک کسی کو اُس دلدار کی گلی کا پتہ نہ لگا

تا نہ خود از سخن یقیں بخشید　　کس ز زندانِ ریب و شک نرہید

جب تک اُس نے خود اپنے کلام کے ذریعہ یقین نہ بخشا تب تک کوئی شک و شبہ کے قید خانہ سے آزاد نہ ہوا

ہرچہ باشد ز زہد و صدق و سداد	بے یقیں سست باشدش بنیاد

زہد اور صدق اور سداد کی جو بات بھی ہو۔ بغیر یقین کے اُس کی بنیاد کمزور ہوتی ہے

گر یقیں نیست بر خدائے یگاں	از محالات قوتِ ایماں

اگر خدائے واحد پر یقین نہیں ہے۔ تو قوتِ ایمان ناممکن ہے

بے یقیں دین و کیش بیہودہ است	بے یقیں ہیچ دل نیاسودہ است

دین و مذہب بغیر یقین کے بالکل فضول ہیں کوئی دل بغیر یقین کے آرام نہیں پا سکتا

بے یقین و تجلیاتِ یقیں!	کس نہ رستہ ز دامِ دیوِ لعیں

بغیر یقین کے اور بغیر یقین کی روشنیوں کے کوئی شخص شیطان لعین کے پھندے سے آزاد نہ ہو سکا

بے یقیں از گنہ نہ رست کسے	دائم احوالِ شیخ و شاب بسے

یقین کے بغیر کوئی شخص کبھی گناہ سے نہیں چھوٹتا میں بہت سے بوڑھوں اور جوانوں کے حال سے آگاہ ہوں

آں خدائے کہ ذاتِ اوست نہاں	دُور تر از دو چشمِ عالمیاں

وہ خدا جس کی ذات پوشیدہ ہے اور اہل جہان کی آنکھوں سے بہت دُور ہے

بر وجودش یقیں چساں آید	گر نظر نیست گفتگو باید

اس کے وجود پر کس طرح یقین حاصل ہو اگر دیدار نہیں تو گفتگو ضروری ہے

زیں سبب ہست حاجتِ گفتار	گر میسّر نمے شود دیدار

اسی واسطے الہام کی ضرورت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا

بے کلام و شہادتِ آیات	کے یقیں میشود کہ ہست آں ذات

بغیر کلام اور نشانات کی گواہی کے کس طرح یقین آئے کہ وہ ذات موجود ہے

بے یقین کے ہمی شود دل پاک | مُردہ چوں سر برآرد از تہِ خاک

بغیر یقین کے دل بھی کب پاک ہو سکتا ہے خاک کے نیچے سے مُردہ کیونکر سر اُٹھا سکتا ہے

گر یقیں نیست نیز ایماں نیست | زہد و صدق و ثبات و عرفاں نیست

اگر یقین نہیں تو ایمان بھی نہیں ہے اس طرح بغیر یقین کے زہد۔ صدق۔ استقلال اور عرفان بھی حاصل نہیں ہوتا

جز بہ یقیں مشکل ست صدق و ثبات | سخت دشوار ترکِ منہیات

بغیر یقین کے وفاداری اور استقامت مشکل ہے اور گناہوں کا ترک کرنا بھی سخت دشوار ہے

زیں سبب خلق شد چو مُردارے | سر تہی گشت از سرِ یارے

اسی وجہ سے خلقت مُردار کی طرح ہو گئی اور یار کی محبّت سے دل خالی ہو گیا

روز و شب کاروبارِ فسق و فجور | حاصلِ عمر کفر و کبر و غرور

لوگ دن رات فسق و فجور میں مبتلا ہیں زندگی کا ماحصل کفر تکبّر اور غرور ہو گیا ہے

دین و مذہب برائے آں باشد | کہ یقیں سوئے حق کشاں باشد

دین اور مذہب تو اس لیے ہوتا ہے کہ یقین پیدا کر کے وہ خدا کی طرف کھینچے

ایں چہ دینے کہ مے کشد ہر آں | سوئے شیطان و سیرتِ شیطاں

یہ دین کیسا ہے جو ہر لحظ شیطان اور شیطانی حرکتوں کی طرف کھینچتا ہے

از ریا عیب خویش مے پوشند | ہر دم از حرص و آز مے جوشند

یہ لوگ ریا سے اپنے عیبوں کو چھپاتے ہیں اور ہر وقت ان میں لالچ اور حرص جوش مار رہے ہیں

چوں یقیں نیست بر خدائے وحید | لاجرم نفس شد خبیث و پلید

چونکہ خدائے واحد پر یقین ہی نہیں ہے اس لیے بے شک نفس گندہ اور پلید ہو گیا ہے

نفس دُوں تا نہ بیند آں انوار — کے شود سرد خواہش مُردار

نفسِ دُوں جب تک وہ انوار نہ دیکھے تب تک مُردار کی خواہش کب سرد ہو سکتی ہے

ہست واللہ کلامِ ربّانی — از خُدا آلۂ خُدا دانی!

خدا کی قسم یہ خدا کا کلام ہی ہے جو خدا کی طرف سے خدا شناسی کا آلہ ہے

اژدہائے دماں کہ نفسش نام — بے کلامِ خدا نہ گردد رام

وہ خونخوار اژدہا جس کا نام نفس ہے۔ خدا کے کلام کے بغیر مطیع نہیں ہوتا

ایں فسوں است بہرِ ایں مارے — کز لبِ یار یک دو گفتارے

اس سانپ کا یہی منتر ہے کہ محبوب کے منہ سے ایک دو باتیں سُن لی جائیں

وہ چہ دارد اثر کلامِ خُدا! — دیو بگریزد از پیامِ خُدا

واہ وا۔ خدا کا کلام کیا اثر رکھتا ہے کہ اس کے پیام سے شیطان بھاگتا ہے

دُزد را کار ہست با شبِ تار — چوں سحر شد گریزد آں غدّار

چور کا تعلق اندھیری رات کے ساتھ ہے جہاں صبح ہوئی اور وہ غدار بھاگا

ہمچو قولِ خُدا کدام سحر — کہ رود تیرگی ازو یکسر

خدا کے کلام جیسی اور کونسی صبح ہے جس کی وجہ سے اندھیرا بالکل دُور ہو جائے

ہر کرا ایں در برو خدا بکشاد — بے توقف خدایش آمد یاد

جس شخص پر خدا نے الہام کا دروازہ کھول دیا اُسے ہمیشہ خدا یاد رہتا ہے

آنچناں دُور شد زِ خبث و فساد — کہ نماند اثر ز استعداد

وہ شرارت اور فساد سے اتنا دُور ہو جاتا ہے کہ ان باتوں کی صلاحیت ہی اس میں نہیں رہتی

واں کہ در عمرِ خود ندید آں نور ۔۔۔ کور ماند و زِ نورِ حق مہجور!

اگر جس نے عمر بھر وہ روشنی نہیں دیکھی وہ اندھا اور خدا کے نور سے دُور ہی رہا

کس نیابد ازاں یگاں اسرار ۔۔۔ جز سعیدے کہ یابد آں گفتار

کوئی بھی اس معبود یکتا سے اسرار حاصل نہیں کرتا سوائے اس سعادت مند کے جسے الہام نصیب ہو جائے

ہر کہ ایں مہر بر سرِ اُو تافت ۔۔۔ ذوقِ مہرِ خدا ہماں کس یافت

جس کے سر پر یہ آفتاب چمکا وہی خدا کی محبت کا مزا چکھتا ہے

ہیچ دانی کلامِ رحماں چیست ۔۔۔ واں کہ آں خور بیافت آں مہ کیست

تجھے خبر بھی ہے کہ رحمان کا کلام کیا چیز ہے اور وہ چاند کونسا ہے جس کے پاس کلام رحمان کا سورج ہے

آں کلامش کہ نورہا دارد ۔۔۔ شک و ریب از قلوب بردارد

اس کا وہ کلام جو اپنے اندر انوار رکھتا ہے دلوں سے شک و شبہ کو دُور کر دیتا ہے

نور در ذاتِ خویش و نور دہد ۔۔۔ رگِ ہر شک و ہر گماں ببرد

وہ خود بھی نور ہے اور دوسروں کو بھی نور عطا کرتا ہے اور ہر شک اور گمان کی جڑ کاٹ دیتا ہے

دل کہ باشد گرفتۂ اوہام ۔۔۔ یابد از وے سکینت و آرام

وہ دل جو وہم میں گرفتار ہو اسی سے تسکین اور آرام پاتا ہے

ہمچو میخے کہ ہست فولادی! ۔۔۔ در دل آید فزایدت شادی

وہ ایک فولادی میخ کی طرح دل میں گڑ جاتا ہے اور خوشی کو بڑھاتا ہے

زو رہد عادتِ فساد و شقاق ۔۔۔ چارۂ زہرِ نفس چوں تریاق

اس کی برکت سے فساد اور جھگڑے کی عادت دُور ہوتی ہے اور وہ تریاق کی طرح نفس کے زہر کا علاج ہے

کارہا مے کند بہ انسانے | ہمچو بادِ صبا بہ بستانے

امام انسان کے ساتھ وہی کام کرتا ہے جو باد صبا باغ کے ساتھ کرتی ہے

مے کشاید دو چشمِ انساں را | مے نماید جمالِ رحماں را

امام آدمی کی دونوں آنکھوں کو کھول دیتا ہے اور رحمان کا جمال دکھلا دیتا ہے

درِ وحیِ خدا چو گرود باز | بستہ گردد بہ آدمی درِ آز

جب خدا کی وحی کا دروازہ کھلتا ہے تو آدمی پر حرص کا دروازہ بند ہو جاتا ہے

یک کشش کار مے کند بہ دروں | در دل آید فرو رُخِ بیچوں

اس کی ایک کشش انسان کے باطن کو درست کر دیتی ہے اور اس یکتا خدا کا چہرہ دل کے اندر اتر جاتا ہے

زاں کشش دل ہمی شود بیدار | متنفّر زِ غیر و طالبِ یار!

اس کشش سے دل بیدار ہو جاتا ہے اور وہ غیر سے متنفر اور خدا کا طالب بن جاتا ہے

رُو زِ ہر حرص و آز تابندہ | سوئے یارِ ازل شتابندہ

وہ ہر لالچ اور حرص سے منہ پھیر لیتا ہے اور یار ازلی کی طرف دوڑتا ہے

میوہ از روضۂ فنا خوردہ | واز خود و آرزوئے خود مُردہ

باغِ فنا کا میوہ کھاتا ہے خودی اور خواہش نفسانی کی طرف سے مر جاتا ہے

سیلِ عشقش زِ جائے خود بردہ | رخت در جائے دیگر آوردہ

خدا کی محبت کا سیلاب اسے اپنی جگہ سے بہا کر لے جاتا ہے اور وہ کسی اور جگہ اپنا ڈیرہ ڈال دیتا ہے

پاک و طیّب بچشمِ بے چونے | پیشِ کوراں خبیث و ملعونے

وہ خدائے بیچوں کی نظر میں پاک صاف ہو جاتا ہے اگرچہ اندھوں کے نزدیک خبیث اور ملعون ہوتا ہے

از یقیں پُر چو شیشۂ عطار | لااُبالی ز لعنتِ اغیار

وہ یقین سے ایسا پُر ہوتا ہے جیسے عطار کا شیشہ اور نا اہلوں کی لعنت سے لاپروا ہو جاتا ہے

دستِ غیبے کشیدہ دامنِ دل | برکشیدہ دو دستِ یارِ زگل

ایک غیب کا ہاتھ اس کے دامن کے دل کو کھینچ لیتا ہے اور یار کے دونوں ہاتھ اسے کیچڑ سے نکال لیتے ہیں

پاک دل، پاک جان و پاک ضمیر | دور تر از مکاید و تزویر

وہ پاک دل پاک روح اور پاک خیال ہو جاتا ہے۔ چالاکیوں اور جھوٹ سے بہت دور

آنچناں عشق تیز مرکب راند | کہ ازاں مُشتِ خاک ہیچ نماند

عشق نے گھوڑے کو اتنا تیز دوڑایا کہ اُس مشتِ خاک کا کچھ بھی باقی نہ رہا

کشتۂ دلبر و دلآرامے | رستہ یکسر ز ننگ و از نامے

دلبر اور دلارام پر قربان اور ننگ و ناموس بالکل بے پروا ہو جاتا ہے

پُر زِ عشق و تہی ز ہر آزے | قصہ کوتاہ کرد آوازے

وہ عشق سے بھرپور اور حرص سے خالی ہوتا ہے ایک ہی آواز نے اُس کا کام تمام کر دیا ہے

آں ندائے یقیں کہ گوش شنید | کرد کار و ز غیرِ حق ببرید

اُسی یقینی آواز نے جو اس کے کانوں میں پڑی بڑا کام کیا اور اُسے غیر اللہ سے منقطع کر دیا

رفتہ بیروں زِ حلقۂ اغیار | دل بریدہ زِ غیرِ آں دلدار

وہ غیروں کے دائرہ سے باہر نکل گیا اور غیر اللہ سے بے تعلق ہو گیا

پاک گشتہ زِ لوثِ ہستیِ خویش | رستہ از بندِ خود پرستیِ خویش!

وہ اپنی ہستی کی آلودگی سے پاک ہو گیا اور خود پرستی کی قید سے آزاد

آنچناں یار در کمند انداخت | کہ نداند بدیگرے پرداخت

یار نے اس طرح اُسے اپنی کمند میں لے لیا۔ کہ وہ دوسروں سے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا

قدم خود نزدہ براہِ عدم | گم بیادش زِ فرق تا بقدم

فنا کے راستے پر چل پڑا اور اس کی یاد میں سر سے پیر تک گُم ہو گیا

ذکرِ دلبر غذائے او گشتہ | ہمہ دلبر بجائے اوِ گشتہ!

دلبر کا ذکر اس کی غذا ہو گیا بلکہ سارا دلبر اس کے لیے ہو گیا

سوختہ ہر غرض بجز دلدار | دوختہ چشمِ دل زِ غیرِ نگار

اُس نے سوائے دلدار کے اپنی ہر خواہش کو جلا دیا اور محبوب کے سوا ہر چیز کی طرف سے آنکھ بند کر لی

دل و جاں بر رُخے فدا کردہ | وصلِ او اصلِ مدّعا کردہ

اُس کے چہرہ پر جان و دل فدا کر دیا اور اس کے وصل کو اپنا خاص مدّعا بنا لیا

مردہ و خویشتن فنا کردہ | عشق جوشید و کارہا کردہ

وہ مر گیا اور اس نے اپنے تئیں فنا کر دیا۔ عشق جوش میں آیا اور اس نے سب کام کر دیئے

از خودی ہائے خود فتاد جُدا | سیل پُر زور بود بُرد از جا

اپنی خودی سے الگ ہو گیا۔ سیلاب بہت زور کا تھا اُسے بہا کر لے گیا

تن چو فرسود دل ستاں آمد | دل چو از دست رفت جاں آمد

جب بدن کمزور ہو گیا تو محبوب آ گیا۔ جب دل ہاتھ سے چلا گیا تو محبوب تشریف لے آیا

عشقِ دلبر بروئے او بارید | ابرِ رحمت بکوئے او بارید

محبوب کا عشق اس کے چہرہ سے ظاہر ہونے لگا اور ابرِ رحمت اس کے کوچہ میں برسنے لگا

از یقینے کہ شد ز گفتارے	در دلِ او بروست گلزارے

اس یقین کی وجہ سے جو الہام نے پیدا کیا تھا، اُس کے دل میں ایک گلزار کھل گیا

ہر ظہورے یکے سبب دارد	داند آں کو بدل طلب دارد

ہر نئی بات کا ایک سبب ہوا کرتا ہے اس کو وہی سمجھتا ہے جس کے دل کو طلب لگی ہوئی ہو

پس چنیں شورشِ محبتِ یار	کہ بشوید ہم از خودی آثار

پس دوست کی محبت کی ایسی شورش جو خودی کے آثار تک مٹا ڈالے

ایں میسر نمے شود زنہار	جز سخنہائے دلبر و دلدار

ہرگز میسر نہیں آسکتی سوائے دلبر اور دلدار کی باتوں کے

عشق کو رو نماید از دیدار	نیز گہ گہ بخیزد از گفتار

وہ عشق جو دیدار سے پیدا ہوا کرتا ہے کبھی کبھی گفتار سے بھی پیدا ہوتا ہے

بالخصوص آں سخن کہ از دلدار	خاصیت دارد اندریں اسرار

خاص کر دلدار کی وہ باتیں جو اسرار کے طور پر عشق پیدا کرنے والی خاصیت اپنے اندر رکھتی ہیں

کُشتۂ اُو نہ یک نہ دو نہ ہزار	ایں قتیلانِ اُو بروں ز شمار

ان باتوں کے فدائی صرف ایک دو یا ہزار انسان ہی نہیں ہیں بلکہ اُس کے کشتے بے شمار ہیں

ہر زمانے قتیل تازہ بخواست	غازۂ روئے اُو دمِ شہداست

ہر وقت وہ ایک نیا قتیل چاہتا ہے اس کے چہرہ کا غازہ شہیدوں کا خون ہوتا ہے

ایں سعادت چو بود قسمتِ ما	رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما

یہ سعادت چونکہ ہماری قسمت میں تھی رفتہ رفتہ ہماری نوبت بھی آپہنچی

کربلائے است سیرِ ہر آنم	صد حسین است در گریبانم[1]

کربلا میری ہر آن کی سیرگاہ ہے۔ سینکڑوں حسین میرے گریبان کے اندر ہیں

آدمم نیز احمدِ مختار	در برم جامۂ ہمہ ابرار

میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار بھی میرے جسم پر تمام ابرار کے خلعت ہیں

کارہائے کہ کرد بامن یار	برتر آں دفتر است از اظہار

وہ کام جو خدا نے میرے ساتھ کیے وہ اتنے زیادہ ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے

آنچہ داداست ہر نبی را جام	داد آں جام را مرا بتمام

جو جام اس نے ہر نبی کو عطا کیا تھا وہی جام اس نے کامل طور سے مجھے بھی دیا ہے

دلِ من بُرد و اُلفت خود داد	خود مرا شد بوحیِ خود اُستاد

وہ میرا دل لے گیا اور اپنی الفت مجھے دے دی اور وحی کے ذریعہ آپ میرا اُستاد بن گیا

وحی اُو را عجب اثر دیدم	رُوئے آں مہر زاں قمر دیدم

میں نے اُس کی وحی میں عجب اثر دیکھا یعنی اُس سورج کا چہرہ اس چاند کے طفیل نظر آ گیا

دیدم از خلق رنج و مکروہات	وانچہ چیز است پیش ایں لذات

میں نے مخلوق سے جو رنج اور تکلیفیں دیکھیں وہ اِن لذتوں کے آگے کیا چیز ہیں

دیدم از ہجرِ خلق جلوۂ یار	کارِ دیگر بر آمد از یک کار

میں نے خلقت سے علیحدہ ہو کر یار کا جلوہ دیکھا۔ ایک کام سے دوسرا کام نکل آیا

---

[1] اس شعر کا صرف یہ مطلب ہے کہ حضرت حسین تو ایک ہی مرتبہ کربلا گئے تھے مگر میں ہر وقت کربلا یعنی مصیبت میں ہوں اور مجھ پر ایک سو حسینوں کے برابر مصیبت پڑی ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایسے ایسے سو حسین میری جیب میں پڑے ہیں (محمد اسماعیل پانی پتی)

آنچہ من بشنوم ز وحیِ خدا | بخدا پاک دانمش ز خطا

جو کچھ خدا کی وحی سے میں سنتا ہوں خدا کی قسم میں اُسے غلطی سے پاک سمجھتا ہوں

ہمچو قرآں منزّہ اش دانم | از خطاہا ہمیں است ایمانم

میں اُسے قرآن کی طرح غلطیوں سے پاک جانتا ہوں اور یہی میرا ایمان ہے

من خدا را بدو شناختہ ام | دل بدیں آتشش گداختہ ام

میں نے خدا کو اسی کے ذریعہ سے پہچانا ہے خدا کی اس آگ سے ہی میں نے اپنے دل کو گداز کیا ہے

بخدا ہست ایں کلامِ مجید | از دہانِ خدائے پاک و وحید

خدا کی قسم یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ خدائے قدوس اور واحد کے منہ سے نکلا ہُوا ہے

آنچہ بر من عیاں شد از دادار | آفتابے است با دو صد انوار

جو کچھ مجھ پر خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے وہ ایک آفتاب ہے جو سینکڑوں انوار اپنے ساتھ رکھتا ہے

ایں خدائیست ربّ اربابم | بجہ رو آرم ار ازو تابم

یہ ہے میرا خدا جو ربّ الارباب ہے اگر میں اس سے رُو گردانی کروں تو پھر کس کی طرف رُخ کروں؟

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے | من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

اگرچہ انبیاء بہت ہوئے ہیں، مگر میں معرفت الٰہی میں کسی سے کم نہیں ہوں

وارثِ مصطفےٰ شدم بہ یقیں | شدہ رنگیں برنگِ یارِ حسیں

میں یقیناً مصطفےٰ کا وارث ہوں اور اُس حسین محبوب کے رنگ میں رنگین ہوں

آں یقینے کہ بود عیسےٰ را | بر کلامے کہ شد برو القا

وہ یقین جو عیسیٰ کو اُس کلام پر تھا جو اُس پر نازل ہُوا تھا

واں یقینِ کلیم بر تورات	واں یقیں ہائے سید السادات

اور وہ یقین جو موسیٰ کو تورات پر تھا اور وہ یقین جو سید المرسلین کو حاصل تھا

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں	ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

میں یقین کے معاملہ میں اُن میں سے کسی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ بولتا ہو وہ لعنتی ہے

لیک آئینہ ام ز ربّ غنی	از پئے صورتِ مہِ مدنی

لیکن میں ربِّ غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اُس مدینہ کے چاند کی صورت دنیا کو دکھانے کے لیے

ہر چہ آں یار بر دلِ من ریخت	نہ شیاطیں بدو نہ نفس آمیخت

جو کچھ (الہام) اُس یار نے میرے دل میں ڈالا اُس میں نہ شیطان نے ملاوٹ کی نہ نفس نے

خالص آمد کلام آں دادار	زیں سبب شد دلم پُر از انوار

اُس خدا کی طرف سے خالص کلام نازل ہُوا اس لیے میرا دل انوار سے بھر گیا

ہست آں وحیِ تیرہ سوختنی	کہ نبود است بر یقیں مبنی

وہ تاریک وحی جلا دینے کے قابل ہے جو یقین پر مبنی نہ ہو

لیکن ایں وحی بالیقیں ز خداست	ہمہ کارم ازاں یقیں شدہ راست

لیکن میری یہ وحی یقیناً خدا کی طرف سے ہے میرا سب کام یقین کی وجہ سے ہی ٹھیک ہو گیا

آمدم آں زماں کہ بادِ خزاں	کرد یکسر ریاضِ دیں ویراں

میں ایسے زمانہ میں آیا ہوں جب بادِ خزاں نے دین کے باغ کو یکسر اجاڑ دیا تھا

در مشائخ نماند جز تزویر	عالماں ہم نشستہ ہمچو ضریر

مشائخ میں سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہ رہا تھا اور عالم بھی اندھوں کی طرح معذور ہو گئے تھے

عاشقِ زر شدند و دولت و جاہ | دل تہی از محبّتِ آں شاہ

وہ اہل دولت اور عزت کے عاشق ہو گئے تھے اور دِل اُس بادشاہ کی محبّت سے خالی تھا

اندریں روزہائے چوں شبِ تار | قوم را دید حق بحالتِ زار

ان ایّام میں جو اندھیری رات کی طرح کے تھے خدا نے ہماری قوم کو حالتِ زار میں دیکھا

پس مرا از جہانیاں بگزید | در دلم رُوحِ پاکِ خویش دمید

پس مجھے اہلِ دُنیا میں سے چُن لیا اور میرے دل میں اپنی پاک روح پھونکی

در دلِ من ز عشق شور افگند | خود مرا شد گسست ہر پیوند

میرے دل میں عشق کا جوش ڈال دیا وہ آپ میرا بن گیا اور ہر تعلق غیر کا توڑ ڈالا

کرد دیوانہ و خرد ہا داد | بست یک در ہزار در بکشاد

مجھے دیوانہ کر کے عقلیں بخشیں اور ایک دروازہ بند کر کے ہزاروں دروازے کھول دیے

خلق و مردم نصیحتم بکنند | تا ببرّم ز یار خود پیوند

مخلوق اور لوگ مجھے نصیحت کرتے ہیں کہ میں دوست سے تعلق منقطع کر لوں

من نیم کور تا چو کورانے | بگزینم چہ ز بستانے

میں نابینا نہیں ہوں کہ اندھوں کی طرح باغ چھوڑ کر کنویں کو اختیار کر لوں

آں برِ تازہ کاں عطیّۂ یار | چوں ز دست افگنم پئے مردار

وہ تازہ میوہ جو محبوب کا عطیہ ہے میں اُسے اس مردار دُنیا کے لیے کیونکر پھینک دوں

گر جہانے بدشمنی خیزد | تیغ گیرد کہ خونِ من ریزد

اگر ایک جہان میری دشمنی پر کھڑا ہو جائے اور تلوار پکڑ لے کہ میرا خون گرا دے

من نہ آنم کہ ترکِ او گویم | جانِ من ہست یارِ مہ رویم

تب بھی میں ایسا نہیں ہوں کہ اُسے چھوڑ دوں میرا وہ ماہ رو یار تو میری جان ہے

رخت ہرگز نہ کوچہ اش بنرم | بزدلاں دیگراند و من دگرم

میں اُس کی گلی سے اپنا ڈیرہ ہرگز نہ اٹھاؤں گا بزدل لوگ اور ہوتے ہیں اور میں اور ہوں

فارغم کرد عشقِ صورتِ یار | از غمِ حملہ ہائے ایں اغیار

محبوب کے عشق نے مجھے بے پروا کر دیا ہے۔ ان دشمنوں کے حملوں کے غم سے

شورشِ عشق ہست ہر آنے | تا بکے خیرِ ایں گریبانے

میرے اندر ہر وقت عشق کا ایک جوش ہے دیکھیے یہ گریبان کب تک سلامت رہتا ہے!

ناصحاں را خبر نہ حالم نیست | گذرے سوئے آں زلالم نیست

نصیحت کرنے والوں کو میرے حال کی کچھ خبر نہیں۔ میرے مصفّا پانی کی طرف ان کا گذر نہیں ہوا

آمدم چوں سحر بلجۂ نور | تا شود تیرگی زِ نورم دُور

میں نور کا ایک طوفان لے کر صبح کی طرح آیا ہوں تاکہ یہ اندھیرا میرے نور کی وجہ سے دُور ہو جائے

شور انگندہ ام کہ تا زیں کار | خلق گردد زِ خواب خود بیدار

میں نے شور برپا کر رکھا ہے تا کہ اس کی وجہ سے خلقت اپنی نیند سے بیدار ہو جائے

غافلاں من زِ یار آمدہ ام | ہمچو بادِ بہار آمدہ ام

اے غافلو۔ میں محبوب کے پاس سے آیا ہوں اور باد بہار کی طرح آیا ہوں

ایں زمانم زمانۂ گلزار | موسمِ لالہ زار و وقتِ بہار

یہ میرا زمانہ گلزار کا زمانہ ہے۔ یعنی لالہ زار کا موسم اور بہار کا وقت ہے

آمدم تا نگار باز آید	بیدلاں را قرار باز آید

میں اس لیے آیا ہوں تا کہ محبوب لوٹ آئے اور بے دل لوگوں کو پھر آرام نصیب ہو

دستِ غیبم بپرورد ہر دم	کرد وحیش بمن ظہورِ اتم

ایک غیبی ہاتھ ہر دم میری پرورش کرتا ہے اور اس کی وحی نے کامل طور سے مجھ پر ظہور کیا ہے

نورِ الہام ہمچو بادِ صبا	نزدم آرد زغیب خوشبوہا

الہام الٰہی کا نور بادِ صبا کی طرح غیب سے میرے پاس خوشبوئیں لا رہا ہے

زندہ شد ہر نبی بآمدنم	ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہوگیا اور ہر رسول میرے پیراہن میں پوشیدہ ہے

پُر شد از نورِ من زمان و زمیں	سرِ منوزت بر آسماں از کیں

میرے نور کی وجہ سے زمین و زماں روشن ہو گئے مگر ابھی تیرا سر عداوت سے آسمان پر ہے

با خدا جنگ ہا کنی ھیھات	ایں چہ جور و جفا کنی ھیھات

افسوس کہ تو خدا سے جنگ کر رہا ہے۔ یہ کیا ظلم و جفا کر رہا ہے۔ تجھ پر افسوس

از تورّع بروں نہادی پا	ہوش کُن اے بُریدہ نساں یکتا

تو نے تقویٰ کی راہ کو چھوڑ دیا۔ اے خدا سے بے تعلق شخص ہوش کر

از پئے خلق ونگ و نام و رسوم	تافتی رو زِ حضرتِ قیوم

تو نے مخلوقات ننگ و ناموس اور رسوم کی خاطر اپنا منہ اُس قیوم کی بارگاہ سے پھیر رکھا ہے

رو بدو کن کہ رو رُخِ یار است	ہمہ رو ہا فدائے دلدار است

اپنا منہ اُس کی طرف کر کہ اسی کا چہرہ تو اصل چہرہ ہے سارے چہرے اس دلدار پر سے قربان ہیں

وحیِ حق را چو نشنوی از ما | این مگو ما نیافتیم چرا
جب تو ہم سے خدا کی وحی سنے تو یہ نہ کہو کہ وہ ہم کو کیوں نہ ملی

تا نہ کارِ دلت بجاں برسد | چوں پیامت ز دلستاں برسد
جب تک تیرے دل کا کام تمام نہ ہو جائے کس طرح محبوب کا پیغام تیرے پاس پہنچے

تا نہ از خودی روی جدا گردی | تا نہ قربانِ آشنا گردی
جب تک تو خود روی سے الگ نہ ہو اور جب تک تو دوست پر فدا نہ ہو

تا نیائی ز نفسِ خود بیروں | تا نہ گردی بروئے اُو مجنوں
جب تک تو اپنی نفسانیت سے باہر نہ آئے اور جب تک اُس کے چہرہ کا دیوانہ نہ بن جائے

تا نہ خاکت شود بسانِ غبار | تا نہ گردد غبارِ تو خونبار
جب تک تیری خاک غبار کی طرح نہ ہو جائے اور جب تک تیرے غبار میں سے خون نہ ٹپکے

تا نہ خونت چکد برائے کسے | تا نہ جانت شود فدائے کسے
جب تک تیرا خون کسی کی خاطر نہ بہے اور جب تک تیری جان کسی پر قربان نہ ہو جائے

چوں دہندت بکوئے جاناں راہ | چوں ندا آیدت از آں درگاہ
تب تک تجھے کوئے جاناں کا راستہ کیوں کر ملے اور اُس درگاہ کی طرف سے تجھے آواز کیونکر آئے

تو حریصِ درہم و دینار | روز و شب چوں سگاں براں مُردار
تو تو روپے پیسے کا لالچی ہے اور دن رات اسی مردار پر کتوں کی طرح گرا ہُوا ہے

باچنیں حرص و آز و کبر و غرور | چوں نمانی ز کوئے جاناں دُور
اس قدر لالچ حرص تکبر اور غرور کے ساتھ کیا وجہ ہے کہ تو کوئے جاناں سے دُور نہ رہے

اگر بجوئی سوارِ ایں رہِ راست	اندر آنجا بجو کہ گرد نخاست

اگر تو اِس سیدھے رستے کے سوار کو ڈھونڈتا ہے تو وہاں ڈھونڈ جہاں سے گرد اٹھی ہے

اندر آنجا بجو کہ زور نماند	خود نمائی و کبر و شور نماند

وہاں ڈھونڈ جہاں زور باقی نہیں رہا۔ خود نمائی۔ تکبر اور جوش نہیں رہا

اندر آنجا بجو کہ مرگ آمد	چوں خزاں رفت بار و برگ آمد

وہاں ڈھونڈ جہاں موت آگئی ہے جب خزاں چلی جاتی ہے تو پھل اور پتوں کا موسم آتا ہے

فانیاں را جہانیاں نرسند	جانیاں را زبانیاں نرسند

دنیا دار باخدا لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے باتیں بنانے والے جان دینے والوں کے برابر نہیں ہو سکتے

لاف ہائے زباں بود مُردار	جز سگاں کس نجویدش زنہار

زبانی دعوے مُردار کی طرح ہوتے ہیں۔ کتوں کے سوا کوئی ان کو نہیں ڈھونڈتا

در دلے چوں بروید آں گلزار	بُلبلش اہلِ دل شوند ہزار

جب کسی دل میں وہ گلزار پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ہزاروں صاحبِ دل اس کے بلبل بن جاتے ہیں

ایں قبولیّت از خدا آید	نہ بہ تزویر و افترا آید!

مگر یہ قبولیت بھی خدا ہی کی طرف سے آتی ہے۔ فریب اور افترا سے نہیں آتی

چادرے کاندرو خدا باشد	صد عزیزے برو فدا باشد

وہ چادر جس کے اندر خدا ہو سینکڑوں عزت دار انسان اُس پر قربان ہوتے ہیں

در بود زیرِ جامہ شیطانے	زود بینی تباہ و ویرانے

اور اگر کپڑے کے نیچے شیطان ہو تو جلدی ہی تو اُسے تباہ اور ویران ہوتے دیکھ لے گا

یعنی خاکساروں کے درمیان

می خوری زہر گر تو بخل و حسد | می کنی با عباد ربِّ احد
اگر تو خدائے واحد کے بندوں سے بخل اور حسد کرتا ہے تو تُو زہر کھاتا ہے

تا نہ میری بتر زِ مُرداری | دُور از فضلِ حضرتِ باری
جب تک تو فنا نہیں ہوتا تب تک مُردار سے بھی بدتر ہے اور خدا کی رحمت سے دُور ہے

تا نہ گردد سرت نگوں زِ نیاز | پردہ از نفسِ تو نہ گردد باز
جب تک تیرا سر عاجزی کے ساتھ نیچا نہ ہوگا تب تک تیرے نفس کے سامنے سے پردہ نہ ہٹے گا

تا نہ ریزد تُرا ہمہ پر و بال | اندر اینجا پریدن است محال
جب تک تیرے سب بال و پر نہ جھڑ جائیں گے۔ تب تک اس راہ میں تیرا اُڑنا محال ہے

پردہ نیست بر رُخِ دلدار | تو زِ خود پردہ خودی بردار
دلبر کے چہرہ پر تو کوئی پردہ نہیں ہے مگر تو اپنے آگے سے خودی کا پردہ اٹھا

ہر کہ را دولتِ ازل شد یار | کارِ او شد تذلل اندر کار
جسے لازوال دولت مل جاتی ہے اُس کا کام ہر بات میں عجز و انکسار ہوتا ہے

آں سعیداں لقائے او دیدند | کہ بلا ہا برائے او دیدند
اُن خوش قسمتوں نے اُس کے چہرہ کو دیکھ لیا جنہوں نے اُس کی راہ میں مصیبتیں اٹھائیں

آبرو ریختہ پئے آں شاہ! | دل زکف داز سرافتادہ کلاہ
اُس بادشاہ کے لیے انہوں نے اپنی عزت قربان کر دی دل ہاتھ سے گیا اور ٹوپی سر سے اُتری

گر نیابند سوئے یار گذر | از غمش جاں کنند زیر و زبر
اگر وہ محبوب کی طرف رستہ نہیں پاتے تو اُس کے غم میں اپنی جان زیر و زبر کر دیتے ہیں

کردہ بنیادِ خود ہمہ ویراں | ہم ملائک زِ صدقِ شاں حیراں
انہوں نے اپنی ہستی کی بنیاد اکھیڑ دی یہاں تک کہ فرشتے بھی اُن کی وفاداری پر حیران ہیں

چوں دلے سوئے دل رہے دارد | یار چوں یارِ خویش بگذارد!
چونکہ دِل کو دل کی طرف راہ ہوتی ہے۔ پس یار اپنے یار کو کیونکر چھوڑ دے

لاجرم ایں چنیں وفادارے | جامِ عزّت خورد ازاں یارے
پس ضرور ایسا وفادار اس دوست کے ہاتھ سے عزّت کا جام پیتا ہے

ہمچو دیوانہ یک جہاں خیزد | تا بیک لحظہ خونِ اُو ریزد
ایک جہان دیوانوں کی طرح اُٹھ کھڑا ہوتا ہے تاکہ ذرا سی دیر میں اُس کا کام تمام کردے

لیکن آں یار خود فرود آید | تا عدو را دو دست بنماید
لیکن وہ یار خود نازل ہوتا ہے۔ تاکہ دشمنوں کو دو دو ہاتھ دکھائے

ہمچنیں صادقاں نشاں دارند | قدسیاں بہرِ شاں بہ پیکار اند
صادقوں کے یہی نشانات ہوتے ہیں اُن کی خاطر فرشتے جنگ کرتے ہیں

ایں نہاں جنگ گر بشر دیدے | راہِ مردانِ راہ بگزیدے
اگر بشر اس مخفی جنگ کو دیکھتا تو خدا کے راستے پر چلنے والوں کا طریقہ اختیار کر لیتا

ہر عدوّے کہ خیزد از سرِ کیں | خود بکوبد سرش خدائے معیں
ہر دشمن جو عداوت کی راہ سے اٹھتا ہے تو خدائے معین خود اُس کا سر کچل دیتا ہے

چوں شود بندہ یارِ آں جاناں | بر کابش دوند سُلطاناں
جب بندہ اُس محبوب کا دوست بن جاتا ہے تو بادشاہ اُس کی رکاب کے ساتھ دوڑتے ہیں

ہر کہ جاں بہرِ یار باختہ است	یارِ ما قدرِ او شناختہ است

جس نے کبھی اپنی جان خدا کے لیے قربان کی۔ ہمارے خدا نے بھی اس کی قدر خوب پہچانی

از سگاں کمتر است دشمنِ او	بدگہر کوفتہ زِ ہاونِ او

اُس کا دشمن کتوں سے بھی بدتر ہے وہ بداصل خدا کی اوکھلی میں کوٹا جاتا ہے

ہست از عادتِ خدائے علیم	مے کند فرق در سعید و لئیم

خدائے علیم کی یہ عادت ہے کہ وہ نیک بخت اور بدبخت میں فرق کر دیتا ہے

ہیچ دانی لئیم راچہ نشاں	آنکہ او دشمنِ امامِ زماں

کیا تجھے خبر ہے کہ بدبخت کی کیا علامت ہے وہ امامِ زماں کا دشمن ہوا کرتا ہے

آنکہ او آمد از خدائے یگاں	پیشِ چشمش زِ خیلِ مفتریاں

جو خدائے واحد کی طرف سے آتا ہے اُس لئیم کی نظر میں وہ مفتری لوگوں میں سے ہوتا ہے

گر نبودے شقی و کرمِ زمیں	توبہ کردے زِ گفتگوئے چنیں!

اگر وہ شقی اور زمین کا کیڑا نہ ہوتا۔ تو ایسی گفتگو سے توبہ کرتا

آنچہ با من کند عنایتِ یار	کے بغیرے شنیدی اے مُردار

وہ یار جو عنایت مجھ پر کرتا ہے اے مُردار کیا تُو نے ویسی کسی اور پر بھی سُنی ہے؟

گر شعارِ تو اتّقا بودے	مشعلِ غیب رہنما بودے

اگر تقویٰ تیرا شعار ہوتا۔ تو غیب کی مشعل تیری رہنما ہوتی

اتّقا را بود زِ صدق آثار	اے سیہ دل ترا بصدق چہ کار

اتقا کی علامت صدق ہے اے سیہ دل انسان تجھے صدق سے کیا مطلب؟

نیستی از خدا تو راز شناس | ہمہ بر ظن و وہم ہست اساس

تو خدا کے راز دل کو نہیں پہچانتا۔ تیری ساری بنیاد ظن اور وہم پر ہے

آنچہ گوئی ز راہ کبر و جحود! | پیش ازیں گفتہ اند قوم یہود

تکبر اور انکار کی وجہ سے جو کچھ تو کہتا ہے اس سے پہلے یہودیوں نے بھی یہی کہا ہے

نفسِ تو فربہ رُوحِ تو خستہ | ہمہ ابوابِ آسماں بستہ

تیرا نفس موٹا ہے اور رُوح بیمار اور آسمان کے سب دروازے تجھ پر بند ہیں

ایں چہ غفلت کہ خوش بدیں کیشی | واز خدا ہیچ گہ نیندیشی

یہ کیا غفلت ہے کہ تو اس روش پر خوش ہے اور خدا تعالیٰ سے بالکل نہیں ڈرتا

اے بسا رازہا کہ عین صواب | پیشِ کوراں مقامِ استعجاب

بہت سے راز ہیں جو اعلےٰ صداقتیں ہیں۔ مگر اندھوں کے لیے وہ تعجب کا مقام ہیں

رہ طلب کُن بگریہ و زاری | تا بجوشد ترحّمِ باری

رو رو کر رستہ ڈھونڈ۔ تا کہ خدا کا رحم جوش میں آئے

یک شب از صدق نعرہ ہا بردار | پیشِ آں عالمِ حقیقتِ کار

اُس واقفِ حال خدا کے سامنے ایک رات خلوص کے ساتھ آہ و زاری کر

از ادب نے براہِ استکبار | تو مدد خواہ اندریں اسرار

تکبر سے نہیں بلکہ ادب کے ساتھ اور ان اسرار کے کھلنے کیلیے اُس سے مدد مانگ

تر کُن از اشکِ خویش بسترِ خویش | باز لب را کشائے با دلِ ریش

اپنے آنسوؤں کے ساتھ اپنے بستر کو تر کر۔ پھر زخمی دل کے ساتھ یوں عرض کر

کائے خدائے علیمِ رازِ نہاں　　کے بعلمت رسد دلِ انساں

کہ اے علیم خدا پوشیدہ رازوں کے واقف بغیر تیرے علم تک انسان کا خیال کہاں پہنچ سکتا ہے

چوں ملایک ندیدہ اند آں نور　　کاں در آدم تو داشتی مستور

جب فرشتوں کو بھی وہ نور نظر نہ آیا۔ جو تو نے آدم میں پوشیدہ رکھا تھا

ماچہ چیزیم وعلمِ ماست چہ چیز　　بے تو در صد خطر قیاس وتمیز

تو ہم کیا ہیں اور ہمارا علم کیا چیز ہے بغیر تیرے عقل اور تمیز کو بھی بے حد خطرہ ہے

ماخطا کار و کارِ ماست خطا　　شد تبہ کارِ ما ز عجلتِ ما

ہم خطا کار ہیں اور ہمارا کام بھی غلط ہے اور ہمارا سب کام ہماری جلدبازی کی وجہ سے تباہ ہو گیا

گر زِ تست اینکہ سوئے تو خواند　　ور ز تو بہتر کدام کس داند

اگر یہ شخص جو ہمیں تیری طرف بلاتا ہے تیری طرف سے ہی ہے اور کون تجھ سے بہتر حقیقتِ حال کو جانتا ہے

گنہِ ما بہ بخش و چشم کُشا!　　تا نمیریم از خلاف و اِبا

تو تُو ہمارے گناہ بخش اور ہماری آنکھیں کھول تاکہ ہم مخالفت اور انکار کی حالت میں نہ مریں

ورنہ ایں ابتلا زِ ما بردار　　کہ رحیمی و قادر و غفّار

ورنہ ہم سے اس ابتلا کو دُور کر کہ تو رحیم قادر اور غفّار ہے

اہلِ اخلاص چوں کنند دُعا　　از سرِ صدق و ابتہال و بکا

جب اخلاص والے لوگ دعا کرتے ہیں صدق، عاجزی اور گریہ و زاری کے ساتھ

شور افتد از آں در اہلِ سما　　زاں رسد حکمِ نصرت و ایوا

تو اُس دعا سے آسمانی عالموں میں شور برپا ہو جاتا ہے اور وہاں سے نصرت اور پناہ کا حکم پہنچ جاتا ہے

پس کجائی چرا نمے آئی　　اندریں بارگاہِ یکتائی

پس اے طالب تو کہاں ہے اور کیوں نہیں آتا اس بارگاہ احدیت کے حضور

تو دعا کن بصدق و سوز و گداز　　تا شود بر دلت درِ حق باز

تو صدق اور سوز و گداز سے دعا کر تاکہ خدا کا دروازہ تجھ پر کھلے

از خودی حالِ خود خراب مکن　　شب پری کارِ آفتاب مکن

خودی سے اپنا حال خراب نہ کر تو تو چمگادڑ ہے آفتاب کا کام نہ کر

چوں رسد عجزِ کس بحدِ تمام　　نصرتِ یار را رسد ہنگام

جب کسی کی عاجزی حدِّ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ تو یار کی مدد کا وقت آ جاتا ہے

پس چرا نصرتش نمے خواہی　　دُور رفتی بگامِ گمراہی

پھر تو اس کی نصرت کیوں نہیں مانگتا۔ تو گمراہی کے قدم کے ساتھ دُور چلا گیا ہے

نہ زماں بینی و نہ حالتِ قوم　　دل چو کوراں زباں کشادہ بلوم

نہ تو زمانہ کا حال دیکھتا ہے نہ قوم کی حالت تیرا دل اندھوں کی طرح ہے اور زبان ملامت کے لیے کھلی ہوئی ہے

ایکہ چشمت ز کبر پوشیدہ　　چہ کنم تا کشایدت دیدہ

اے وہ شخص کہ تیری آنکھ تکبّر سے ڈھکی ہوئی ہے میں کیا کروں جو تیری آنکھیں کھلیں

گر ترا در دلست صدقِ طلب　　خود روی ہا مکن ز ترکِ ادب

اگر تیرے دل میں سچی طلب ہے تو بے ادبی کی وجہ سے خود روی نہ کر

رازِ راہِ خدا بجو ز خدا　　تو نہ چوں خدا بجائے خود آ

خدا کی راہ کا بھید خود خدا ہی سے طلب کر۔ تو خدا کی طرح نہیں ہے اپنی جگہ پر رہ

ہوش دار اے بشر کہ عقلِ بشر	دارد اندر نظر ہزار خطر

اے انسان ہوش کر کہ انسانی عقل اپنی نظر میں ہزاروں نقائص رکھتی ہے

سرکشیدن طریقِ شیطانی است	برخلافِ سرشتِ انسانی است

سرکشی تو شیطانی طریق ہے اور انسانی فطرت کے برخلاف

تا نہ فضلش درِ تو بکشاید	صد فضولی بکنی چہ کار آید

جب تک اُس کا فضل تیرے لیے دروازہ نہ کھولے تو تُو اگر سینکڑوں فضولیاں بھی کرتا ہے سب بیکار ہیں

آں خدائے کہ وعدۂ حکمے	داد از راہِ رحم ولطف ہمے

وہ خدا جس نے ایک حَکَم کا وعدہ اپنے لطف اور رحم کی راہ سے کیا تھا

او بدانست از ازل کہ انام	راہِ خود گم کنند از اوہام

وہ ازل سے یہ جانتا تھا کہ مخلوقات شک وشبہات میں پڑ کر اپنا راستہ بھول جائے گی

ورنہ کارِ حکم چہ خواہد بود	رہ نمائی بمردِ راہ چہ سود

ورنہ پھر حکَم کا کام کیا ہوگا؟ ٹھیک راستے پر چلنے والے انسان کو راہ دکھانے کا کیا فایدہ

راہ گم کردہ را حَکَم باید	تا بدو راہِ راست بنماید

حَکَم تو گمراہ کے لیے درکار ہوتا ہے تا کہ وہ اس کو سیدھا رستہ دکھائے

ایں مگو ما خودیم عالمِ دیں	تو بہ کن از مکالماتِ چنیں

تو یہ نہ کہہ ہم خود دین کے عالم ہیں۔ ایسی باتوں سے توبہ کر

کور را کور کے نماید راہ	ہر کہ آگاہ از خدا آگاہ

اندھے کو اندھا کس طرح راستہ دکھا سکتا ہے کبھی واقفِ راہ ہے وہ خدا کی طرف سے آگاہ کیا گیا ہے

دین نیاید بغیر دین دارے ‏ ‏ ‏ سگ نداند بغیر مردارے

دین بغیر کسی دیندار کے حاصل نہیں ہوتا ۔ دُنیا کا کتّا تو بغیر مُردار کے کچھ نہیں جانتا

سخنِ یار و سینہ افسردہ ‏ ‏ ‏ جامۂ زندہ است بر مُردہ

منہ پر یار کی باتیں ہیں گر دل بجھا ہوا ہے گویا مُردے پر زندہ کے کپڑے ہیں

گر بری ریگ را رفیع و بلند ‏ ‏ ‏ جنبش باد خواہدش افگند

اگر تُو ریت کو بہت اونچی جگہ پر بھی لے جائے تو ہوا کی ذرا سی حرکت اُسے گرا دے گی

خانہ آنست کاں زِ معمارے ‏ ‏ ‏ ورنہ افتد زِ سیل دیوارے

گھر وہی ہے جسے معمار نے بنایا ہو۔ نہیں تو سیلاب سے دیواریں گر پڑیں گی

ایں زمانِ ہزار طوفان است ‏ ‏ ‏ خانہ ازپائے بست ویران ست

یہ زمانہ تو ہزاروں طوفانوں کا زمانہ ہے اور گھر کی بنیاد کھوکھلی ہے

ایں عجب قوم ہست ناہنجار ‏ ‏ ‏ باچنیں خانہ فارغ از معمار

یہ عجب نالائق قوم ہے کہ ایسے گھر کے باوجود معمار سے لاپروا ہے

آنچہ بادیں نمود قومِ پلید ‏ ‏ ‏ با اماماں نہ کردہ است یزید

جو کچھ اس ناپاک قوم نے دین کے ساتھ معاملہ کیا وہ یزید نے اماموں کے ساتھ بھی نہیں کیا

باز گوئی کہ من نمے بینم ‏ ‏ ‏ حاجتِ دیگرے پئے دینم

پھر بھی تو کہتا ہے کہ مجھے دین کی خاطر کسی اور انسان کی ضرورت نظر نہیں آتی

ایکہ راضی شدہ بنقص و زیاں ‏ ‏ ‏ ایں نہ دین است بلکہ دشمنِ آں

اے وہ شخص جو گھاٹے اور نقصان پر خوش ہے یہ دین نہیں بلکہ اُس کا دشمن ہے

دیں بیاموزدت خدائے قدیر	ورنہ رسمے است خام و زشت و حقیر

دین تو خداوند قدیر ہی تجھے سکھاتا ہے ورنہ وہ ایک رسم ہے خام، بدصورت اور ذلیل

مسلمت مسلمے نہ کرد اے دوں[1]	واز بخاری بخارِ سر افزوں

اے کمینے صحیح مسلم نے تجھے مسلمان نہ کیا اور صحیح بخاری نے تیرے سر کا بخار اور زیادہ کر دیا

ایں ہمہ استخواں بدامانت	نیست یک ذرہ مغز در جانت

یہ بہت سی ہڈیاں تیری جھولی میں پڑی ہوئی ہیں اور تیری جان میں ایک ذرہ بھی مغز نہیں ہے

کوری و باز در دلت ہوسے	کہ بخوانند ترا بصیر کسے

تو تو اندھا ہے پھر بھی تیرے دل میں یہ ہوس ہے کہ کوئی تجھے آنکھوں والا کہے

زیں خیالِ تو مردنت بہتر	زیں غذا زہر خوردنت بہتر

اس خیال سے تو تیرا مرجانا اچھا ہے اور ایسی غذا سے تیرا زہر کھا لینا بہتر ہے

اے نشستہ بصدرِ سجادہ	ایں چہ سودات در سر افتادہ

اے وہ شخص جو سجادہ پر بیٹھا ہوا ہے یہ کیا جنون ہے جو تیرے سر میں گھس گیا ہے

ناید اندر قیاس و فہم کسے	کہ شود کارِ پیل از مگسے

یہ بات کسی کے عقل و فہم میں کبھی نہیں آسکتی کہ ہاتھی کا کام مکھی سے ہو سکتا ہے

از خدا چوں رسید پیغامت	چوں نترسی ز خبثِ انجامت

جب تجھے خدا کا پیغام پہنچ گیا تو پھر تو اپنے برے انجام سے کیوں نہیں ڈرتا

بس ہمیں است طاعتت اے غول	کہ دلت حکمِ حق نہ کرد قبول

اے بھتنے کیا یہی تیری فرمانبرداری ہے کہ تیرے دل نے خدا کا حکم قبول نہیں کیا

[1] یعنی صحیح مسلم نے تجھے مسلمان نہ کیا۔

حجتِ لغو درمیاں آری | خبثِ نفس است اصلِ بیزاری

تو لغو دلایل پیش کرتا ہے۔ حق سے بیزاری کی اصل وجہ تیرے نفس کی خباثت ہے

ہر چہ ثابت شد است از قرآں | تو از و سر بہ پیچی اے ناداں

جو بات قرآن سے ثابت ہے اے نادان تو اس سے سر پھیرتا ہے

صد نشاں شد عیاں چو مہرِ منیر | نزدِ تُست ایں دروغ یا تزویر

سینکڑوں نشان چمکتے ہوئے سورج کی طرح ظاہر ہو گئے لیکن تیرے نزدیک یہ جھوٹ یا فریب ہیں

دیدہ آخر برائے آں باشد | کہ بدو مرد راہ داں باشد

آخر آنکھیں اسی لیے ہوتی ہیں کہ اُن کی مدد سے انسان راستہ کا واقف ہو جائے

وہ چہ ایں چشم ہست وایں دیدہ | کہ برو آفتاب پوشیدہ

واہ وا یہ عجیب آنکھیں ہیں کہ اُن سے آفتاب بھی نظر نہیں آتا

گر بدل باشدت خیالِ خُدا | ایں چنیں ناید از تو استغنا

اگر تیرے دل میں خدا کا خیال ہوتا تو اتنی بے پروائی تجھ سے ظہور میں نہ آتی

از دل و جاں طریقِ اُو جوئی | واز سرِ صدق سُوئے او پوئی

تو جان و دل کے ساتھ اُس کا راستہ ڈھونڈتا اور وفاداری کے ساتھ اُس کی طرف دوڑتا

ہر کرا دل بود دلدارے | خبرش پُرسد از خبردارے

جس شخص کا دل کسی معشوق سے لگ جاتا ہے وہ اُس کی خبر کسی واقف سے پُوچھتا ہے

گر نباشد لقائے محبوبے | جوید از نزدِ یار مکتوبے

اور اگر محبوب کی ملاقات میسر نہیں آتی تو وہ دوست کے پاس سے خط کا طالب ہوتا ہے

بے دلآرام نایدش آرام	گر بہ رویش نظر گہے بکلام

اُسے بغیر دلآرام کے آرام نہیں آتا۔ کبھی اُس کے چہرہ پر نظر ہوتی ہے تو کبھی اس کے کلام پر

آنکہ داری بدل محبّتِ او	نایدت صبر جز بصحبتِ او

اے وہ شخص جو دل میں اُس کی محبّت رکھتا ہے تجھے تو اُس کے پاس بیٹھنے کے بغیر صبر ہی نہیں آسکتا

فرقتِ او گر اتفاق اُفتد	در تن و جانِ تو فراق اُفتد

اگر اتفاقاً کبھی اُس سے جدائی ہو جائے تو تیری جان تیرے جسم سے جدا ہونے لگتی ہے

دلت از ہجرِ او کباب شود	چشمت از رفتنش پُر آب شود

تیرا دل اُس کے ہجر سے کباب ہوتا ہے اور اس کے چلے جانے سے تیری آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں

باز چوں آں جمال و آں روئے	شد نصیبِ دو چشم در کوئے

پھر جب وہ حسن اور وہ چہرہ کسی گلی میں تیری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے

دست در دامنش زنی بجنوں	کہ زِ نادیدنت دلم شد خوں

تو دیوانہ وار تُو اس کا دامن پکڑ کر یوں کہتا ہے کہ تیرے نہ دیکھنے کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا

ایں محبّت بذرّۂ امکاں	وانہ دل افگندۂ خدائے جہاں

تجھے ایک حقیر مخلوق سے تو اتنی محبّت ہوتی ہے لیکن اُس خدا کی طرف سے تو بالکل الٹی ہے

ایں وفا ہا بذرّۂ ناچیز	فارغ افتادۂ زِ یارِ عزیز

ایک ناچیز ذرّہ کے ساتھ تو ایسی وفاداری۔ لیکن اس پیارے دوست کی طرف سے تو لاپرواہ ہے

او فرستاد بندۂ از جُود	تا رہانَد تُرا زِ ریب وجود

اُس نے مہربانی فرما کر ایک بندہ کو بھیجا۔ تا کہ تجھے شکوک اور انکار سے رہائی بخشے

آں قدر بارہا نشاں بنمود — کہ زِ صد معرفت درے بکشود

اور اُس نے بارہا اس قدر نشان دکھائے کہ معرفت کے سینکڑوں دروازے کھول دیئے

باز سرمے زنی بانکارے — سہل پنداشتی چنیں کارے

پھر بھی تو انکار سے سر ہلاتا ہے ۔ اور تو نے یہ کام آسان سمجھ لیا ہے

لا اُبالی فتادۂ زاں یار — فارغی زاں جمال و زاں گفتار

تو اُس یار کی طرف سے بے پرواہو گیا ہے اور اُس حسن اور اُس گفتار کی طرف سے لاپروا

مُردگاں را ہمی کشی بکنار — واز دلآرامِ زندۂ بیزار

مردہ لاشوں کو تو اپنی بغل میں کھینچتا ہے اور زندہ (غیر فانی) محبوب سے بیزار ہے

کس شنیدی کہ فارغ از یار است — عشق و صبر ایں دو کار دشوار است

تو نے کسی کی بابت سنا ہے کہ وہ دوست سے لاپروا ہو عشق اور پھر صبر یہ دو کام بہت مشکل ہیں

ایں بود حال و طورِ عاشق زار — ایں بود قدرِ دلبرائے مردار

کیا یہی عاشقِ زار کا حال اور طریقہ ہوا کرتا ہے اور اے مردار کیا دلبر کی یہی قدر ہوا کرتی ہے

عاشقاں را بود زِ صدق آثار — اے سیہ دل ترا بہ عشق چہ کار

عاشقوں میں تصدق کے آثار پائے جاتے ہیں اے تاریک دل انسان تجھے عشق سے کیا واسطہ

نزدِ تو چوں رسید زاں کوئے — پیکِ آں دلستانِ خوش خوئے

جب اُس گلی سے تیرے پاس اس حسین محبوب کا پیغام بر پہنچا

عزتش ایں کہ کافرش خوانی — واز سرِ زجر از درش رانی

تو تُو نے اس کی یہ عزت کی کہ اُسے کافر کہتا ہے اور جھڑک کر اُسے اپنے دروازہ سے نکالا۔

صد ہزاراں نشاں ھمے بینی | باز منکر شوی زِ بے دینی

تو لاکھوں نشان دیکھتا ہے۔ پھر بھی بے دینی کی وجہ سے تُو انکار کرتا ہے

خویشتن را تو عالِم انگاری | زیں فضولی کنی بغداری

تُو اپنے تیئں عالم سمجھتا ہے شاید اسی لیے غداری سے ایسی فضول باتیں کرتا ہے

تا زِ تو ہستی ات بدر نرود | ایں رگِ شرک از تو بر نرود

جب تک تیری خودی تجھ میں سے نہ نکلے گی۔ تب تک یہ شرک کی رگ تجھ سے دُور نہ ہوگی

پائے سعیت بلند تر نرود | تا ترا دودِ دل بسر نرود

تیری کوشش میں برکت نہ پڑے گی۔ جب تک تیرے دل کا دھواں سر تک نہ پہنچے گا

یار پیدا شود دراں ہنگام | کہ تو گردی نہاں زِ خود بتمام

دوست اُس وقت ظاہر ہو گا۔ جب تو اپنی ہستی سے پورے طور پہ علیحدہ ہو جائے گا

تا نہ سوزی زِ سوز و غم نرھی | تا نہ میری زِ موت ہم نہ رھی

تو غم سے آزاد نہ ہو گا جب تک سوزِ غم سے نہ جلے گا اور موت سے آزاد نہ ہو گا جب تک فنا نہ ہو گا

چیست آں ھرزہ جان و تن کہ نسوخت | آتش اندر دلے بزن کہ نسوخت

وہ کیسی بیہودہ جان اور بدن ہے جو نہیں جلتا۔ ایسے دل کو آگ لگا دے جو عشق میں کباب نہ ہو

کلبۂ جسمِ خود بکن برباد | چوں نمے گردد از خدا آباد

اپنے جسم کی جھونپڑی کو برباد کر دے اگر وہ خدا کے عشق سے آباد نہیں

پائے خود را جدا کن از تنِ خویش | چوں نگیرد رہِ صداقت پیش

اپنے پیر کو جسم سے کاٹ کر جدا کر دے۔ اگر وہ صداقت کا راستہ اختیار نہیں کرتا

آفرین خدا بر آں جانے — کہ ز خود شد برائے جانانے

خدا کی طرف سے اُس شخص پر آفریں ہو۔ جو اپنے محبوب کے لیے نفسانیت سے الگ ہو گیا

منزلِ یارِ خویش کرد بدل — واز ہوا ہا رہید صد منزل

جس نے اپنے دوست کا ٹھکانا اپنے دل میں بنا لیا اور ہوا و ہوس سے سینکڑوں منزل دور بھاگ گیا

از خودی دور شد و خدا را یافت — گم شد و دستِ رہنما را یافت

وہ خودی سے دُور ہوا اور خدا کو پا لیا۔ وہ فنا ہو گیا اور رہنما کے ہاتھ کو حاصل کر لیا

ایکہ دیوانہ پئے اموال — وہ کہ در کارِ دیں چنیں اہمال

اے وہ شخص کہ تُو دولت کی خاطر دیوانہ ہو رہا ہے کیا خوب! دین کے معاملہ میں اتنی فروگذاشت!

وقتِ عیش ست و موسمِ شادی — تو چہ در سوگ و ماتم اُفتادی

یہ تو عیش کا وقت اور خوشی کا موسم ہے۔ تُو کس سوگ اور ماتم میں پڑا ہوا ہے

از خدایت رسید رہبرِ دیں — مردِ دیں باش و چوں زناں منشیں

تیرے پاس تو خدا کی طرف سے دین کا رہبر پہنچ گیا اب تُو بھی مردانِ دین میں سے ہو جا اور عورتوں کی طرح مت بیٹھ۔

خیز و از بہرِ یار کارے کن — یک نظر سوئے ایں بہارے کن

اُٹھ اور دوست کے لیے کام کر۔ اور اس باغ و بہار کی طرف ایک نظر ڈال

ورنہ مرگ است اژدہائے دمال — زود مے گیردت مشو نادال

ورنہ موت ایک ہیبت ناک اژدہا ہے جو تجھے جلدی ہی پکڑ لے گا۔ نادان نہ بن

آں صبا نکہتے زِ یار آوردہ — در دمے موسمِ بہار آوردہ

وہ بادِ صبا دوست کے ہاں سے ایسی خوشبو لائی ہے گویا وہ دم بھر میں بہار کا موسم لے آئی ہے۔

تو خزاں بہرِ خود پسندیدی ‎ ‎ ‎ ‎ من ندانم چہ در خزاں دیدی

اگر تو نے اپنے لیے خزاں کو پسند کیا ہے میں نہیں جانتا کہ خزاں میں تو نے کیا فائدہ دیکھا

از پۓ زندہ کردن آمد یار ‎ ‎ ‎ ‎ تو ہم از دستِ خود شدی مُردار

یار تو تجھے زندہ کرنے آیا تھا۔ مگر تُو اپنے ہاتھوں ہی مُردار بن رہا ہے

قصّہ ہا پیش مے کنی ز ضلال ‎ ‎ ‎ ‎ کایں کرامات ہائے اہلِ کمال

گمراہی کی وجہ سے تو قصّوں کو پیش کرتا ہے کہ یہ ہیں اہلِ کمال کی کرامات

گر دریں قصّہ ہا اثر بودے ‎ ‎ ‎ ‎ دلت از رجس دُور تر بودے

اگر اِن قصّوں میں کوئی اثر ہوتا۔ تو تیرا دل ناپاکی سے بہت دور ہوتا

قصّہ ہا گر بیاں کنی تو ہزار ‎ ‎ ‎ ‎ کے رہد از تو خبثِ دل زنہار

اگر تُو ہزاروں قصّے بھی بیان کرتا ہے تب بھی تیرے دل کی خباثت کہاں دور ہو سکتی ہے

زیں قصص ہیچ راہ نکشاید ‎ ‎ ‎ ‎ صد ہزاراں بگو چہ کار آید

ان قصّوں سے کوئی راستہ نہیں کُھلتا۔ لاکھوں قصّے بیان کرتا پھر وہ کس کام کے ہیں

بنشیں مدّتے باہلِ یقیں ‎ ‎ ‎ ‎ تا دہندت دو دیدۂ حق بیں

کچھ مدّت تو اہلِ یقین کی صحبت میں رہ۔ تا کہ تجھے حق شناس آنکھیں ملیں

اندرونِ تو ہست دیو خصال ‎ ‎ ‎ ‎ بر زباں قصّہ ہائے از ابدال

تیرا باطن تو شیطان سیرت ہے۔ اور زبان پر ابدالوں کے قصّے ہیں

روز چوں روشن است از دادار ‎ ‎ ‎ ‎ چشم بکشا و شب پری بگذار

خدا کی طرف سے جب دن روشن ہے تو تُو بھی آنکھیں کھول اور چمگادڑ پنا چھوڑ دے

در خور و مہ شکے نہ گیرد راہ | تو ز دادارِ خویش دیدہ بخواہ

چاند اور سورج کے بارے میں کسی کو شک نہیں ہوا کرتا تو ہی اندھا ہے پس اپنے خدا سے بصیرت مانگ

نیستی طالبِ حقیقتِ راز | بس ہمیں مشکل است اے ناساز

اے نا اہل۔ ساری مشکل یہی ہے کہ تو حقیقت راز کا طالب نہیں ہے

ایں مگو من محافظِ دینم | خود شفا بخشِ دینِ مسکینم

یہ نہ کہو کہ میں دین کا محافظ ہوں۔ اور میں خود ہی دین مسکین کا طبیب بھی ہوں

در دلت صد ہزار بیماری | چہ ازیں دل توقعے داری

تیرے دل میں تو ہزاروں بیماریاں ہیں۔ پھر تو ایسے دل سے کیا امید رکھتا ہے

تند بادے بخواہ از دادار | تا خس و خارِ تو برد یکبار

خدا سے آندھی طلب کر۔ تاکہ وہ تیرا سب کوڑا کرکٹ اُڑا کر لے جائے

جُز خدا راہِ چارہ سازی نیست | باز کُن دیدہ جائے بازی نیست

خدا کے سوا علاج کا اور کوئی رستہ نہیں۔ آنکھیں کھول۔ یہ کھیل کی جگہ نہیں ہے

خبرے نیستت ز جانانہ | مے زنی ہرزہ گام کورانہ

تجھے محبوب کی کچھ بھی خبر نہیں۔ یونہی اندھا دھند قدم اٹھائے چلا جا رہا ہے

ہمچو کرمی بجز کلامِ خدا | مُردہ ہستی بغیر جامِ خُدا

خدا کے کلام کے بغیر تُو ایک کیڑے کی طرح ہے اور خدا کے جام وصل کے سوا تُو مردہ ہے

آں یقینے کہ بخشدت دادار | چوں خیالِ خودت نہد بکنار

وہ یقین جو خدا تجھے بخشتا ہے اُسے تیرا اپنا خیال کس طرح پا سکتا ہے

آں یکے از دہانِ دلدارے | ق | نکتہ ہائے شنید و اسرارے

ایک شخص، تو وہ ہے جو اپنے معشوق کے منہ سے نکتے اور اسرار سُنتا ہے

واں دگر از خیالِ خود بگماں | | پس کجا باشد ایں دو کس یکساں

اور دوسرا شخص وہ ہے جو اپنے خیالات کی بنیاد پر شک اور گمان میں مبتلا ہے پس کس طرح یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں

ذوقِ ایں مے چو تو نمے دانی | | ہرزہ عوعو کنی بنادانی

چونکہ تو اِس شراب کا مزا نہیں جانتا۔ اس لیے نادانی سے فضول بھونکتا رہتا ہے

آں خدا داں کہ خود دہد آواز | | نہ کہ از وہمِ کس نماید باز

تو خدا اُسے سمجھ جو خود آواز دیتا ہے نہ کہ اسے جو کسی کے وہم کا نتیجہ ہے

واجب آمد ازیں بہر دوراں | | کہ تکلّم کند خدائے یگاں

اِس دلیل سے یہ ثابت ہوا کہ ہر زمانہ میں خدائے واحد کلام کیا کرتا ہے

ورنہ دیں ست محض افسانہ | | اینچنیں دیں زِ صدق بیگانہ

ورنہ دین صرف ایک کہانی بن جاتا ہے ایسا دین سچائی سے بیگانہ ہے

آں زِ شیطاں بود نہ از حق دیں | | کہ نہ دارد دوامِ وحیِ یقیں

وہ دین خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہے جو دائمی یقینی وحی اپنے اندر نہ رکھتا ہو

دیں ہماں دیں بود کہ وحیِ خدا | | نشود زو بہ ہیچ وقت جُدا

دین تو وہی دین ہوتا ہے جس سے خدا کی وحی کسی وقت بھی جُدا نہ ہو

وحی و دینِ خدا است چوں توام | | یک چو گم شد دگر شود گم ہم

وحی اور دینِ خدا چونکہ دونوں جڑواں چیزیں ہیں پس اگر ایک جاتی رہے گی تو دوسری بھی گم ہو جائے گی

بے یقیں چوں نجات یابد خلق | بے گماں رو زِ حق بتابد خلق

مخلوقات یقین کے بغیر کیونکر نجات پا سکتی ہے۔ لازمی ہے کہ اس صورت میں خلقت حق سے منہ پھیرلے

بے خدا چوں یقیں بدل آید | گفت گو یا لقا ہمے باید

بغیر خدا کے دل میں یقین کس طرح پیدا ہو اُس کے لیے یا تو کلام درکار ہے یا دیدار

اے کہ مغرورِ راہِ مظنونی | تو نہ عاقل کہ سخت مجنونی

اے وہ شخص کہ تُو ظن کے راستہ پر مغرور ہے۔ تو عقل مند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے

نفسِ امّارہ بندۂ صد آز | جز یقیں کے بگردد از وے باز

وہ نفسِ امارہ جو سینکڑوں حرص وہوا کا غلام ہے بغیر یقین کے اس سے کیونکر باز رہ سکتا ہے

چوں بہ بینی بہ بیشۂ شیرے | نہ کنی در گریختن دیرے

جب تو کسی جنگل میں شیر کو دیکھ لیتا ہے تو وہاں سے بھاگنے میں دیر نہیں کرتا

ہمچنیں پیش تو چو گرگ آید | دل تپد ہیبتِ سترگ آید

اسی طرح جب تیرے سامنے بھیڑیا آجاتا ہے تو تیرا دل تڑپنے لگتا ہے اور تجھے بہت ڈر لگتا ہے

پس بدیں دعوئے یقیں کہ ترا | ق | ہست بر کردگار و روزِ جزا

پس یقین کے اس دعویٰ کے ساتھ جو تجھے خدا تعالےٰ اور روزِ جزا کے متعلق ہے

باز چوں مے کُنی گناہِ بزرگ | چہ خدا نیست نزدِ تو چوں گرگ

پھر تو کس طرح گناہِ کبیرہ کرتا ہے۔ کیا خدا تیرے نزدیک ایک بھیڑیئے جیسا بھی نہیں ہے

بر خدا نیستت یقیں زنہار | زیں چو گرگاں خوشت آیدت مُردار

تجھے ہرگز خدا پر یقین نہیں اسی لیے بھیڑیوں کی طرح تجھے مُردار ہی پسند آتا ہے

آں یقینے کہ مانعے زخطاست	گر بخواہی رہش بگویم ہاست

وہ یقین جو گناہ سے بچاتا ہے اگر تو چاہے تو میں تجھ سے اُس کی حقیقت بیان کردوں

آں کلامِ خدا بقطع ویقیں	پاک و برتر ز دخلِ دیوِ لعیں

وہ خدا کا قطعی اور یقینی کلام ہے۔ جو شیطان لعین کے دخل سے پاک اور بالاتر ہو

پس ہماں چارۂ خطا کاریست	راہِ دیگر طریقِ مکاریست

پس وہی کلام گناہ کا علاج ہے۔ کوئی اور طریقہ محض مکاری ہے

کس شنیدی کہ با یقین ہلاک	باز در بیشۂ رود بیباک

کیا تو نے کبھی سُنا کہ اگر ہلاک ہو جانے کا یقین ہو تو پھر بھی کوئی نڈر ہو کر جنگل میں جاتا ہو

پس چہ ممکن کہ با یقینِ خُدا	باز گردد دلے بگردِ خطا

پس کیوں کر ممکن ہے کہ خدا پر یقین ہو کر پھر بھی کوئی دل گناہ میں منہمک رہتا ہو

شک وظن را یقیں نہادی نام	زیں شدی با جہانِ تہمت بدنام

تو نے شکوک وشبہات کا نام یقین رکھ چھوڑا ہے اس لیے تو گناہوں کی وجہ سے بدنام ہے

اندکے سُوئے خود نظر انداز	از سرِ غور دیدہ را کُن باز

ذرا اپنی طرف دیکھ اور غور سے آنکھیں کھول

تا بدانی کہ کور و محجوبی!	سخت محروم ماندہ زیں خوبی

تاکہ تجھے معلوم ہو کہ تو اندھا اور محجوب ہے اور یقین کی خوبی سے بالکل محروم

ذرۂ نیست در تو از انوار	شبِ دیجور را بماہ چہ کار

تجھ میں ذرا بھی نُور نہیں ہے۔ اندھیری گھُپ رات کو چاند سے کیا واسطہ

ایں خدائے عجیب در دل تُست | کہ از و صد نباتِ ظلمت رُست

یہ عجیب قسم کا خدا تیرے دل میں ہے کہ اُس سے قسم قسم کی تاریک روئیدگی پیدا ہو گئی ہے

شبِ تاریست و دشت و بیمِ دداں | چوں بخوابی زِ غفلت اے ناداں

اندھیری رات ہے اور جنگل اور درندوں کا خوف ۔ اے نادان تو کیونکر خوابِ غفلت میں پڑا ہے

خیز و بر حالِ خود نگاہ بکن | خطرِ رہ بہ بین و آہ بکن

اُٹھ اور اپنے حال پر نظر ڈال ۔ راستے کے خطرہ کو دیکھ اور افسوس کر

خیز و از نفسِ خود بپرس نشاں | کہ چہ خواہد مراتبِ عرفاں

اُٹھ اور اپنے نفس سے ہی دریافت کر لے کہ وہ معرفت کے کیسے کیسے مدارج مانگتا ہے

کہ یقیں نزد اوست زِ آبِ حیات | یا پسندیدہ ورطۂ شبہات

آیا اُس کے نزدیک یقین ہی آبِ حیات ہے یا وہ شکوک و شبہات کے بھنور کو پسند کرتا ہے

گر دلت مے تپد برائے یقیں | بخل چوں کرد آں کریم و معیں

اگر تیرا دل یقین کے لیے واقعی بیقرار ہے تو پھر اُس کریم اور مددگار خدا نے تجھ سے بخل کیوں کر رکھا ہے

ہر چہ در فطرتِ تو ریختہ است | باز زاں عزم چوں گریختہ است

جو چیز خود اُس نے تیری فطرت میں ڈال دی ہے پھر اُس ارادہ سے اُس نے گریز کیوں کیا

زیں عیاں شد کہ آں کریم و رحیم | داد ہر مقتضائے ایں تقویم

اس بات سے ظاہر ہے کہ اُس کریم و رحیم خدا نے انسانی فطرت کا ہر تقاضا پورا کر دیا ہے

باز انساں زِ قصرِ ہمتِ او | گشت غافل زِ نورِ فطرتِ او

پھر انسان ہی اپنی ہمت کی کمی سے اُس کے عطا کردہ نورِ فطرت سے غافل ہو گیا ہے

گر یقیں نیست خواہشِ انساں	پس چہ باعث کہ جویدش ہر آں

اگر انسان کی خواہش یقین کے لیے نہیں ہے تو کیا باعث ہے کہ وہ ہر گھڑی اُسی کی تلاش میں رہتا ہے

آنچہ در فطرتِ بشر مکتوم	چوں بماند بشر ازو محروم

جو کچھ انسان کی فطرت میں مخفی ہے انسان اُس سے کس طرح محروم رہ سکتا ہے

بحرِ فیض است چوں رواں ہر دم	تا رسانند تا یقینِ اتم ق

جب ہر وقت فیضانِ الٰہی کا سمندر جاری ہے تا کہ خدا تجھے کامل یقین تک پہنچائے

پس اگر قانعی بمظنونی	تو نہ عاقل کہ سخت مجنونی

پھر بھی اگر تو ظن پر قانع ہے تو تُو عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے

دل تپید از برائے رفعِ حجاب	جز دلے کاں شُد است ہمچو کلاب

دل تو حجابوں کے دُور کرنے کے لیے بیقرار رہتا ہے سوائے ایسے دل کے جو کتوں کی مانند ہو گیا ہے

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ[1] گفت خدا	خیز و در نفس جو تعطش ہا

کیا خدا نے افلا تبصرون نہیں فرمایا۔ اُٹھ اور اپنے اندر پیاس کو تلاش کر

ہمّتِ دوں مدار چوں دُوناں	رو بجو یار را چو مجنوناں

ذلیل لوگوں کی طرح ہمت پست نہ رکھ۔ جا اور خدا کو دیوانوں کی طرح ڈھونڈ

ہر کہ جویائے اوست یافتہ است	تافت آں رُو کہ سر نتافتہ است

جو اس کا طالب ہے اُس نے اُسے پا لیا وہ منہ نورانی ہو گیا جس نے اُس سے سر نہ پھیرا

آفریں خدا بداں مردے	کہ بریں در شُد است چوں گردے

خدا کی طرف سے اُس جوانمرد پر آفرین ہو۔ جو اس دروازہ پر خاک کی طرح آپڑا

---

[1] یعنی کیا تم غور نہیں کرو گے؟

از پئے وصل آں مہیمن پاک	اوفتادہ سرِ نیاز بخاک

اُس پاک مہیمن کے وصل کی خاطر وہ گرا اور عاجزی سے اپنا سر خاک پر رکھ دیا

ہرزماں با خدائے یکتائے	بر زمین و بر آسماں جائے

وہ ہر وقت خدائے واحد کے ساتھ زمین اور آسمان پر قرار پاتا ہے

ذرّہ ذرّہ جُدا شدہ زِ زمیں	دل پریدہ بسوئے عرش بریں

اس کا ذرّہ ذرّہ زمین سے بے تعلق ہو گیا اور اس کا دل عرش بریں کی جانب اڑ گیا

بر رُخِ او تجلیاتِ خُدا	در دلش جلوہ گاہِ ذاتِ خُدا

اُس کے چہرہ پر خدا کی تجلّی ہے اور اُس کا دل ذاتِ باری کا جلوہ گاہ ہے

ایں ہمہ حالت از خدا آید	چوں یقیں از کلامش افزاید

یہ سب حالت خدا کی مہربانی سے ہی آتی ہے جب کلامِ الٰہی کی وجہ سے بندہ کا یقین زیادہ ہو جاتا ہے

تو نہ فہمی ہنوز ایں سخنم	در دلت چوں فرو شوم چہ کنم

تُو ابھی میری بات کو نہیں سمجھتا۔ میں تیرے دل میں کیونکر گھس جاؤں ؟ بتا کیا کروں

اے دریغا کہ دل زِ درد گداخت	دردِ ما را مخاطبے نہ شناخت

افسوس کہ ہمارا دل درد کے مارے گداز ہو گیا ۔ مگر ہمارے درد کو مخاطب نے نہ پہچانا

اے خورِ روئے یار زود برآ	کہ دل آزردہ از شبِ یلدا

اے یار کے چہرہ کے سورج جلدی باہر نکل۔ کہ اندھیری رات کی وجہ سے ہمارا دل آزردہ ہو گیا ہے

عمرِ ما ہم رسید تا بکنار	بکنارم در آئی، اے دلدار

ہماری عمر بھی ختم ہونے کو آگئی ۔ اے دلدار میری گود میں آ جا

ایکہ تو طالب خدا ہستی	آں یقیں جو کہ بخشدت مستی

اے وہ شخص کہ جو خدا کا طالب ہے تو ایسا یقین تلاش کر جو تجھے سرشار کر دے

آں یقیں جو کہ سیل تو گردد	ہمہ در یار میل تو گردد

وہ یقین ڈھونڈ جو تیرے لیے سیلاب بن جائے اور تیری ساری محبت خدا کے لیے ہی ہو جائے

آں یقیں جو کہ آتش افروزد	ہر چہ غیرِ خدا ہمہ سوزد

وہ یقین ڈھونڈ جو ایسی آگ جلائے جو کہ ہر ما سوا اللہ کو بھسم کر ڈالے

از یقیں ست زہد و عرفاں ہم	گفتمت آشکار و پنہاں ہم

یقین ہی کی بدولت زہد اور عرفان بھی حاصل ہوتا ہے یہ بات میں نے تجھ سے ظاہراً بھی کہہ دی اور مخفی بھی

جز یقیں دین تو چوں مُردارے	سر پُر از کبر و دل ریا کارے

بغیر یقین کے تیرا دین مُردار کی طرح ہے سر تکبّر سے بھرا ہوا اور دل ریا میں مبتلا

بے یقیں نفس گرددت چو سگے	جنبدش نزدِ ہر فساد رگے

بغیر یقین کے تیرا نفس کتے کی طرح ہو جاتا ہے۔ ہر فساد کے وقت اُس کی رگ حرکت میں آ جاتی ہے

ہر کہ دُور از نگار خواہد ماند	نفسِ دُوں را شکار خواہد ماند

جو شخص محبوب سے دور رہے گا۔ وہ ہمیشہ نفس دنی کا شکار رہے گا

گر ترا آرزوے دیدار است	پاک دل شو نہ مشکل ایں کار است

اگر تجھے دیدار کی خواہش ہے تو پاک دل ہو جا۔ یہ بات مشکل نہیں ہے

ایں مراد از خرد چہ مے جوئی	وحیِ حق شوید از سیہ روئی

تو اس مُراد کو عقل کے زور سے کیا ڈھونڈتا ہے۔ خدا کی وحی ہی منہ کی کالک کو دھو سکتی ہے

این خرد جملہ خلق مے دارند   ناز کم کن کہ چوں تو بسیار اند

عقل تو سارے جہان کے پاس ہے اس پر فخر نہ کر کیونکہ تیرے جیسے بہتیرے پڑے پھرتے ہیں

چارۂ دل کلامِ دلدار است   ہر چہ غیرش کنند بیکار است

دل کا علاج تو دلدار کا کلام ہے اُس کے سوا جو علاج بھی لوگ تجویز کریں وہ فضول ہے

زہرِ فرقت چشی و ناکامی   باز منکر تو وحی و الہامی

تُو جدائی کا زہر چکھ رہا ہے اور نامراد ہے مگر پھر بھی وحی و الہام سے منکر ہے

جان تو بر لب از نخوردنِ آب   باز از آبِ زندگی رو تاب

پانی نہ پینے سے تُو جاں بلب ہو رہا ہے۔ پھر بھی آبِ حیات سے روگرداں ہے

داروئے ہر شکے کہ در دلہاست   آں بدار الشفاءِ وحیِ خداست

ہر اس شک کا علاج جو دلوں میں پیدا ہو وہ خدا کی وحی کے شفا خانہ میں ہے

ہست بر عقل منّتِ الہام   کہ از و پختہ ہر تصوّرِ خام

عقل پر الہام کا احسان ہے کہ اس کی برکت سے ہر کمزور خیال پختہ ہو جاتا ہے

آں گماں بردو ایں نمود فراز   آں نہاں گفت و ایں کشود آں راز

اُس نے صرف گمان کیا اور اِس نے دکھلایا۔ اُس نے دل میں ایک بات سوچی اور اِس نے وہ راز ہی کھول کر رکھ دیا

آں فرو ریخت ایں بکف بسپرد   آں طمع داد و ایں بجا آورد

اُس نے گرایا اور اِس نے ہاتھ میں دیا ۔ اُس نے امید دلائی اور اِس نے پُوری کر دی

آنکہ بشکست ہر بتِ دل ما   ہست وحیِ خدائے بے ہمتا

وہ چیز جس نے ہمارے دل کے ہر بُت کو توڑا وہ خدائے لاثانی کی وحی ہی تو ہے

آنکہ ما را رُخِ نگار نمود	ہست الہام آں خدائے ودود

وہ چیز جس نے ہمیں معشوق کا چہرہ دکھایا۔ وہ خدائے مہربان کا الہام ہی تو ہے

آنکہ داد از یقینِ دل جامے	ہست گفتارِ آں دلآرامے

وہ چیز جس نے دلی یقین کا جام پلایا۔ وہ اُس معشوق کی گفتار ہی تو ہے

وصلِ دلدار و مستی از جامش	ہمہ حاصل شدہ ز الہامش

محبوب کا وصل اور اس کے جام شراب کی مستی۔ سب اُس کے الہام ہی سے حاصل ہوئی

اے بریدہ امیدہا ز خدا	توبہ کن از فسادِ خود باز آ

اے وہ شخص جس نے اپنی امیدیں خدا سے توڑ لی ہیں توبہ کر اور اپنے اس فساد سے باز آجا

عیشِ دُنیائے دُوں دمے چند است	آخرش کار با خداوند است

اس ذلیل دنیا کا عیش تو تھوڑی سی دیر کی چیز ہے آخر کار خدا سے ہی واسطہ پڑتا ہے

ترک کن کین و کبر و ناز و دلال	تا نہ کارت کشد بسوئے ضلال

دشمنی تکبّر اور ناز نخرہ کو ترک کردے۔ تاکہ تیرا خاتمہ گمراہی پر نہ ہو

چوں ازیں دام گہ ببندی بار	باز نائی دریں بلاد و دیار

جب تو اس شکارگاہ سے اپنا بوریا بستر باندھ لے گا۔ تو پھر تُو ان ملکوں اور شہروں میں واپس نہیں آئے گا

اے ز دیں بے خبر بخور غمِ دیں	کہ نجاتت معلق است بدیں

اے دین سے بے خبر انسان۔ دین کا غم کھا۔ کیونکہ تیری نجات دین سے ہی وابستہ ہے

ہاں تغافل مکن ازیں غمِ خویش	کہ ترا کارِ مشکل است بہ پیش

دیکھ اپنے اس غم سے غفلت نہ کریو۔ کہ تجھے مشکل کام درپیش ہے

دل ازیں درد و غم فگار بکن | دل چہ جاں نیز ھم نثار بکن

اس درد و غم سے اپنے دل کو زخمی کر دل تو کیا اپنی جان بھی قربان کر دے

ہست کارت ھمہ باآں یکذات | چوں صبوری کنی ازو ھیہات

تجھے تو اسی خدائے یگانہ سے ہی کام پڑے گا۔ افسوس پھر تو اس خدا سے کیونکر صبر کر سکتا ہے

بخت گردد چو زو بگردی باز | دولت آید ز آمدن بہ نیاز

جب تو خدا سے روگردانی کریگا تو تیری قسمت بگڑ جائے گی اور عاجزی کے ساتھ اس کی طرف آنے میں دولت ملے گی

اے رسن ہائے آز کردہ دراز | زیں ہوس ہا چرا نیائی باز

اے وہ شخص جس نے خواہشوں کی رسی لمبی کر دی ہے تو ان لالچوں سے کیوں باز نہیں آتا

دولت عمر دمبدم بزوال | تو پریشاں بفکرِ دولت و مال

عمر کی دولت دمبدم کمی پر ہے اور تو زر و مال کی فکر میں پریشان ہو رہا ہے

خویش و قوم و قبیلہ پُر ز دغا | تو بریدہ برائے شاں ز خدا

رشتہ دار۔ قوم اور قبیلہ سب دھوکے باز ہیں لیکن تو نے ان کی خاطر خدا سے قطع تعلق کر لیا ہے

ایں ھمہ را بکشتنت آھنگ | گہ بصلحت کُشند و گاہ بجنگ

ان سب کا ارادہ تیرے قتل کرنے کا ہے کبھی یہ صلح کر کے تجھے قتل کرتے ہیں کبھی جنگ کر کے

ہست آخر باآں خدا کارت | نہ تو یارِ کسے نہ کس یارت

آخر اُسی خدا سے تیرا واسطہ پڑے گا۔ نہ تو تُو کسی کا دوست ہے نہ کوئی تیرا دوست

ھر کہ دارد یکے دلآرامے | جز بوصلش نیابد آرامے

جو شخص ایک معشوق رکھتا ہے اُسے بغیر اُس کے وصل کے آرام نہیں آتا

تا نہ بیند صبور لیش ناید | ہر دمش سیلِ عشق بر باید

اور جب تک اُسے نہیں دیکھ لیتا اسے صبر نہیں آتا۔ عشق کا سیلاب اُسے بہائے لیے جاتا ہے

در دلِ عاشقاں قرار کجا | توبہ کردن ز رُوئے یار کجا

عاشقوں کے دل کو کہاں قرار ہے دوست کے منہ سے روگردانی کس طرح ممکن ہے

حسنِ جاناں بگوشِ خاطرِ شاں | گفت رازے کہ گفتنش نتواں

محبوب کے حسن نے اُن کے دل کے کانوں میں وہ راز پھونک دیا ہے جس کا اظہار ناممکن ہے

کامیاباں وزیں جہاں ناکام | زیرکاں دُور تر پریدہ ز دام

یہ لوگ کامیاب ہیں مگر اس جہان سے نامراد۔ یہ لوگ عقلمند ہیں جو جال سے اُڑ کر دور چلے گئے ہیں

از خود و نفسِ خود خلاص شدہ | مہبطِ فیضِ نورِ خاص شدہ

وہ اپنی خودی اور نفسانیت سے آزاد ہو گئے اور انوارِ الٰہی کے فیضان کے نزول کی جگہ بن گئے

در خداوندِ خویش دل بستہ | باطن از غیرِ یار بگسستہ

انھوں نے اپنے خدا سے دل لگا لیا۔ اور غیر اللہ سے اپنا دل توڑ لیا

پاک از دخلِ غیر منزلِ دل | یار کردہ بجان و دل منزل

غیر کے دخل سے ان کے دل کا خانہ پاک ہے اور دوست نے ان کے جان و دل میں گھر بنا لیا ہے

ریزہ ریزہ شدہ آبگینۂ شاں | بوئے دلبر دمد ز سینۂ شاں

اُن کے ننگ و ناموس کا شیشہ چکنا چور ہو گیا۔ دلبر کی خوشبو اُن کے سینہ میں سے مہک رہی ہے

نقشِ ہستی بشست جلوۂ یار | سر زد آخر ز جیبِ دل دلدار

یار کی تجلّی نے ان کے نقشِ ہستی کو دھو ڈالا اور ان کے دل کے گریبان سے یار نمودار ہو گیا

فانیان و پُر از خدائے وحید   پاک و رنگین برنگِ ربِّ مجید

وہ فانی ہیں مگر خدائے واحد سے بھرے ہوئے وہ پاک ہیں اور خدائے مجید کے رنگ میں رنگین

آں خدا دیگر و دگر انساں   لیکن ایناں درو شدند نہاں

خدا کی ذات علیحدہ ہے اور انسان کی علیحدہ مگر یہ لوگ تو گویا خدا کے اندر چھپ گئے ہیں

نے بہ سر ہوش نے ز پا خبرے   در رہِ دلستاں بخاک سرے

نہ سر کا ہوش نہ پیر کی خبر۔ محبوب کے خیال میں ان کا سر خاک پر ہے

ہر کسے را بخود سرو کارے   کارِ دلدادگاں بدلدارے

ہر شخص اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔ مگر عاشقوں کا کام صرف محبوب کے ساتھ ہے

عالمِ دیگر است عالمِ شاں   دور از غیرِ حق معالمِ شاں

اُن کا جہان ایک اور ہی جہان ہے اور اُن کا عالم غیر اللہ سے دُور ہے

خفتہ اند و بچشمِ تو بیدار   جُز خدا کس نہ محرمِ اسرار

وہ سوئے ہوئے ہیں اگرچہ تیری نظر میں بیدار ہیں خدا کے سوا کوئی ان کا محرم اسرار نہیں ہے

فارغاں از مذمّت و تحسیں   نے ز مدحے خبر نہ از نفریں

مذمت اور تحسین کے خیال سے بے پرواہیں۔ نہ انہیں تعریف کی خبر ہے نہ لعنت کی

ہر کہ با ذاتِ اُو سرے دارد   پُشت بر روئے دیگرے دارد

جو شخص خدا کی ذات سے تعلق رکھتا ہے وہ اوروں کی طرف سے پیٹھ پھیر لیتا ہے

ہر کہ گیرد درش بصدق و حضور   از در و بامِ اُو ببارد نور

جو شخص اُس کے دروازہ کو صدق اور اخلاص سے اختیار کرتا ہے اس کے دروازہ اور چھت سے نور برسنے لگتا ہے

نورِ تاباں چو مہ ز پیشانی | پر ہمہ رُو زِ عشقِ ربّانی

اُس کی پیشانی سے چاند کی طرح نور چمکتا ہے اور عشقِ الٰہی سے سارا چہرہ روشن ہو جاتا ہے

عشقِ آں یار مُدّعا گشتہ | دِل زِ غیرِ خدا جُدا گشتہ

اُس دوست کا عشق اس کا مدعا بن گیا ہے اور غیر اللہ سے اُس کا دل جدا ہو گیا ہے

لطفِ اُو ترکِ طالباں نکند | کس بکارِ رہش زیاں نکند

خدا کا لطف ہمیشہ اپنے طالبوں کے شاملِ حال رہتا ہے اُس کی راہ میں کوئی نقصان نہیں اٹھاتا

ہر کہ آں در گرفت کارش شد | صد اُمیدے بروزگارش شد

جس نے وہ دروازہ اختیار کر لیا اُس کا کام بن گیا اور اس کے کاروبار کی کامیابی پر سینکڑوں اُمیدیں بندھ گئیں

مثلِ آں دلستاں کجا دیدی | پس چرا ہجرِ او پسندیدی

تو نے اُس محبوب کی طرح کا کوئی اور محبوب کہاں دیکھا ہے پھر کیوں اُس کی جدائی کو پسند کر لیا

بہ کہ تو زود تر رہش گیری | ایں نباشد کہ پیش ازاں میری

بہتر ہے کہ فوراً تو اس کا راستہ اختیار کرے۔ ایسا نہ ہو کہ اس سے پہلے ہی مر جائے

عمرِ اوّل ببیں کجا رفت است | رفت و بنگر ز تو چہا رفت است

اپنی پہلی عمر کو دیکھ کہ کدھر چلی گئی۔ وہ تو ضائع ہو گئی [illegible]

پارۂ عمر رفت در خُردی | پارۂ را بسرکشی بُردی

عمر کا ایک حصّہ تو بچپن میں چلا گیا۔ اور ایک حصّہ عمر کا تُو نے سرکشی میں گذارا

تازہ رفت و بماند پس خوردہ | دشمناں شاد و یار آزردہ

اچھا حصّہ تو گیا۔ اب بچا کھچا رہ گیا ہے۔ دشمن خوش ہیں اور دوست ناراض

بشنو از وضعِ عالمِ گذراں　　چوں کند از زبانِ حال بیاں

اس جہانِ فانی کی حالت پر کان رکھ۔ کس طرح وہ زبانِ حال سے بیان کر رہا ہے

کیں جہاں باکسے وفا نہ کند　　نہ کند صبر تا جُدا نہ کند

کہ یہ دُنیا کسی سے وفا نہیں کرتی اور صبر نہیں کرتی جب تک۔ اسے اپنے سے جُدا نہیں کر لیتی

گر بود گوش بشنوی صد آہ　　از دلِ مُردہ درون تباہ

اگر تیرے کان ہوں تو سَو آہیں سنے۔ خود اپنے مردہ اور تباہ حال دل سے

کہ چرا رو بتافتم زِ خدا　　دل نہادم در آنچہ گشت جُدا

کہ ہم نے خدا سے کیوں منہ پھیرا۔ اور ایسی چیز سے کیوں دل لگایا جو جُدا ہو گئی

ہمچنیں ساعتے ترا در پیش　　گور آواز ہا دہد چوں خویش

اسی طرح تجھے بھی ایک ایسی گھڑی پیش آنے والی ہے۔ قبر تجھے اپنے عزیز دل کی طرح بلا رہی ہے

یاد کُن وقتِ کوچ و ترکِ جہاں　　جاں بلب خانہ پُر زِ شور و فغاں

کوچ کے وقت اور دُنیا کے چھوٹنے کی گھڑی کو یاد کر۔ کہ تو جان بلب ہو گا اور گھر میں آہ و فغاں کا شور برپا ہو گا

زن بنالد بدیدۂ خوں بار　　پسرے گریہ از پسِ دیوار

تیری بیوی خون کے آنسوؤں سے روتی ہو گی اور بیٹا دیوار کے پیچھے گریہ و زاری کر رہا ہو گا

دخترے سر برہنہ اشک رواں　　ہمہ خویشاں شدہ تنِ بیجاں

لڑکی ننگے سر آنسو بہاتی ہو گی۔ اور سب رشتہ دار مُردہ کی مانند ہوں گے

ناگہاں بانگ آمد از سرِ درد　　کہ فلاں زیں سرائے رحلت کرد

کہ یکدم یہ دردناک آواز آئے گی۔ کہ فلاں شخص اس دُنیا سے گذر گیا

چند فرزند را گذاشت یتیم | بیوہ بیچارہ ماندہ با صد بیم

چند بچوں کو یتیم چھوڑ گیا۔ اور بیچاری بیوہ سینکڑوں دکھ اُٹھانے کے لیے رہ گئی

ایں مآل است عیشِ دُنیا را | گر نہ دانی بپرس دانا را

دُنیا کی زندگی کا یہ انجام ہے۔ اگر تجھے خبر نہیں تو کسی عقلمند سے ہی پُوچھ لے

بر سرِ گور پائے تُست اے خام | ہوش کن تا نہ بد شود انجام

اے نادان تیرا قدم قبر کے اُوپر رکھا ہوا ہے۔ ہوش کر کہ تیرا انجام بُرا نہ ہو

ایں جہان است مثلِ مُردارے | ہر طرف چوں سگے طلبگارے

یہ جہان مُردار کی طرح ہے۔ اور ہر جانب اس کے طالب کتّوں کی طرح کھڑے ہیں

رست آنکس کہ رست زیں مردار | خاک شد تا مگر شود خوش یار

وہ شخص آزاد ہو گیا جس نے اس مردار سے رہائی پائی اور وہ خاک ہو گیا تاکہ دوست راضی ہو جائے

لُطفِ اُو ترک طالباں نکند | کس بکارِ رہش زیاں نہ کند

خدا کا لُطف اپنے طالبوں کے شاملِ حال رہتا ہے اس کی راہ میں کوئی بھی نقصان نہیں اُٹھاتا

ہر کہ از خود شد ایزدش خواند | نکتۂ ہست گر کسے داند

جو اپنی ہستی سے جُدا ہو گیا۔ خدا اسے اپنے ہاں بلا لیتا ہے یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے اگر کسی کی سمجھ میں آ جائے

(نزول المسیح صفحہ ۹۹ تا ۱۰۰، مطبوعہ ۱۹۰۹ء)

از طمع جستیم ہر چیزے کہ آں بیکار بود | خود فزوں کردیم ورنہ اندکے آثار بود

ہم نے طمع کے مارے ہر وہ چیز ڈھونڈی جو بیکار تھی ہم نے آپ ہی حجاب کو بڑھایا ورنہ دراصل وہ کم تھی

(رسالہ تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۰۹ء)

تو خواہی خسپ یا خود مردہ مے باش	کہ بر ما نیست جز ہشیار کردن

خواہ تو سویا رہ یا مر جا۔ ہم پر سوائے ہشیار کر دینے کے اور کوئی ذمہ داری نہیں

فضولی باشد اندر وقتِ مستی	حدیثِ مردم ہشیار کردن

نشے کے وقت بے فائدہ ہے کہ ہشیار لوگوں کی سی باتیں کی جائیں

فضولی ہست با گیسوئے مشکیں	حدیث از تبّت و تاتار کردن

سیاہ زلفوں کے ہوتے ہوئے بے فائدہ ہے کہ تبت اور تاتار کا ذکر کیا جائے

پس از مردن شود معلومت اے یار	خلافِ رائے سلطاں کار کردن

اے دوست تجھے مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ خدا کی مرضی کے برخلاف کام کرنے کا کیا نتیجہ ہے

کمر بستن برائے خدمتِ بُت	نشانش بر بدن زنّار کردن

بُت کی خدمت کے لیے تیار ہو جانے کا اور جسم پر اس کے نشان کے زنار بنانے کا

نکردی خوب اے نا مہرباں یار	پس از اقرارہا انکار کردن

اے بے مہر دوست! تو نے اچھا نہ کیا۔ اقرار کرنے کے بعد انکار کرنے سے

فضولی ہست پیشِ روئے آں یار	حدیث از گلبنِ پُر خار کردن

اُس دوست کے چہرے کے رو برو فضول ہے کہ کانٹے والے چمن کا ذکر کیا جائے

رہِ نیکاں گرفتن ہمچو نیکاں!	زِ فکرِ باطل استغفار کردن

نیک بختوں کی طرح نیکوں کا طریقہ اختیار کرنا اور فضول خیالات سے استغفار کرنا ضروری ہے

بالفاظِ سخن چسپیدن از جہل	نہ فکر اندر نہِ اسرار کردن

جہالت کے باعث محض الفاظ سے چمٹے رہنا اور اسرار کی باریکیوں میں غور نہ کرنا۔ نامناسب ہے

بجوابِ موت آں شخصے کہ خسپید | نمی برخیزد از بیدار کردن

جو شخص ایک دفعہ موت کی نیند سو گیا۔ وہ جگانے سے نہیں اُٹھ سکتا

سر از فرمانِ آں حاکم مبر دار | کہ دارد قدرت بردار کردن

اس حاکم کے حکم سے سرتابی نہ کر۔ جو پھانسی پر چڑھانے کی قدرت رکھتا ہو

بباید جست از مردانِ حق دیں | نہ میل و طمع در دینار کردن

مردانِ خدا سے دین حاصل کرنا چاہیئے۔ اشرفیوں سے طمع اور محبت نہیں رکھنی چاہیئے

بکوری ہرچہ ماند غیر معلوم | سوالش از اولی الابصار کردن

جو بات اپنی نابینائی کی وجہ سے معلوم نہ ہو۔ وہ اہلِ بصیرت سے دریافت کرنی چاہیئے

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۰۹ء)

بلائے واعظا اگرچہ رائے من است | ولیک عشقِ تو بند پائے من است

اگرچہ میری رائے بھی وہی ہے جو واعظ کی رائے ہے لیکن تیرے عشق کی بیڑی میرے پیروں میں پڑی ہوئی ہے

آہ صد آہ رفت عمر بباد | نفسِ بد کیش ما نشد منقاد

افسوس صد افسوس کہ عمر برباد ہو گئی۔ اگر ہمارا بد سرشت نفس مطیع نہ ہُوا

ہیچ دشمن بدشمنے نہ کند | آنچہ کردیم ما بخود بیداد

دشمن بھی دشمن کے ساتھ وہ نہیں کرتا جو ظلم ہم نے آپ اپنے اُوپر کیا

کافراں مُردگانِ دل باشند | بر نیاید زِ مُردگاں فریاد

کافر دل کے مُردے ہوتے ہیں اور مُردے فریاد نہیں کیا کرتے

دل نہادن بفکرتِ دُنیا	باز دارد زِ کارہائے معاد

دُنیا کی فکر میں دل کو مصروف رکھنا۔ آخرت کے کاموں سے (انسان کو) باز رکھتا ہے

شخصِ دنیا پرست در دُنیا	چند روزے بسر کند دِل شاد

دُنیا پرست شخص دنیا میں چند روز ہی خوشی کے بسر کرتا ہے

فضلِ حق باید و ریاضت سخت	تا بر آید زِ کذب و شر و فساد

خدا کے فضل اور سخت مجاہدے ہی سے انسان جھوٹ شرارت اور فساد سے نجات پا سکتا ہے

ہر کہ از شرِ نفسِ خویش برست	گنہش طاعت است و جورش داد

جو اپنے نفس کی شرارتوں سے بچ گیا۔ اس کا گناہ بھی طاعت ہے اور اس کی سختی بھی انصاف ہے

(تشحیذ الاذہان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء)

من نہ واعظ کہ عاشق زارم	آید از طورِ واعظاں عارم

میں واعظ نہیں ہوں بلکہ عاشقِ زار ہوں۔ مجھے تو واعظوں کے طریقوں سے عار آتی ہے

نزدِ بیگانگاں جنوں زدہ ام	نزدِ معشوق نیک ہشیارم

غیروں کے نزدیک میں جنون میں مبتلا ہوں۔ مگر محبوب کے نزدیک بڑا ہشیار ہوں

(تشحیذ الاذہان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء)

نہ در فراق قرار آیدم نہ وقتِ وصال	بحیرتم کہ من از عشق اُو چہ مے جویم

نہ مجھے فراق میں چین آتا ہے نہ وصل میں۔ حیران ہوں کہ میں اس کے عشق میں کیا تلاش کرتا ہوں

(تشحیذ الاذہان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء)

کاش تا دوست راہ یافتمے | فرصتِ یک نگاہ یافتمے

کاش میں دوست تک پہنچ سکتا۔ اور اُسے ایک نظر دیکھنے کی مہلت مجھے مل جاتی!

رفتی و دردِ عشق بجانم گذاشتی | ہیچم خبر نشد بدل اندر چہ داشتی

تو چلا گیا اور اپنے عشق کا درد میری جان کیلئے چھوڑ گیا مگر مجھے کچھ بھی پتہ نہ لگا کہ تیرے دل میں کیا خیالات تھے

(تشحیذ الاذہان ماہ مارچ ۱۹۱۰ء)

اے شوخ زِ ناتواں چہ جوئی | از خستہ و نیم جاں چہ جوئی

اے شوخ تو کمزور سے کیا ڈھونڈتا ہے اور زخمی نیم جان سے کیا چاہتا ہے

رفتیم و فنا شدیم و مُردیم | از گم شدگاں نشاں چہ جوئی

ہم گذر گئے۔ فنا ہو گئے اور مر گئے۔ اب تو گم شدہ لوگوں کا کیا نشان ڈھونڈتا ہے

یار است قریب تر زِ جاں ہم | اے ابلہ تو از بتاں چہ جوئی

دوست تو جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اے بے وقوف تو بتوں سے کیا چاہتا ہے

پیراں نکنند توبہ از عشق | اے محتسب از جواں چہ جوئی

جب بوڑھے بھی عشق سے توبہ نہیں کرتے تو اے محتسب تو جوانوں سے کیا چاہتا ہے

دنیائے دنی است چند روزہ | زو راحتِ جاوداں چہ جوئی

ذلیل دنیا چند روزہ ہے۔ تو اس میں دائمی خوشی کیا ڈھونڈتا ہے

زینجا بشتاب۔ آتہی دست | از مزبلہ ارمغاں چہ جوئی

اے محروم یہاں سے جلدی روانہ ہو تو ایک کوڑی میں سے تحائف کیا ڈھونڈتا ہے

نیرش ز کسے خطا نہ کردست — از ناوکِ اُو اماں چہ جوئی

اس کا تیر کبھی خطا نہیں گیا اُس کے تیر سے کیا امان ڈھونڈتا ہے

بر کاخِ فلک ترا بخوانند — از خار و خس آشیاں چہ جوئی

تجھے تو فرشتے آسمان کی طرف بلا رہے ہیں۔ پھر تو گھانس پھونس کا گھونسلہ کیوں تلاش کرتا ہے

فرخ[1] در یار را فرا گیر — پیرامنِ این و آں چہ جوئی

اے فرخ یار کی چوکھٹ کو اختیار کر۔ زید و بکر کے ارد گرد کیا پھرتا ہے

(تشحیذ الاذہان فروری ۱۹۱۰ء)

تو نورِ ہر دو جہانی ترا شناختہ ام — ہمہ تن اند و تو جانی ترا شناختہ ام

تو دونوں جہان کا نور ہے میں نے تجھے پہچان لیا ہے سب بدن ہیں اور تو جان ہے میں نے تجھے پہچان لیا ہے

مُردم بدردِ عشق و صنم را خبر نشد — صد آہ کردم و بدلِ اُو اثر نشد

میں عشق کے درد سے مر گیا مگر صنم کو خبر تک نہ ہوئی سینکڑوں آہیں کیں مگر اس کے دل پر اثر نہ ہوا

دامن کشاں روی ز من اے یارِ مہ وشم — دستم نمے رسد کہ دلت را بخود کشم

اے میرے ماہرو دوست تو بڑی رعنائی کے ساتھ میرے پاس سے گذر رہا ہے مگر مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ تیرے دل کو اپنی طرف کھینچ سکوں

آمد تمام شہر بہ بیمار پُرسی ام — واں شوخ دیدہ بیں کہ بدیں طرف نگرد

تمام شہر میری بیمار پرسی کے لیے آیا۔ مگر اس شوخ چشم کو دیکھ کہ اُس نے ادھر کا رُخ بھی نہ کیا

اے مونسِ جان بے قرارم — فرسود ز غم تن نزارم

اے میری بے قرار جان کے رفیق میرا کمزور جسم غم کے مارے دُبلا ہو گیا ہے

---

[1] فرخ حضرت اقدسؑ کا قدیمی تخلص ہے۔

برمن غمِ فرقت تو سخت است | دریاب کہ سخت گشت کارم

تیری جدائی کا رنج میرے لیے بہت سخت ہے فریاد کو پہنچ کہ میری حالت تباہ ہے

ہفت کشور گر زعالم بیخبر باشد چہ باک | من ازیں نالم کہ جاناں ہم نمیدارد خبر

اگر ساتوں ولایتیں میرے حال سے بیخبر ہوں تو مضایقہ نہیں مجھے تو یہ غم ہے کہ محبوب کو بھی میرے حال کی خبر نہیں

گوش باید کرد قول کاملاں در علم و عقل | گفتۂ ہر ناتراشیدہ نہ باشد معتبر

صاحبانِ علم و عقل کی یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ ہر کندۂ ناتراش کی بات معتبر نہیں ہوا کرتی

عاقلاں را یک اشارت میکند در دل اثر | جاہلاں را دفترِ صد پند ناید کارگر

عقلمندوں کے لیے تو ایک اشارہ بھی دل پر اثر کر جاتا ہے مگر جاہلوں پر سینکڑوں دفتر نصیحتوں کے بھی کارگر نہیں ہوتے

(الفضل ۹ جون ۱۹۱۳ء)

کجا آں مفسدے را جائے باشد | کہ رفت از حضرتِ علیائے سلطاں

اُس مفسد کا کہاں ٹھکانا ہے جو سلطان کی عالی بارگاہ کو چھوڑ کر چلا گیا

الا گر عافیت خواہی بناچار | بباید برد فرماں ہائے سلطاں

خبردار۔ اگر تو خیریت چاہتا ہے تو ضرور تجھے سلطان کے احکام کو ماننا پڑے گا

کسے کو خویشتن را بندہ داند | کجا گیرد دگر در جائے سلطاں

وہ شخص جو اپنے تئیں بندہ سمجھتا ہے وہ سلطان کی جگہ دوسرے کو کب اختیار کرتا ہے

گدا را رائے باشد حسبِ قدرش | نہ چوں رائے جہاں پیمائے سلطاں

فقیر کی رائے تو اس کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے نہ کہ سلطان کی جہاں دیدہ رائے کی طرح

زجان و مایہ و عزت بشو دست — اگر سرتابی از ایمائے سلطاں

جان، مال اور عزت سے ہاتھ دھو رکھ۔ اگر تو سلطان کے اشارے سے سرتابی کرتا ہے

ہنوزت از سیاست ہا خبر نیست — کہ مے بینی تحمّل ہائے سلطاں

ابھی تک تجھے سیاست کا علم نہیں ہوا کیونکہ تو نے تو صرف سلطان کا تحمل ہی دیکھا ہے

بزرگاں سر فرو آرند فی الفور — بحکم درگہ والائے سلطاں

بزرگ لوگ فوراً سر نیچا کر دیتے ہیں سلطان کی باعزت بارگاہ کے احکام کے سامنے

نشانِ گردشِ بخت است و ادبار — زدن رائے خلافِ رائے سلطاں

یہ بدقسمتی اور ادبار کی علامت ہے کہ سلطان کی رائے کے برخلاف رائے دی جائے

مرو بیروں زِ قانونِ شریعت — مزن رائے خلافِ رائے سلطاں[لہ]

شریعت کے قانون سے باہر نہ نکل اور سلطان کی رائے کے خلاف رائے نہ دے

بزنداں مے فتد آں شوخ کز جہل — ندارد از خطا پروائے سلطاں

وہ بیباک قید خانہ میں ڈالا جاتا ہے جو جہالت کی وجہ سے غلطی کر کے سلطان کی پروا نہیں کرتا

ہماں باید گزیدن از سر و چشم — کہ باشد اندراں ایمائے سلطاں

وہی بات کامل انقیاد کے ساتھ اختیار کرنی چاہیے جس کے بارے میں سلطان کا ایما ہو

کند با جانِ خود بازی جہولے — کہ بندارد دگر ہمتائے سلطاں

وہ بیوقوف اپنی جان کے ساتھ کھیلتا ہے جو سلطان کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک سمجھتا ہے

(الفضل ۹ جون ۱۹۱۴ء)

لہ یہاں سلطان سے مراد غالباً ذات باری تعالیٰ ہے دیکھئے شعر ۲ صفحہ ۳۷۰

ہر کہ بے تحقیق بکشاید دہن　　خود بمیرد مے کشد بسیار تن

جو شخص بغیر تحقیق کے منہ کھولتا ہے وہ خود بھی مرتا ہے اور بہت سے دوسروں کو بھی مارتا ہے

زہر باشد آں سخن کز مردہ است　　زانکہ بے نور است و دل افسردہ است

وہ بات زہر ہوتی ہے جو روحانیت سے بے نصیب شخص کی طرف سے ہو کیونکہ وہ تو خود بے نور اور پژمردہ دل ہے

زندگی دارد سخن کز زندہ است　　ہمچو باراں زندگی بخشندہ است

جو زندہ ہے اس کی بات بھی جان رکھتی ہے اور بارش کی طرح سے زندگی بخش ہوتی ہے

لب ببند اے کور تا کور است دل　　تا نہ پیش عارفاں گردی خجل

اے اندھے جب تک تیرا دل نابینا ہے تو اپنے ہونٹوں کو بند رکھ تا کہ عارفوں کے روبرو شرمندہ نہ ہو

تا بگردد سینۂ تو پاک و صاف

جب تک تیرا سینہ پاک و صاف ہو جائے (اس وقت تک خاموشی اختیار کر)

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء)

صید کردن کارِ ما آمد مگر　　صید خنزیراں نہ سہل است اے پسر

ہمارا کام شکار کرنا ہے مگر اے صاحبزادے سوٴروں کا شکار آسان کام نہیں ہے

جاں بکف در دشتِ خوکاں مے روم　　در رہِ مولیٰ فدا جان و دلم

میں ہتھیلی پر سر رکھ کر خنزیروں کے جنگل میں جاتا ہوں۔ خدا کی راہ میں میرے دل و جان قربان ہوں

از عدم آں کس ہمیں بخشند وجود　　آنکہ خود معدوم شد گویا نبود

عدم سے وہی شخص وجود حاصل کرتا ہے جو پہلے خود ایسا فنا ہو چکا ہو گویا وہ تھا ہی نہیں

جانِ ما قربان رہِ یارِ ما　　تا مگر کاری شود ایں کارِ ما

ہماری جان ہمارے دوست کی راہ میں نثار ہو تا کہ ہمارے اس کام سے کوئی فائدہ پہنچے

فتح و نصرت خادمِ ما چوں غلام	اللہ یعلینا ولا نعلی مدام

فتح و نصرت غلاموں کی طرح ہماری خادم ہیں اللہ ہم کو غالب کرے گا اور ہم کبھی بھی مغلوب نہ ہونگے

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء)

دردا کہ حسنِ صورتِ قرآں عیاں نماند	آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نماند

افسوس کہ قرآن کے چہرہ کی خوبصورتی ظاہر نہ رہی گر واقعہ یہ ہے کہ وہ خود تو ظاہر ہے لیکن اس کے قدر شناس نہ رہے

مردم طلب کنند کہ اعجاز آں کجاست	صد درد و صد دریغ کہ اعجاز داں نماند

لوگ پوچھتے ہیں کہ اس کا اعجاز کہاں گیا اعجاز تو ہے لیکن سخت رنج اس کا ہے کہ کوئی اعجاز داں نہیں رہا

کوریم واز کمالِ تغافل بچشمِ ما	آں روئے خوب و گیسوئے عنبر فشاں نماند

ہم خود تو اندھے ہیں گر حد درجہ غفلت کی وجہ سے ہماری نظر میں وہ خوبصورت چہرہ اور خوشبودار زلفیں نہیں رہیں

بینیم کہ ہر یکے بہ غمِ نفس مبتلاست	کس را غمِ اشاعتِ قرآں بجاں نماند

میں دیکھتا ہوں کہ ہر شخص اپنے ذاتی تفکرات میں مبتلا ہے۔ کسی کو بھی قرآن کی اشاعت کا فکر نہیں

یوسف شنیدہ ام کہ شدش کارواں معیں	ایں یوسفے کہ ہیچ کسش کارواں نماند

میں نے یوسف کی بابت سنا تھا کہ قافلہ نے اس کی مدد کی تھی

جانم کباب شد زغمِ ایں کتابِ پاک	چنداں بسوختم کہ خود امیدِ جاں نماند

اس کتاب کے غم میں میری جان کباب ہو گئی اور میں اس قدر جل گیا ہوں کہ بچنے کی کوئی امید نہیں

دوش از کسے مرا بجالے شکیب بود	امشب مپرس حال کہ تاب و تواں نماند

کسی خیال کی وجہ سے کل کسی قدر مجھے صبر تھا مگر آج رات میرا حال نہ پوچھ کہ کچھ بھی تاب و تواں باقی نہیں رہی

اے سید الورٰی مددے وقتِ نصرت است — در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند

اے مخلوقات کے سردار مدد فرما یہ نصرت کا وقت ہے کیونکہ تیرے باغ میں کوئی بھی باغباں نہیں رہا

صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر — بینم کہ حسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند

میں خوشی کے مارے سینکڑوں دفعہ رقص کروں۔ اگر یہ دیکھ لوں کہ قرآن کا دل کش جمال پوشیدہ نہیں رہا

در رنج و درد مے گذرد ایں روزگار — یارب ترحمیکہ دگر مہرباں نماند

ہم رنج اور درد میں زندگی گذار رہے ہیں اے رب رحم فرما کہ تیرے سوا ہمارا اور کوئی مہربان نہیں رہا

یارب چہ بہرِ من غمِ فرقاں مقدر است — یا خود دریں زمانہ کسے راز داں نماند

اے رب کیا میری تقدیر میں ہی فرقان کے لیے غم کھانا لکھا ہے یا اس زمانہ میں میرے سوا اور کوئی واقف حقیقت ہی نہیں

دیدم کہ زاہداں رہِ فرقاں گذاشتند — ناچار در دلم اثرِ مہرِ شاں نماند

میں نے دیکھا کہ زاہدوں نے قرآن کا راستہ چھوڑ دیا ہے اس لیے میرے دل میں بھی ان کی محبت کا نشان باقی نہیں رہا

اے خواجہ پنج روز بود لطفِ زندگی — کس از پئے مدام دریں خاکداں نماند

اے خواجہ! زندگی کا لطف چند دن کے لیے ہے کوئی بھی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہا

امروز گر دل از پئے قرآں نسوزدت — عذرے دگر ترا بجنابِ یگاں نماند

اگر آج کے دن تیرا دل قرآن کے لیے نہیں جلتا تو پھر خدا کی درگاہ میں تیرا کوئی عذر باقی نہیں رہا

بگذار وردِ مثنوی و شغل غزل و شعر — ایں خود چہ چیز ہست اگر قدرِ آں نماند

مثنوی کے ورد اور شعر و غزل کے مشغلہ کو چھوڑ یہ چیزیں کیا حقیقت رکھتے ہیں اگر قرآن ہی کی قدر نہ رہی

در خادماں نشستنی و صد ناز مے کنی — آں را کہ سید است کس از خادماں نماند

تو نوکروں میں بیٹھ کر سینکڑوں ناز نخرے کرتا ہے مگر وہ جو اصلی سردار ہے اس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں

خلق از برائے شوکتِ دُنیا چہا کنند | دردا کہ مہرِ کعبہ چو مہرِ بتاں نماند
لوگ دنیا کی شان شوکت کے لیے کیا کیا کرتے ہیں مگر افسوس کہ کعبہ کی محبت بتوں کی محبت کے برابر بھی نہیں رہی

اے بے خبر بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند | زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند[1]
اے بے خبر فرقان کی خدمت کے لیے کمر باندھ لے اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ فلاں شخص مر گیا

(اشتہار اہلِ اسلام کی فریاد) | [1] سعدی کا مصرع ہے

اے نہِ تعلیمِ وید آوارہ | منکر از فیض بخش ہموارہ
اے کہ تو وید کی تعلیم کی وجہ سے گمراہ ہو گیا ہے اور دائمی فیض رساں خدا کا منکر ہے

آں قدیرے کہ نیست زو چارہ | نزدِ تو عاجز ست و ناکارہ
وہ قادر جس کے سوا کسی کا گذارہ نہیں ہے تیرے نزدیک عاجز اور ناکارہ ہے

بشنوی گر بود بحق رُوئے | شورِ قالُوا بلیٰ زِ ہر سُوئے
اگر تیرا منہ خدا کی طرف ہو تو تُو ضرور سنے گا ہر طرف سے قالوا بلیٰ کا شور

آنکہ با ذاتِ او بقاؤ حیات | چوں بنا شد بدیعِ ما آں ذات
وہ کہ جس کی ذات سے ہر بقا اور زندگی وابستہ ہے وہ ذات ہماری خالق کیوں نہیں ہو سکتی

ناتوانی ست طورِ مخلوقات | کے خدا ایں چنیں بود ہیہات
کمزوری تو مخلوقات کا خاصہ ہے مگر خدا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ افسوس!

کَے پسند د خرد کہ ربِّ قدیر | ناتواں باشد و ضعیف و حقیر
عقل کب پسند کرتی ہے کہ قادر خدا کمزور ضعیف اور حقیر ہو

نظرے کُن بہ شانِ ربّانی | داوری ہا مکن بنادانی

خدا تعالیٰ کی شان پر غور کر اور نادانی کی وجہ سے جھگڑا نہ کر

ایں چہ دین است و ایں چہ آئین ست | کہ خدا ناتواں و مسکین است

یہ کونسا دین ہے اور یہ کیسا قانون ہے کہ خدا بھی کمزور اور بیکس ہے

گر بدیں دین و کیش ہستی شاد | مایۂ عمر را دہی برباد

اگر تو اس دین و مذہب پر خوش ہے تو تُو اپنی عمر بھر کی کمائی کو برباد کر رہا ہے

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

تمّت

"پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار"

ہمارا آقا

تالیف
شیخ محمد اسماعیل پانی پتی

آقائے دو جہاں ، سرور کونین ، رحمۃللعالمین ، خاتم النبیین حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مقدس اور مطہر زندگی اور حضور علیہ السلام کی سیرت مبارک کے نہایت دلچسپ اور ایمان افروز واقعات سچے فسانوں کی شکل میں بہت ہی دلاویز انداز بیان کے ساتھ اس کتاب میں پیش کیے گئے ہیں۔ ـ طباعت عمدہ ، سرورق رنگین ـ

قیمت دو روپے　　　　سستا ایڈیشن ایک روپیہ پچاس پیسے

ملنے کا پتہ

محمد احمد اکیڈمی ، رام گلی نمبر ۳ ـ لاہور